(صرف احمدی احباب کے لئے)

عائلی معاملات

پر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

کے

خطبات وارشادات

نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

نام کتاب..................عائلی معاملات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
کے خطبات وارشادات

اشاعت..................مطبع اول (2009ء)

مطبع ....ضیاء الاسلام پریس ربوہ

کمپوزنگ...........نصیر احمد چوہدری

پیش لفظ

مجلس مشاورت 2008ء کی تجویز نمبر 1 شادی کے بعد گھروں میں پیدا ہونے والے مسائل کے بارہ میں یوں تھی۔

"شادی کے بعد بعض گھرانوں میں ناچاقی اور لڑائی جھگڑے کا رجحان بڑھ رہا ہے اور اختلافات سلجھانے میں جماعت کا بہت سا قیمتی وقت صرف ہوتا ہے۔ اکثر اوقات نوبت قضاء تک پہنچتی ہے اور بدقسمتی سے علیحدگی پر منتج ہوتی ہے۔ قضاء کے فیصلے کی تنفیذ میں عدم تعاون کی وجہ سے بعض کو تعزیر ہوتی ہے۔ شادی کے نتیجہ میں اگر بچے بھی ہوں تو ان کے مستقبل کے لئے تکلیف دہ مسائل بھی جنم لیتے ہیں۔ تجویز ہے کہ اصلاح احوال کے لئے مجلس شوریٰ اس معاشرتی بُرائی کے سدباب کے لئے موثر لائحہ عمل تجویز کرے۔"

عائلی مسائل تربیت کی کمی کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں اس کمی کو دور کرنے کے لئے خلیفہ وقت کے خطبات کی طرف توجہ دی جائے کہ یہ خطبات ہر احمدی سنے کیونکہ خلافت سے وابستگی حقیقی طور پر تربیت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

ہر فرد جماعت تک رسائی کے لئے عائلی مسائل پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تمام خطبات جمعہ اور جلسہ ہائے سالانہ و اجتماعات پر ارشاد فرمائے گئے خطابات کو نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ کتابی شکل میں یکجائی طور پر پیش کرنے کی سعادت پا رہی ہے اور یوں حضور انور کے اس ارشاد کی بھی ایک رنگ میں تعمیل ہو جائے گی۔

"خطبات کے علاوہ متعدد جلسہ ہائے سالانہ و اجتماعات پر لجنہ اماء اللہ کو ارشاد کردہ خطابات سے بھی استفادہ کیا جائے۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس کے دیرپا اور دُور رَس نتائج برآمد کرے۔ آمین

والسلام

خاکسار

سید [illegible]

ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	نکاح کے موقعہ پر تقویٰ اور قول سدید کے ذکر والی آیات پڑھ کر گھروں کو جنت نظیر معاشرہ قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے (خطبہ جمعہ 30رمئی 2003ء)	1
2	اپنی حالت کی پاک تبدیلی کیلئے دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے (4رجولائی 2003ء بمقام بیت فضل لندن برطانیہ)	3
3	میاں بیوی کے جھگڑے اللہ تعالیٰ پر توکل کی کمی کی وجہ سے ہوتے ہیں (خطبہ جمعہ 15راگست 2003ء بمقام بیت فضل لندن)	13
4	عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی (جلسہ سالانہ جرمنی 23راگست 2003ء لجنہ سے خطاب)	18
5	مردوں کو گھروں میں نرم رویہ رکھنے کی تلقین (خطبہ جمعہ 29راگست 2003ء بمقام شیورٹ ہالے فرینکفورٹ جرمنی)	44

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
6	شادی بیاہ ایک پاکیزہ تعلق اور معاہدہ ہے اس کا احترام کریں (خطبہ جمعہ 19 دسمبر 2003ء بمقام بیت الفتوح لندن)	46
7	جھگڑے کے وقت مرد جو قوام ہے اگر خاموش ہو جائے تو شاید اسی فیصد سے زائد جھگڑے ختم ہو جائیں (خطبہ جمعہ 23رجنوری 2004ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن)	47
8	میاں بیوی کے درمیان پوشیدہ باتوں کا جھگڑے کے بعد اظہار بے حیائی اور خیانت شمار ہوتی ہے (خطبہ جمعہ 6رفروری 2004ء بیت الفتوح لندن)	51
9	بیٹیاں بوجھ نہیں بلکہ آگ سے بچنے کا ذریعہ ہیں (خطبہ جمعہ 13رفروری 2004ء بمقام بیت الفتوح لندن)	52
10	ہر شادی شدہ مرد اپنے اہل وعیال کا نگران ہے گھر کے ماحول کو انصاف اور عدل کے مطابق چلانا ہے تو میاں اور بیوی دونوں کو ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہوگا (خطبہ جمعہ 5رمارچ 2004ء بیت الفتوح لندن)	53
11	عورتوں سے حسن سلوک بارے ارشادات (خطبہ جمعہ 19رمارچ 2004ء بمقام بستان احمد غانا)	59

نمبر	مضمون	صفحہ
12	اسلام نے عورت کے حقوق وفرائض کی ادائیگی کی بھی اسی طرح تلقین فرمائی ہے جس طرح مردوں کے حقوق وفرائض کی (خطاب جلسہ سالانہ ہالینڈ لجنہ اماء اللہ مورخہ 3/جون 2004ء)	60
13	میاں بیوی کو ایک دوسرے میں خوبیاں تلاش کرنی چاہئیں۔ بحیثیت گھر کے سربراہ مرد اپنے گھر کے ماحول پر نظر رکھے اور اپنی بیوی اور اپنے بچوں کے حقوق ادا کرے (خطبہ جمعہ 2/جولائی 2004ء بمقام انٹرنیشنل سنٹر، مسی ساگا کینیڈا)	67
14	میاں بیوی اپنے سسرالی رشتہ داروں کی کمزوریوں کا ذکر بچوں کے سامنے سرعام نہ کریں۔ اس سے بڑوں میں لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں (3/جولائی 2004ء کو جلسہ سالانہ کینیڈا مستورات سے خطاب)	89
15	اگر عورت نیک ہو، عبادت گزار ہو، بچوں کی تربیت کرنے والی ہو ایسی عورتیں وہ ہیں جن کے قدموں کے نیچے جنت ہے اپنے گھر کے ماحول کو خاوندوں کی فرمانبرداری کر کے جنت نظیر بناؤ (11/ستمبر 2004ء جلسہ سالانہ بیلجیئم مستورات سے خطاب)	93
16	احمدی لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیاں آپس میں کی جائیں تا کہ آئندہ نسلیں دین پر قائم رہنے والی نسلیں ہوں (خطبہ جمعہ 24/دسمبر 2004ء بمقام بیت السلام۔ پیرس فرانس)	106

نمبر	مضمون	صفحہ
17	تلخیوں میں زیادہ قصور لڑکے، لڑکی کے ماں باپ کا ہوتا ہے میاں بیوی کا بندھن ایک معاہدہ ہے جس میں خدا کو گواہ ٹھہرا کر تقویٰ پر قائم رہنے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا اقرار کیا جاتا ہے (خطبہ جمعہ 24/جون 2005ء بمقام ٹورانٹو کینیڈا)	124
18	جہاں گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے مردوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ نیک نمونہ قائم کریں وہاں ماؤں کی بھی ذمہ داری ہے کہ ان کی اولاد ضائع نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والی ہو (25/جون 2005ء جلسہ سالانہ کینیڈا مستورات سے خطاب)	129
19	وہ عورتیں جو اپنے لڑکوں کے ذریعہ بہوؤں پر ظلم کرواتی ہے وہ تقویٰ پر چلتے ہوئے ان کی زندگی کو جنت بنائیں۔ بعض بہوئیں خاوندوں کے ذریعہ ساسوں کے حقوق تلف کر رہی ہوتی ہیں اپنے آپ کو تقویٰ کے لباس سے مزین کریں (30/جولائی 2005ء جلسہ سالانہ یوکے مستورات سے خطاب)	136
20	بیرون ممالک رشتہ کرتے وقت پوری تحقیق کر لیا کریں (24/ستمبر 2005ء اوسلو (ناروے) میں ایک میٹنگ)	144
21	ایسا مہر مقرر نہ ہو جو دکھاوے کی خاطر اور معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والا ہو بلکہ ایسا ہو جو ادا ہو سکے (خطبہ جمعہ 25/نومبر 2005ء بمقام بیت الفتوح لندن)	145

نمبر	عنوان	صفحہ
22	اپنی رنجشوں کو دور کریں اور صلح وصفائی کی فضا پیدا کریں اگر آپ کے دل میں بخل کینے پلتے رہے تو خدا ایسے دلوں میں نہیں اترتا (15/اپریل 2006ء جلسہ سالانہ آسٹریلیا سے خطاب)	152
23	شادیوں کے نتیجے میں جو رحمی رشتے قائم ہوتے ہیں ان کا بھی خیال رکھو (16/اپریل 2006ء جلسہ سالانہ آسٹریلیا سے خطاب)	155
24	اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد اور بیوی کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں (خطبہ جمعہ 5/مئی 2006ء)	158
25	معاشرہ کی برائیوں کا اثر اولاد اور میاں بیوی کے حالات پر ہوتا ہے (13/مئی 2006ء جلسہ سالانہ جاپان اختتامی خطاب)	160
26	ہر احمدی اپنا اور اپنے گھر کا جائزہ لے۔ اگر ہمارے اپنے گھروں میں نرمی اور اعلیٰ اخلاق کے نظارے نظر نہیں آ رہے تو ہم نے بھٹکے ہوئے لوگوں کو رستہ کیا دکھانا ہے (خطبہ جمعہ مؤرخہ 10/نومبر 2006ء بمقام بیت الفتوح، لندن)	161
27	قریبی رشتہ داروں سے تمام رحمی رشتہ دار مراد ہیں جن میں والد اور والدہ کی طرف سے پھر بیوی اور خاوند کے رحمی رشتہ داروں کے حقوق ادا کریں (خطبہ جمعہ یکم جون 2007ء بمقام بیت الفتوح لندن)	178
28	شادیوں میں عورتیں مردوں کو بے جا اسراف پر مجبور کرتی ہیں اور قرضے تلے آنے سے گھر کے حالات بگڑتے ہیں (یکم ستمبر 2007ء کے جلسہ سالانہ جرمنی مستورات سے خطاب)	184

نمبر	عنوان	صفحہ
29	مردوں اور عورتوں دونوں کو حکم ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں (خطبہ جمعہ 16/نومبر 2007ء بیت الفتوح لندن)	187
30	احمدی لڑکیاں احمدی لڑکوں سے شادی کریں تا کہ آئندہ نسلیں احمدیت پر قائم رہیں (خطبہ جمعہ 18/اپریل 2008ء بمقام باغ احمد غانا)	191
31	شادیاں ہو جاتی ہیں تو پھر پسند، ناپسند کا سوال اٹھتا ہے اگر پسند دیکھنی ہے تو شادی سے پہلے دیکھیں جب شادی ہو جائے تو شریفانہ طریق یہی ہے کہ پھر اس کو نبھائیں (خطبہ جمعہ 20/جون 2008ء بمقام پنسلوینیا امریکہ)	193
32	شادی کرنا ایک احسن عمل ہے نیک اور دیندار لڑکی کی تلاش کریں تا کہ آپ ابتلاء سے بھی بچیں اور ثواب کمانے والے بھی ہوں (خطبہ جمعہ 4/جولائی 2008ء بمقام کینیڈا)	196
33	جو مرد بلاوجہ عورت کو مارتے ہیں وہ اللہ کی نظر میں بہت غلط کرتے ہیں (جلسہ سالانہ یو۔کے 2008ء میں عورتوں سے خطاب)	200
34	ایک احمدی عورت کو یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کی حدود کا ایک دائرہ ہے اس سے تجاوز کرنا آپ کے تقدس کو مجروح کرتا ہے (23/اگست 2008ء جلسہ سالانہ جرمنی مستورات سے خطاب)	204

35	عورتیں بھی اپنے گھر کی نگران کی حیثیت سے ذمہ دار ہیں کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت کریں تا کہ وہ معاشرہ کا بہترین وجود بن سکیں رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کی دعا کثرت سے پڑھنے کی تحریک (خطبہ جمعہ 14؍نومبر 2008ء بمقام بیت الفتوح لندن)	210

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

اپنی اولاد کے حق میں دعا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی اولاد کے حق میں دعا کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ

مِری اولاد جو تیری عطا ہے

ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے

دنیاوی نعماء کی بھی دعا کی ہے لیکن سب سے بڑھ کر یہ دعا کی ہے کہ:

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا

جب آوے وقت میری واپسی کا

(دُرِّثمین اردو۔ صفحہ 48 تا 49)

1

نکاح کے موقعہ پر تقویٰ اور قول سدید کے ذکر والی آیات پڑھ کر گھروں کو جنت نظیر معاشرہ قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 30 رمئی 2003ء بمقام بیت الفضل لندن میں فرمایا۔

"اب اس ضمن میں ایک اور مسئلہ جو آج کل عائلی مسئلہ رہتا ہے اور روزانہ کوئی نہ کوئی اس بارہ میں توجہ دلائی جاتی ہے بچیوں کی طرف سے کہ سسرال یا خاوند کی طرف سے ظلم یا زیادتی برداشت کر رہی ہیں۔ بعض دفعہ لڑکی کو لڑکے کے حالات نہیں بتائے جاتے یا ایسے غیر واضح اور ڈھکے چھپے الفاظ میں بتایا جاتا ہے کہ لڑکی یا لڑکی کے والدین اس کو معمولی چیز سمجھتے ہیں لیکن جب آپ بیچ میں جائیں تو ایسی بھیانک صورت حال ہوتی ہے کہ خوف آتا ہے۔ ایسی صورت میں بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ لڑکا تو شرافت سے ہمدردی سے بچی کو، بیوی کو گھر میں بسانا چاہتا ہے لیکن ساس یا نندیں اس قسم کی سختیاں کرتی ہیں اور اپنے بیٹے یا بھائی سے ایسی زیادتیاں کرواتی ہیں کہ لڑکی بیچاری کے لئے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں۔ یا تو وہ علیحدگی اختیار کر لے یا پھر تمام عمر اس ظلم کی چکی میں پستی رہے۔ اور یہ بھی بات سامنے آئی ہے کہ بعض صورتوں میں جب اس قسم کی زیادتیاں ہوتی ہیں، جب لڑکی بحیثیت بہو اختیارات اس کے پاس آتے ہیں تو پھر وہ ساس پر بھی زیادتیاں کر جاتی ہے اور اس پر ظلم

شروع کر دیتی ہے۔ اس طرح یہ ایک شیطانی چکر ہے جو ایسے خاندانوں میں جو تقویٰ سے کام نہیں لیتے جاری رہتا ہے۔ حالانکہ نکاح کے وقت جب ایجاب وقبول ہوتا ہے، تقویٰ اور قول سدید کے ذکر والی آیات پڑھ کر اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ ایسا جنت نظیر معاشرہ قائم کرو اور ایسا ماحول پیدا کرو کہ غیر بھی تمہاری طرف کھنچے چلے آئیں۔ لیکن گو چند مثالیں ہی ہوں گی جماعت میں لیکن بہرحال دکھ دہ اور تکلیف دہ مثالیں ہیں۔ اب یہ جو آیت جس کی تشریح ہو رہی ہے یہ بھی نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی آیات میں سے ایک آیت ہے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر بات سے پہلے، ہر کام سے پہلے سوچ کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ اور جو کام تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے۔ خیال ہوتا ہے زیادتی کرنے والوں کا، کہ ہمیں کوئی نہیں دیکھ رہا۔ ہم گھر میں بیٹھے کسی کی لڑکی پر جو مرضی ظلم کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے۔ تو پھر اگر یہ خیال دل میں رہے کہ اللہ تعالیٰ اگر دیکھ رہا ہے اور اللہ کو اس کی خبر ہے تو حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) فرماتے ہیں کہ ان برائیوں سے بچا جاسکتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی گھرانہ خاوند ہو یا بیوی، ساس ہو یا بہو، نند ہو یا بھابھی تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے والی اور ایک حسین معاشرہ قائم کرنے والی ہوں۔"

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 78)

2

اپنی حالت کی پاک تبدیلی کے لئے دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے

کیونکہ نیک، صالح اور دیندار ہونے کے لئے والدین کی دعائیں بچوں کے حق میں پوری ہوتی ہیں

(4؍جولائی 2003ء بمقام مسجد فضل لندن برطانیہ)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد درج ذیل آیت تلاوت فرمائی۔

﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ﴾ (آل عمران:39)

یہ آیت جو تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ ہے: اس موقع پر زکریا نے اپنے ربّ سے دعا کی اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

"حضرت مریم علیہا السلام ...... کے منہ سے یہ بات سن کر کہ اللہ سب کچھ دیتا ہے، یہ نعمتیں بھی اللہ نے ہی دی ہیں، حضرت زکریا علیہ السلام کے دل پر چوٹ لگی اور انہوں نے خیال کیا کہ جب واقعہ یہی ہے کہ ہر چیز اللہ دیتا ہے اور ایک بچی بھی یہی کہہ رہی ہے تو مَیں تو سمجھدار اور تجربہ کار ہوں، مَیں کیوں نہ یقین کروں کہ ہر چیز خدا ہی دیتا ہے۔ چنانچہ

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۔ یہ جواب سن کر حضرت زکریا علیہ السلام کو توجہ ہوئی کہ مَیں بھی اپنی ضرورت کی چیز خدا تعالیٰ سے مانگوں۔ میرے گھر میں بھی کوئی بچہ نہیں۔ اگر مریم کی طرح میرے گھر میں بھی بچہ ہوتا اور مَیں اس سے پوچھتا کہ یہ چیز تمہیں کس نے دی ہے اور وہ کہتا کہ خدا نے، تو جس طرح مریم کی بات سن کر میرا دل خوش ہوا ہے، اسی طرح اپنے بچے کی بات سن کر میرا دل خوش ہوتا۔ پس حضرت مریم علیہا السلام حضرت یحیٰؑ کی پیدائش کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرانے کا ایک محرک ہو گئیں اور اس طرح بالواسطہ طور پر جہاں خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے ماتحت حضرت یحیٰ علیہ السلام حضرت مسیحؑ کے ارہاص کے طور پر آئے، وہاں حضرت مریم علیہا السلام جو حضرت مسیحؑ کی والدہ تھیں، حضرت یحیٰؑ کی پیدائش کے لئے ارہاص بن گئیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ کی دعا سنی اور اُن کے گھر میں بچہ پیدا ہو گیا۔"

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 119)

حضرت زکریا علیہ السلام کی اس دعا کو قرآن کریم نے سورۃ انبیاء کی آیت 90 میں ہمیشہ کے لئے محفوظ فرما دیا ہے۔ دعا یہ تھی۔

﴿وَزَكَرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ﴾

اور زکریا (کا بھی ذکر کر) جب اُس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ اے میرے ربّ! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تُو سب وارثوں سے بہتر ہے۔

آپؑ کی اس دعا کی قبولیت کا ذکر سورۃ مریم کی آیت 8 میں مذکور ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا﴾ یعنی اے زکریا! یقیناً ہم تجھے ایک عظیم بیٹے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحیٰ ہوگا۔ ہم نے اس کا پہلے کوئی ہم نام نہیں بنایا۔

اور پھر اس دعا کی برکت سے جو بیٹا عطا ہوا، اُس کی خوبیاں سورۂ مریم کی تیرھویں آیت سے لے کر سولہویں آیت تک بیان کی گئی ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔

اے یحیٰی! کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے۔ اور ہم نے اسے بچپن ہی سے حکمت عطا کی تھی۔ نیز اپنی جناب سے نرم دلی اور پاکیزگی بخشی تھی اور وہ پرہیزگار تھا۔ اور اپنے والدین سے حسن سلوک کرنے والا تھا اور ہرگز سخت گیر (اور) نافرمان نہیں تھا۔ اور سلامتی ہے اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے گا اور جس دن اُسے دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

"یہ کیسی لطیف دعا ہے اور کس طرح دعا کے چاروں کونے اس میں پورے کر دئے گئے ہیں۔ اِس دعا کو اگر ہم اپنے الفاظ میں بیان کریں تو اس کی یہ صورت ہوگی کہ:" اے میرے خدا! میرے اندرونی قویٰ مضمحل ہو گئے ہیں، میرا بیرونی چہرہ مسخ ہو گیا ہے، مَیں ہمیشہ سے ہی تیرے الطاف خسروانہ کا عادی ہوں۔ اس لئے مایوسیاں اور ناکامیاں مَیں نے کبھی دیکھی نہیں۔ ناز کرنے کی عادت مجھ میں پیدا ہو چکی ہے۔ رشتہ دار میرے بُرے اور موت کے بعد گدّی سنبھالنے کے منتظر۔ بیوی میری بیکار۔ ان سب وجوہ کے ساتھ مَیں مانگنے آیا ہوں اور کیا مانگنے آیا ہوں۔ یہ مانگنے آیا ہوں کہ اے میرے خدا! تُو مجھے بیٹا دے۔ ایسا بیٹا دے جو میرا ہم خیال اور دوست ہو، ایسا بیٹا دے جو میرے بعد تک زندہ رہنے والا اور میرے خاندان کو سنبھالنے والا ہو اور ایسا بیٹا دے جو میرے اخلاق اور آل یعقوب کے اخلاق کو پیش کرنے والا ہو، گویا صرف میرے نام کو ہی زندہ نہ کرے بلکہ اپنے دادوں پڑدادوں کے نام کو بھی زندہ کر دے اور پھر وہ انسانوں ہی کے لئے باعثِ خوشی نہ ہو، بلکہ اے میرے ربّ! وہ تیرے لئے بھی باعثِ خوشی ہو۔"

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 125)

اب یہ دعا ایسی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو کرنی چاہئے اور ہر ایک کا دل چاہتا ہے

کہ کرے اور صالح اولاد ہو اور پھر بچوں کی پیدائش کے وقت بھی اور پیدائش کے بعد بھی ہمیشہ بچوں کے نیک صالح اور دیندار ہونے کی دعائیں کرتے رہنا چاہئے کیونکہ والدین کی دعائیں بچوں کے حق میں پوری ہوتی ہیں۔ اور یہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور نصیحت ہے۔ یہاں مَیں ضمناً ذکر کر دوں۔ گو ضمناً ہے مگر میرے نزدیک اس کا ایک حصہ ہی ہے کہ اگر والدین کی دعا اپنے بچوں کے لئے اچھے رنگ میں پوری ہوتی ہے تو وہاں ایسے بچے جو والدین کے اطاعت گزار نہ ہوں ان کے حق میں برے رنگ میں بھی پوری ہو سکتی ہے۔ تو ماں باپ کی ایسی دعا سے ڈرنا بھی چاہئے۔ بعض بچے جائیداد یا کسی معاملہ میں والدین کے سامنے بے حیائی سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مختلف لوگ لکھتے رہتے ہیں اس لئے یہ عجیب خوفناک کیفیت بعض دفعہ سامنے آ جاتی ہے۔ اس لحاظ سے ایسے بچوں کو اس تعلیم کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ نے تو ماں کے لئے تو خاص طور پر حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے۔ اور یہ فرمایا ہے کہ تمہاری سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق ماں ہے۔ یہ جو قرآن حکیم کا حکم ہے کہ والدین کو اُف نہ کہو یہ اس لئے ہے کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے اور تم سمجھتے ہو کہ تمہارا حق مارا جا رہا ہے یا تمہارے ساتھ ناجائز رویہ اختیار کیا ہے ماں باپ نے۔ تب بھی تم نے ان کے آگے نہیں بولنا اور نہ کسی کا دماغ تو نہیں چلا ہوا کہ ماں باپ کے فیض بھی اٹھا رہا ہو اور ماں باپ اس بچے کی ہر خواہش بھی پوری کر رہے ہوں تو ان کی نافرمانی کرے یا کوئی نامناسب بات کرے۔ اس کا آدمی تکلیف نہیں کرتا ہے تو جیسا کہ مَیں نے پہلے ذکر کیا ہے بہت سے ماں باپ اپنے بچوں کی نافرمانیوں کا ذکر کرتے ہیں اپنے خطوط میں۔ اس ضمن میں والدین کا جہاں فرض ہے اور سب سے بڑا فرض ہے کہ پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک بچوں کے نیک فطرت اور صالح ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور ان کی جائز اور ناجائز بات کو ہمیشہ مانتے نہ رہیں اور اولاد کی تربیت اور اٹھان صرف اس نیت سے نہ کریں کہ ہماری جائیدادوں کے مالک بنیں جیسا کہ مَیں آگے چل کر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات میں اس کا ذکر کروں گا۔لیکن اس کے ساتھ ہی بچوں کو بھی خوف خدا کرنا چاہئے کہ ماؤں کے حقوق کا خیال رکھیں، باپوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ یہ نہ ہو کہ کل کو ان کے بچے ان کے سامنے اسی طرح کھڑے ہو جائیں۔ کیونکہ آج اگر یہ نہ سمجھے اور اس امر کو نہ روکا تو پھر یہ شیطانی سلسلہ کہیں جا کر رکے گا نہیں اور کل کو یہی سلوک ان کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے اور احمدیت کی اگلی نسل پہلے سے بڑھ کر دین پر قائم ہونے والی اور حقوق ادا کرنے والی نسل ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی اولاد کے حق میں دعا کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ

مِری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اِک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے

دنیاوی نعماء کی بھی دعا کی ہے لیکن سب سے بڑھ کر یہ دعا کی ہے کہ:

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

(درّثمین اردو۔صفحہ 48 تا 49)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان دعاؤں کو بھی سنا اور حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا آپ کو بھی دو بار الہاماً سکھائی گئی۔ چنانچہ پہلا الہام مارچ 1882ء میں ہوا اور دوسری بار 1893ء میں یہ الہام ہوا۔

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَآءِ. رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ. رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ. رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا

بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ."

اے میرے ربّ! مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔اے میرے ربّ! مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو خیرالوارثین ہے۔اے میرے ربّ! امّت محمدیہ کی اصلاح کر۔اے ہمارے ربّ! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے۔اور تُو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

(تذکرہ،صفحہ 47،مطبوعہ 1969ء)

پھر نومبر 1907ء میں آپ کو الہام ہوا۔ بہت لمبا الہام ہے عربی میں،اس کا کچھ حصہ مَیں پڑھتا ہوں۔

"سَأَهَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا. رَبِّ هَبْ لِیْ ذُرِّیَةً طَیِّبَةً اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ اسْمُهٗ یَحْیٰی"

مَیں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔مَیں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحیٰ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

" مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لئے کرتے ہیں۔محبت دنیا ان سے کراتی ہے۔خدا کے واسطے نہیں کرتے۔اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا﴾ (الفرقان:75) پر نظر کر کے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دیدے۔مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے یا اَور مِلک ہے، وہ اس کا وارث ہو اور کوئی شریک اس کو نہ لے جائے۔مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کمبخت جب تُو مر گیا تو تیرے لئے دوست دشمن اپنے

بیگانے سب برابر ہیں۔مَیں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہو جائے جو اس جائیداد کی وارث ہو۔ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شریک لے جاوے۔اولاد ہو جائے خواہ وہ بدمعاش ہی ہو، یہ معرفت اسلام کی رہ گئی ہے......

پس یاد رکھو کہ مومن کی غرض ہر آسائش، ہر قول وفعل، حرکت وسکون سے گو بظاہر نکتہ چینی ہی کا موقعہ ہو مگر دراصل عبادت ہوتی ہے۔ بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ جاہل اعتراض سمجھتا ہے مگر خدا کے نزدیک عبادت ہوتی ہے۔لیکن اگر اس میں اخلاص کی نیت نہ ہو تو نماز بھی لعنت کا طوق ہو جاتی ہے۔"

(البدر 8مارچ 1904، ملفوظات جلد 3 صفحہ 578، 579)

پھر آپ فرماتے ہیں۔

"فنا فی اللہ ہو جانا اور اپنے سب ارادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے ارادوں اور احکام کا پابند ہو جانا چاہئے کہ اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد، بیوی بچوں، خویش واقارب اور ہمارے واسطے بھی باعثِ رحمت بن جاؤ۔مخالفوں کے واسطے اعتراض کا موقعہ ہرگز ہرگز نہ دینا چاہئے ....(فرماتے ہیں) خدا تعالیٰ کی نصرت انہیں کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں، ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔بعض لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ان میں بڑا شوق ذوق اور شدت رقت ہوتی ہے مگر آگے چل کر بالکل ٹھہر جاتے ہیں اور آخر ان کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دُعا سکھلائی ہے کہ ﴿اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ﴾ (الاحقاف:16) میرے بیوی بچوں کی بھی اِصلاح فرما۔اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ

سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔دیکھو پہلا فتنہ حضرت آدم پر بھی عورت ہی کی وجہ سے آیا تھا۔حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ میں بلعم کا ایمان جو حَبط کیا گیا اصل میں اس کی وجہ بھی توریت سے یہی معلوم ہوتی ہے کہ بلعم کی عورت کو اس بادشاہ نے بعض زیورات دکھا کر طمع دیدیا تھا اور پھر عورت نے بلعم کو حضرت موسیٰؑ پر بَد دعا کرنے کے واسطے اُکسایا تھا۔غرض اُن کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آجایا کرتے ہیں تو اُن کی اِصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔"

(الحکم 2/مارچ 1908، ملفوظات جلد 5 صفحہ 456و 457۔جدید ایڈیشن)

پھر آپ نے فرمایا۔

"یہ منع نہیں بلکہ جائز ہے کہ اس لحاظ سے اولاد اور دوسرے متعلقین کی خبرگیری کرے کہ وہ اس کے زیردست ہیں تو پھر یہ بھی ثواب اور عبادت ہی ہوگی اور خدا تعالیٰ کے حکم کے نیچے ہوگا......

غرض ان سب کی غور و پرداخت میں اپنے آپ کو بالکل الگ سمجھے اور اُن کی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے بلکہ ﴿وَاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا﴾ کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی خادم ہو۔لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہوں گے جو ایسا کرتے ہوں۔اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لئے کوششیں کرتے ہیں اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے اَور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں، صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر اُن کی جائیداد کا مالک نہ بن جاوے۔مگر یاد رکھو کہ اس طرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔

غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔اسی طرح بیوی

کرے تا کہ اس سے کثرت سے اولاد پیدا ہو اور وہ اولاد دین کی سچی خدمت گزار ہو اور نیز جذباتِ نفس سے محفوظ رہے۔ اس کے سوا جس قدر خیالات ہیں وہ خراب ہیں۔ رحم اور تقویٰ مدنظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔ اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑتا ہے اور جائیداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے۔ لیکن اگر صرف جانشین بنانے کا خیال ہے اور اس نیت سے سب ہم و غم رکھتا ہے تو پھر گناہ ہے۔"

(الحکم 10/ مارچ 1904، ملفوظات جلد 3 صفحہ 599-600)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیئات رکھنا جائز ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی ہوگا جب تک کہ وہ اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔"

(الحکم 24/ ستمبر 1901ء ملفوظات جلد 1 صفحہ 560)

اب اس طرف بھی توجہ دلائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہ اولاد کے لئے دعا بھی کریں کہ وہ نیک صالح ہو، لیکن پھر دعا کریں اور خود پوری طرح عمل نہ کر رہے ہوں تو بھی اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اس لئے اپنی اصلاح کے لئے بھی اسی طرح توجہ کرنی ہوگی۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ

"جو شخص اولاد کو یا والدین کو یا کسی اَور چیز کو ایسا عزیز رکھے کہ ہر وقت انہیں کا فکر رہے تو وہ بھی ایک بت پرستی ہے..........فرمایا: اولاد چیز کیا ہے؟ بچپن سے ماں اس پر

جان فدا کرتی ہے مگر بڑے ہو کر دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے لڑکے اپنی ماں کی نافرمانی کرتے ہیں اور اس سے گستاخی سے پیش آتے ہیں۔ پھر اگر فرمانبردار بھی ہوں تو دکھ اور تکلیف کے وقت وہ اس کو ہٹا نہیں سکتے۔ ذرا سا پیٹ میں درد ہو تو تمام عاجز آجاتے ہیں۔ نہ بیٹا کام آسکتا ہے نہ باپ، نہ ماں، نہ کوئی اَور عزیز۔ اگر کام آتا ہے تو صرف خدا۔ پس ان کی اس قدر محبت اور پیار سے فائدہ کیا جس سے شرک لازم آئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (التغابن:16) اولاد اور مال انسان کے لئے فتنہ ہوتے ہیں۔ دیکھو اگر خدا کسی کو کہے کہ تیری کُل اولاد جو مر چکی ہے زندہ کر دیتا ہوں مگر پھر میرا تجھ سے کچھ تعلق نہ ہوگا تو کیا اگر وہ عقلمند ہے اپنی اولاد کی طرف جانے کا خیال بھی کرے گا؟

پس انسان کی نیک بختی یہی ہے کہ خدا کو ہر ایک چیز پر مقدم رکھے۔ جو شخص اپنی اولاد کی وفات پر بُرا مناتا ہے وہ بخیل بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ اس امانت کے دینے میں جو خدا تعالیٰ نے اس کے سپرد کی تھی بخل کرتا ہے اور بخیل کی نسبت حدیث میں آتا ہے کہ اگر وہ جنگل کے دریاؤں کے برابر بھی عبادت کرے تو وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ پس ایسا شخص جو خدا سے زیادہ کسی چیز کی محبت کرتا ہے اس کی عبادت نماز، روزہ بھی کسی کام کے نہیں۔"

(الحکم 22/ اگست 1908، ملفوظات جلد 5 صفحہ 602-603)

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 163-165)

3

میاں بیوی کے جھگڑے اللہ تعالیٰ پر توکل کی کمی کی وجہ سے ہوتے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ 15 /اگست 2003ء بمقام بیت فضل لندن میں فرمایا۔

"پھر میاں بیوی کے جھگڑے ہیں یہ بھی توکّل میں کمی کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں۔ اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عورتوں میں قناعت کا مادہ کم ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ اپنے خاوند کی جیب کو دیکھتے ہوئے اپنے ہاتھ کھولے، اپنے دوستوں، سہیلیوں یا ہمسایوں کی طرف دیکھتی ہیں جن کے حالات ان سے بہتر ہوتے ہیں۔ اور پھر خرچ کر لیتی ہیں، پھر خاوندوں سے مطالبہ ہوتا ہے کہ اور دو۔ پھر آہستہ آہستہ یہ حالت مزید بگڑتی ہے اور اس قدر بے صبری کی حالت اختیار کر لیتی ہے کہ بعض دفعہ باوجود اس کے کہ دو دو تین تین بچے بھی ہو جاتے ہیں لیکن اس بے صبری کی قناعت کی وجہ سے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل نہ ہونے کی وجہ سے۔ کیونکہ ایسے لوگ صرف دنیاداری کے خیالات سے ہی اپنے دماغوں کو بھرے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر اس وجہ سے یقین بھی کم ہو جاتا ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ پر یقین نہ ہو تو پھر اس کے سامنے جھکتے بھی نہیں، اس سے دعا بھی نہیں کرتے۔ تو یہ ایک سلسلہ جب چلتا ہے تو پھر دوسرا سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے۔ اور پھر جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے نہ ہوں ان پر توکل کیسے رہ سکتا ہے۔ تو ایسی عورتیں پھر اپنے گھروں کو برباد کر دیتی ہیں۔ خاوندوں سے علیحدہ ہونے کے مطالبے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ایک برائی سے دوسری برائی پیدا ہوتی چلی جاتی ہے لیکن یہ صرف عورتوں کی حد تک نہیں ہے بلکہ ایسے مرد بھی ہیں جن کو مَیں کہوں گا کہ، جن میں غیرت کی کمی ہے جو اپنی بیوی سے مطالبے کر رہے ہوتے ہیں کہ تم جہیز میں جو زیور لائی ہو مجھے دو تا کہ مَیں کاروبار کروں۔ یا جو رقم اگر نقد ہے تو وہ مجھے دو تا کہ مَیں اپنے کاروبار میں لگاؤں۔ اگر تو میاں بیوی کے تعلقات محبت اور پیار کے ہیں تو آپس میں افہام و تفہیم سے عورتیں دے بھی دیتی ہیں۔ لیکن اگر عورت کو پتہ ہو کہ میرا خاوند نکھٹو ہے، اس میں اتنی استعداد ہی نہیں ہے کہ وہ کاروبار کر سکے اور یہ احساس ہو کہ کچھ عرصہ بعد میرا جو اپنا سرمایہ ہے، رقم ہے وہ بھی جاتی رہے گی اور گھر میں پھر فاقہ زدگی پیدا ہو جائے گی اور وہی حالات ہو جائیں گے تو وہ نہیں دیتیں اور اس سے لڑائی جھگڑے بڑھتے ہیں۔ پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض دفعہ تھوڑی بے غیرتی کی حد آگے بھی چلی جاتی ہے جب ایک دفعہ بے غیرت انسان ہو جائے تو یہ مطالبہ ہو جاتا ہے کہ بیوی کو کہا جاتا ہے کہ تمہارا باپ کافی پیسے والا ہے، امیر ہے اس لئے مجھے اتنی رقم اس سے لے کر دو تا کہ مَیں کاروبار کروں۔ اور اس میں لڑکے کے گھر والے بھائی بہن وغیرہ بھی شامل ہوتے ہیں جو اس کو اکساتے رہتے ہیں کہ تم اس رقم کا مطالبہ کرو۔ تو گویا اب لڑکی کے پورے سسرال کو پالنا اس کی ذمہ داری ہو جاتی ہے۔ تو ایسے لوگ جو اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں وہ ہمیشہ وہی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھکنے والے اور اس پر توکل نہ کرنے والے اور اس کے احکامات اور تعلیم پر عمل نہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادات، جو حق ہے عبادت کرنے کا اس طرح نہ کرنے والے ہوں ان میں کبھی توکل پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ جب عائلی معاملات میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو ان حالات میں بھی عورتوں پر ہی ظلم یہ ہوتا ہے کہ اگر مردوں کی ڈیمانڈ (Demand) پوری نہ کی جائیں تو ان کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے اور بڑی تکلیف دہ صورت حال ہوتی ہے۔ اور یہ ایسی صورت حال ہے جو سامنے آتی ہیں جن کا مَیں ذکر کر رہا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ایسے گھروں کو عقل اور سمجھ سے کام لینے کی توفیق

عطا فرمائے اور ہر گھر، ہر احمدی گھرانہ پیار اور محبت اور الفت کا نمونہ دکھانے والا ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔"اصلاح نفس کے لئے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے۔ اس میں جس قدر توکل اور یقین اللہ تعالیٰ پر کرے گا اور اس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھے گا اسی قدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے۔ تمام مشکلات دور ہو جائیں گی اور دعا کرنے والا تقویٰ کے اعلیٰ محل پر پہنچ جائے گا۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہوسکتا۔ نفسانی جذبات پر محض خدا تعالیٰ کے فضل اور جذبہ ہی سے موت آتی ہے اور یہ فضل اور جذبہ دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے اور یہ طاقت صرف دعا ہی سے ملتی ہے۔

مَیں پھر کہتا ہوں کہ مسلمانوں اور خصوصاً ہماری جماعت کو ہرگز ہرگز دعا کی بے قدری نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہی دعا تو ہے جس پر مسلمانوں کو ناز کرنا چاہئے۔ اور دوسرے مذاہب کے آگے تو دعا کے لئے گندے پتھر پڑے ہوئے ہیں اور وہ توجہ نہیں کر سکتے ...... ایک عیسائی جو خونِ مسیح پر ایمان لا کر سارے گناہوں کو معاف شدہ سمجھتا ہے اسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ دعا کرتا رہے۔ اور ایک ہندو جو یقین کرتا ہے کہ توبہ قبول ہی نہیں ہوتی اور تناسخ کے چکر سے رہائی ہی نہیں ہے وہ کیوں دعا کے واسطے ٹکریں مارتا رہے گا۔ وہ تو یقیناً سمجھتا ہے کہ کتّے، بلّے، بندر، سؤر بننے سے چارہ ہی نہیں ہے۔ اس لئے یاد رکھو کہ یہ اسلام کا فخر اور ناز ہے کہ اس میں دُعا کی تعلیم ہے۔ اس میں کبھی سستی نہ کرو اور نہ اس سے تھکو۔"

(الحکم 17؍جنوری 1905، ملفوظات جلد 7 صفحہ 266-267)

معاشرے میں آج کل بہت سارے جھگڑوں کی وجہ طبیعتوں میں بے چینی اور مایوسی کی وجہ سے ہوتی ہے جو حالات کی وجہ سے پیدا ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ مایوسی اور

بے چینی اس لئے بھی زیادہ ہوگئی ہے کہ دنیا داری اور مادیت پرستی اور دنیاوی چیزوں کے پیچھے دوڑنے کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کم ہوگیا ہے اور دنیاوی ذرائع پر انحصار زیادہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے اگر اپنی زندگیوں کو خوشگوار بنانا ہے تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دعاؤں پر زور دیں اور اسی سے آپ کی دنیا اور عاقبت دونوں سنوریں گی۔ اور یہی توکل جو ہے آپ کا، آپ کی زندگی میں بھی اور آپ کی نسلوں میں بھی آپ کے کام آئے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اصل میں توکّل ہی ایک ایسی چیز ہے کہ انسان کو کامیاب و بامراد بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق: 4) جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کافی ہو جاتا ہے بشرطیکہ سچے دل سے توکل کے اصل مفہوم کو سمجھ کر صدق دل سے قدم رکھنے والا ہو اور صبر کرنے والا اور مستقل مزاج ہو، مشکلات سے ڈر کر پیچھے نہ ہٹ جاوے۔"

"اور اس کے کام بھی ایسے ہی ہیں۔ پس انسان کو لازم ہے کہ اس کا غم نہ کرے اور آخرت کا فکر زیادہ رکھے۔ اگر دین کے غم انسان پر غالب آجاویں تو دنیا کے کاروبار کا خود خدا متکفل ہو جاتا ہے۔"

(الحکم 6؍مئی 1908ء، ملفوظات جلد 10 صفحہ 252 مطبوعہ لندن)

ایک حدیث ہے جس میں بہت ہی پیاری ایک دعا سکھائی گئی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو جب تہجد پڑھتے تو یہ دعا کرتے کہ اے ہمارے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، آسمان اور زمین کو تو ہی قائم رکھنے والا ہے۔ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ تو ہی زمین اور آسمانوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے۔ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ تُو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان

کے درمیان ہے سب کا نور ہے۔ تو حق ہے، تیرا قول حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے اور قیامت حق ہے۔ اے میرے اللہ! مَیں تیری ہی فرمانبرداری اختیار کرتا ہوں اور تجھ پر ہی ایمان لایا ہوں اور تجھ پر ہی توکل کرتا ہوں اور اپنے تمام جھگڑے تیرے ہی حضور پیش کرتا ہوں اور تجھ سے ہی فیصلہ طلب کرتا ہوں۔ میری اگلی اور پچھلی، ظاہری اور پوشیدہ خطائیں معاف فرما اور وہ خطائیں جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ دعائیں کرنے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 250 تا 253)

4

عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔

اسلام عورتوں کو جو بعض احکامات کا پابند کرتا ہے تو اس سے وہ ان کی عزت، احترام اور تکریم پیدا کرنا چاہتا ہے اور معاشرہ کو پاک اور جنت نظیر بنانا چاہتا ہے

(جلسہ سالانہ جرمنی 23 / اگست 2003ء لجنہ سے خطاب)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت تلاوت فرمائی۔

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا﴾ (النساء: 2)

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ ہے اے لوگو اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو۔ تمہیں اللہ نے نفس واحدہ سے پیدا فرمایا ہے۔ اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں میں سے مردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو۔ اور رحموں کے تقاضوں کا بھی خیال رکھا کرو یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مختصر تفسیر یہ فرمائی ہے کہ

"نفس واحدہ کے بہت سے مفاہیم ہیں۔ ایک ان میں سے یہ ہے کہ ہم نے تمہیں نفس واحدہ سے پیدا کیا یعنی تمہاری عزت مرد اور عورت کے لحاظ سے برابر ہے۔ تمہارے حقوق مرد اور عورت کے لحاظ سے برابر ہیں۔ تم نفس واحدہ کی پیداوار ہو۔ اور تمہیں ایک دوسرے پر برتری حاصل نہیں۔

نفس واحدہ سے پیدا ہونے کا ایک دوسرا مطلب یہ ہے کہ انسانی زندگی کا آغاز ایک ایسے جاندار سے ہوا ہے جو اپنی ذات میں نہ نر تھا نہ مادہ۔ افزائشِ نسل کے لئے زندگی کی ایک ہی ابتدائی قسم استعمال ہوتی تھی جسے نفس واحدہ فرمایا گیا ہے۔ یعنی وہ قسم نہ نر تھی نہ مادہ۔ پس اس پہلو سے نہ نر کو مادہ پر کوئی فوقیت حاصل ہے اور نہ مادہ کو نر پر"۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ برموقع جلسہ سالانہ انگلستان 26/جولائی 1986ء)

اسلام کی خوبصورت تعلیم پر مغرب میں جہاں اور بہت سے اعتراض کئے جاتے ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ عورت کو اس کا صحیح مقام نہیں دیا جاتا۔ یہ ایک انتہائی جھوٹا اور گھناؤنا الزام ہے جو عورت کے دل سے اسلام کی حسین تعلیم کو نکالنے کے لئے دجالی قوتوں نے لگایا ہے۔ حالانکہ مغرب جو آج عورت کی آزادی کا دعویدار ہے خود یہاں بھی ماضی میں چند دہائیاں پہلے تک عورت کو بہت سے حقوق سے محروم کیا جاتا تھا۔ تفصیلات میں اگر جاؤں تو سارا وقت انہی تفصیلات پر ختم ہو سکتا ہے کہ عورت پر یورپ میں، مغرب میں کیا کیا پابندیاں لگائی جاتی تھیں۔ مختصراً مثال دیتا ہوں کہ عورتوں سے مردوں کی نسبت زیادہ کام لیا جاتا تھا۔ عورتوں کو مرد کی جائیداد سمجھا جاتا تھا۔ عورت کو گواہی کا حق حاصل نہیں تھا۔ اور 1891ء تک، تقریباً سو سال پہلے تک، بہت سے مغربی ممالک میں عورت کو مرد کی طرف سے وراثت میں جائیداد ملنے کا جو حق ہے اس سے محروم رکھا گیا تھا۔ ووٹ کا بھی حق نہیں تھا۔ بعض ملکوں میں طلاق کی صورت میں عورت بچوں کے حق سے بھی محروم کر دی جاتی تھی۔ بیسویں صدی میں بھی بہت سے ایسے حقوق تھے جن سے عورتیں صرف اس لئے محروم تھیں کہ

وہ عورت ہے۔ تو اِن لوگوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اسلام پر اعتراض کریں کہ اسلام میں عورت کے حقوق نہیں ہیں۔ پس کوئی عورت، کوئی بچی مغرب کے اس دجل سے متاثر نہ ہو۔

اب یہ لوگ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے اگر پہلے مغرب میں عورت کے حقوق نہیں تھے تو اب تو ہم نے قائم کر دئے ہیں۔ تو یہ غلط کہتے ہیں۔ یہ اب انہوں نے قائم نہیں کئے بلکہ یہ عورت نے خود لڑ بھڑ کر شور مچا کر ایک ردِعمل کے طور پر لئے ہیں۔ اگر آپ ان لوگوں کے گھروں میں جھانک کر دیکھیں تو ان حقوق کے حصول کے بعد مرد جو ظاہراً یہی کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے آزادی ہونی چاہئے، عورت کو بھی آزادی ملنی چاہئے، حقوق ٹھیک ہیں، لیکن اس پر عموماً مرد خوش نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ تمام ایک ردِعمل کے طور پر ہے اور اس طرح جو حقوق لئے جاتے ہیں وہ یقیناً غیر فطری ہوں گے اور جو چیز فطرت سے ٹکراؤ کے بعد ملے وہ کبھی سکون کا باعث نہیں بنتی۔ آپ مشاہدہ کر لیں مغرب کی زندگی اس نام نہاد آزادی اور غیر فطری حقوق کے بعد بے سکونی اور بے چینی کی زندگی ہے اور جو کوئی بھی اس غیر فطری طرزِ عمل کو اختیار کرے گا وہ بے سکون ہی ہو گا۔ اس لئے ان کی اس چکا چوند سے اتنی متاثر نہ ہوں کہ یہ بہت آزادی کے علمبردار ہیں اور پتہ نہیں ان کی کتنی خوبیاں ہیں۔

اب اس کے مقابل پر دیکھیں کہ فطرت کے عین مطابق چودہ سو سال پہلے اسلام عورت کو کس طرح حقوق دے رہا ہے۔ اس کے مقام کا کس طرح تعین کر رہا ہے اور پھر کس طرح نشاندہی کر رہا ہے۔ یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے یہ نکاح کے وقت تلاوت کی جاتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے لوگو! مردو اور عورتو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اس سے ڈرو اور اس کے احکامات کی تعمیل کرو۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرو اور بندوں کے حقوق بھی ادا کرو۔ حقوق اللہ ادا کرنے سے تمہارے دل میں اُس کی خشیت قائم رہے گی، تمہارا ذہن اِدھر اُدھر نہیں بھٹکے گا، تم دین پر قائم رہو گے۔ شیطان تم پر غالب نہیں آ سکے گا، حقوق العباد ادا کرو گے۔ تم دونوں مردوں اور عورتوں کے لئے یہ حکم ہے۔ سب

سے پہلے تو یہی ہے کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کی ذمہ داریاں ادا کریں۔ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔ایک دوسرے کے حقوق کا پاس رکھیں۔اپنے گھروں کو محبت اور پیار کا گہوارہ بنائیں اور اولاد کے حق ادا کریں۔ان کو وقت دیں ان کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ کریں۔بہت ساری چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں جو ماں باپ دونوں کو بچوں کو سکھانی پڑتی ہیں، بجائے اس کے کہ بچہ باہر سے سیکھ کر آئے۔ایک دوسرے کے ماں باپ بہن بھائی سے پیار و محبت کا تعلق رکھیں۔ان کے حقوق ادا کریں اور یہ صرف عورتوں ہی کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ مردوں کی بھی ذمہ داری ہے۔اور اس طرح جو معاشرہ قائم ہوگا وہ پیار و محبت اور رواداری کا معاشرہ قائم ہوگا۔اس میں لڑ بھڑ کر حقوق لینے کا سوال ہی نہیں ہے۔تو اس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ ہوگی۔ہر عورت ہر مرد ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لئے قربانی کی کوشش کر رہا ہوگا۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میری تعلیم ہے۔یہ ایک دوسرے کے حقوق ہیں۔یہ عورت اور مرد کی ذمہ واریاں ہیں۔یہی ہیں جو فطرت کے عین مطابق ہیں۔مَیں نے تمہیں چھوڑا نہیں بلکہ مَیں تم پر نگران بھی ہوں۔مَیں دیکھ رہا ہوں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ کس حد تک تم اس پر عمل کرتے ہو۔اگر صحیح رنگ میں عمل کرو گے تو میرے فضلوں کے وارث بنو گے۔ تمہیں قطعاً مغربی معاشرے سے متاثر ہونے کی، ان کی نقل کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ بلکہ وہ تمہارے سے متاثر ہوں گے اور کچھ سیکھیں گے، اسلام کی خوبیاں اپنائیں گے۔

اور پھر یہ ہے کہ یہ حقوق ادا کرنے کے طریق کیا ہوں گے، کس طرح اپنی ذمہ واریاں ادا کرنی ہوں گی۔؟ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں فرماتا ہے کہ ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (النحل: 98) جو کوئی مومن ہونے کی حالت میں مناسبِ حال عمل کرے، مرد ہو یا عورت، ہم ان کو یقیناً ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور

ہم ان تمام لوگوں کو ان کے بہترین عمل کے مطابق ان کے تمام اعمالِ صالحہ کا بدلہ دیں گے۔

تو اس آیت سے مزید وضاحت ہوگئی۔اللہ تعالیٰ نے اپنی تعلیم پر عمل کرنے والوں کو بلا تخصیص اس کے کہ وہ مرد ہیں یا عورت، یہ خوشخبری دی ہے کہ اگر تم نیک اعمال بجالا رہے ہو، میرے حکموں کے مطابق چل رہے ہو، تمہارے اعمال ایسے ہیں جو ایک مومن کے ہونے چاہئیں تو خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں پاکیزہ زندگی عطا فرمائے گا، تمہاری زندگیاں خوشیوں سے بھر دے گا۔ظاہر ہے جب تم نیک اور صالح اعمال بجالا رہے ہوگے تو تمہاری اولادیں بھی نیکی کی طرف قدم مارنے والی ہوں گی اور تمہارے لئے خوشی کا باعث بنیں گی، تمہارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں گی۔

پس ہمارا خدا ایسا خدا نہیں جو ہر وقت اپنی مُٹھی بند رکھے۔دینے میں بخل سے کام نہیں لیتا، بڑا دیالو ہے۔لیکن تمہارے بھی کوئی فرائض ہیں، کچھ ذمہ داریاں ہیں، ان کو ادا کرو تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بے انتہا بارش تم پر ہوگی۔

اسلام نے عورت کو کیا مقام دیا ہے؟ اُس سے کیا توقعات وابستہ رکھی ہیں؟ اس سلسلے میں ایک اقتباس حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا پیش کرتا ہوں۔کہتے ہیں۔

"اسلام نے عورت کو ایک عظیم معلّمہ کے طور پر پیش کیا ہے۔صرف گھر کی معلّمہ کے طور پر نہیں بلکہ باہر کی معلّمہ کے طور پر بھی۔ایک حدیث میں حضرت اقدس محمد ﷺ کے متعلق یہ آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدھا دین عائشہ سے سیکھو۔اور جہاں تک حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایات کا تعلق ہے وہ تقریباً آدھے دین کے علم پر حاوی ہیں۔ بعض اوقات آپؓ نے علوم دین کے تعلق میں اجتماعات کو خطاب فرمایا اور صحابہؓ بکثرت آپؓ کے پاس دین سیکھنے کے لئے آپؓ کے دروازے پر حاضری دیا کرتے تھے۔پردہ کی پابندی کے ساتھ آپؓ تمام سائلین کے تشفی بخش جواب دیا کرتی تھیں"۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ برموقع جلسہ سالانہ انگلستان 26/جولائی 1986ء)

تو یہ ہے عورت کے مقام کا وہ حسین تصور جو اسلام نے پیش کیا ہے جس سے ایک سلجھی ہوئی قابلِ احترام شخصیت کا تصور ابھرتا ہے۔ وہ جب بیوی ہے تو اپنے خاوند کے گھر کی حفاظت کرنے والی ہے، جہاں خاوند جب واپس گھر آئے تو دونوں اپنے بچوں کے ساتھ ایک چھوٹی سی جنت کا لُطف اُٹھا رہے ہوں۔ جب ماں ہے تو ایک ایسی ہستی ہے کہ جس کے آغوش میں بچہ اپنے آپ کو محفوظ ترین سمجھ رہا ہے۔ جب بچے کی تربیت کر رہی ہے تو بچے کے ذہن میں ایک ایسی فرشتہ صفت ہستی کا تصور اُبھر رہا ہے جو کبھی غلطی نہیں کر سکتی، جس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ اس لئے جو بات کہہ رہی ہے وہ یقیناً صحیح ہے، سچ ہے۔ اور پھر بچے کے ذہن میں یہی تصور اُبھرتا ہے کہ میں نے اس کی تعمیل کرنی ہے۔ اسی طرح جب وہ بہو ہے تو بیٹیوں سے زیادہ ساس سسر کی خدمت گزار اور جب ساس ہے تو بیٹیوں سے زیادہ بہوؤں سے محبت کرنے والی ہے۔ اس طرح مختلف رشتوں کو گنتے چلے جائیں اور ایک حسین تصور پیدا کرتے چلے جائیں جو اسلام کی تعلیم کے بعد عورت اختیار کرتی ہے۔ تو پھر ایسی عورتوں کی باتیں اثر بھی کرتی ہیں اور ماحول میں ان کی چمک بھی نظر آ رہی ہوتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک کی جواب دہی ہوگی۔ امام نگران ہے اس کی جواب دہی ہوگی۔ آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور اُس سے جواب طلبی ہوگی۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اُس سے اُس بارے میں بھی جواب طلبی ہوگی۔ اور غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اُس سے بھی جواب دہی ہوگی۔ سنو! تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اُس کی نگرانی کے متعلق جواب طلب کیا جانے والا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ ۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

یہاں کیونکہ میں عورتوں کے متعلق باتیں کر رہا ہوں اس لیے اُن کے بارے میں

عرض کرتا ہوں جیسا کہ اس حدیث میں آیا اور میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔ اُس کی دیکھ بھال، صفائی، ستھرائی، ٹکاؤ، گھر کا حساب کتاب چلانا، خاوند جتنی رقم گھر کے خرچ کے لئے دیتا ہے اُسی میں گھر چلانے کی کوشش کرنا، پھر بعض سگھڑ خواتین ایسی ہوتی ہیں جو تھوڑی رقم میں بھی ایسی عمدگی سے گھر چلا رہی ہوتی ہیں کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح اتنی تھوڑی رقم میں اس عمدگی سے گھر چلا رہی ہیں۔ اور اگر معمول سے بڑھ کر رقم ملے تو پس انداز بھی کر لیتی ہیں، بچا بھی لیتی ہیں اور اس سے گھر کے لئے کوئی خوبصورت چیز بھی خرید لیتی ہیں یا پھر بچیوں کے جہیز کے لئے کوئی چیز بنا لی۔ تو ایسی مائیں جب بچوں کی شادی کرتی ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ اتنی تھوڑی آمدنی والی نے ایسا اچھا جہیز کس طرح اپنی بچیوں کو دے دیا۔ اس کے مقابل پر بعض ایسی ہیں جن کے ہاتھوں میں لگتا ہے کہ سوراخ ہیں۔ جتنی مرضی رقم ان کے ہاتھوں میں رکھتے چلے جاؤ، پتہ ہی نہیں چلتا کہ پیسے کہاں گئے۔ اچھی بھلی آمدنی ہوتی ہے اور گھروں میں ویرانی کی حالت نظر آ رہی ہوتی ہے۔ بچوں کے حلیے، ان کی حالت ایسی ہوتی ہے لگتا ہے کہ جیسے کسی فقیر کے بچے ہیں۔ ایسی ماؤں کے بچے پھر احساسِ کمتری کا بھی شکار ہو جاتے ہیں اور پھر بڑھتے بڑھتے ایسی حالت کو پہنچ جاتے ہیں جب وہ بالکل ہی ہاتھوں سے نکل جائیں۔ اور اس وقت پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

پس اللہ کے رسول نے آپ کو متنبہ کر دیا ہے، وارننگ دے دی ہے کہ اگر تم اپنے خاوندوں کے گھروں کی صحیح رنگ میں نگرانی نہیں کرو گی تو تمہیں پوچھا جائے گا، تمہاری جواب طلبی ہوگی۔ اور جیسا کہ میں نے اوپر کہا ہے اس کے نتائج پھر اس دنیا میں بھی ظاہر ہونے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے اب تمہارے لئے خوف کا مقام ہے۔ ہر عورت کو اپنے گھر کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اور جب آپ اپنے خاوندوں کے گھروں کی نگرانی کے اعلیٰ معیار قائم کریں گی، بچوں کا خیال رکھیں گی، خاوند کی ضروریات کا خیال رکھیں گی اور ان کا

کہنا ماننے والی ہوں گی تو ایسی عورتوں کو اللہ کا رسول اتنا ہی ثواب کا حق دار قرار دے رہا ہے جتنا کہ عبادت گزار مرد اور اس کی راہ میں قربانی کرنے والے مرد کو ثواب ملے گا اور پھر ساتھ ہی جنت کی بھی بشارت ہے جیسا کہ یہ حدیث ہے۔ مَیں بیان کرتا ہوں۔

"ایک دفعہ اسماءؓ بنتِ یزید انصاری آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عورتوں کی نمائندہ بن کر آئیں اور عرض کیا حضور! میرے ماں باپ آپ پر فِدا ہوں، میں عورتوں کی طرف سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں سب کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ ہم عورتیں گھروں میں بند ہو کر رہ گئی ہیں اور مردوں کو یہ فضیلت اور موقع حاصل ہے کہ وہ نماز باجماعت، جمعہ اور دوسرے مواقع میں شامل ہوتے ہیں۔ نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں، حج کے بعد حج کرتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ اور جب آپ میں سے کوئی حج، عمرہ یا جہاد کی غرض سے جاتا ہے تو ہم عورتیں آپ کی اولاد اور آپ کے اموال کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور سوت کات کر آپ کے کپڑے بُنتی ہیں۔ آپ کے بچوں کی دیکھ بھال اور ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔ کیا ہم مردوں کے ساتھ ثواب میں برابر کی شریک ہو سکتی ہیں۔ جب کہ مرد اپنا فرض ادا کرتے ہیں اور ہم اپنی ذمہ داری نبھاتی ہیں۔ اسماء کی یہ بات سُن کر حضور صحابہؓ کی طرف مُڑے اور انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ اس عورت سے زیادہ عمدگی کے ساتھ کوئی عورت اپنے مسئلہ اور کیس کو پیش کر سکتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا حضور ہمیں تو گمان بھی نہیں تھا کہ کوئی عورت اتنی عمدگی کے ساتھ اور اتنے اچھے پیرایہ میں اپنا مقدمہ پیش کر سکتی ہے۔ پھر آپ اسماء کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے خاتون! اچھی طرح سمجھ لو اور جن کی تم نمائندہ بن کر آئی ہو اُن کو جا کر بتا دو کہ خاوند کے گھر کی عمدگی کے ساتھ دیکھ بھال کرنے والی اور اُسے اچھی طرح سنبھالنے والی عورت کو وہی ثواب اور اجر ملے گا جو اُس کے خاوند کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے پر ملتا ہے۔"

(تفسیر الدرالمنثور تفسیر سورۃ النساء زیر آیۃ الرّجال قوّامُون عَلَی النّساء)

پھر ایک حدیث میں آتا ہے کہ

"جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے آپ کو بُرے کاموں سے بچایا اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کی اور اُس کا کہنا مانا، ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔"

(مجمع الزوائد کتاب النکاح باب فی حق الزوج علی المرأۃ)

پھر ایک حدیث ہے موسیٰ بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ "اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں سے بہترین عورتیں قریش کی عورتیں ہیں جو چھوٹے بچوں پر دوسروں کی نسبت زیادہ شفیق اور مہربان ہیں اور تنگی اور ترشی میں خاوندوں سے نرمی اور لطف کا سلوک کرنے والی ہیں۔"

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ)

بعض عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ بعض دفعہ حالات خراب ہو جاتے ہیں، مرد کی ملازمت نہیں رہی یا کاروبار میں نقصان ہوا، وہ حالات نہیں رہے، کشائش نہیں رہی تو ایک شور برپا کر دیتی ہیں کہ حالات کا رونا، خاوندوں سے لڑائی جھگڑے، انہیں برا بھلا کہنا، مطالبے کرنا۔ تو اس قسم کی حرکتوں کا نتیجہ پھر اچھا نہیں نکلتا۔ خاوند اگر ذرا سا بھی کمزور طبیعت کا مالک ہے تو فوراً قرض لے لیتا ہے کہ بیوی کے شوق کسی طرح پورے ہو جائیں اور پھر قرض کی دلدل ایک ایسی دلدل ہے کہ اس میں پھر انسان دھنستا چلا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں کامل وفا کے ساتھ خاوند کا مددگار ہونا چاہئے، گزارا کرنا چاہئے۔ پھر چھوٹے بچوں سے شفقت کا سلوک کرنا چاہئے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں عورت کی جو خصوصیات بیان کی گئیں ہیں ان میں آیا ہے کہ بچوں سے شفقت کرتی ہیں اور خاوندوں کی فرمانبردار ہیں تا کہ اُن کی تربیت بھی اچھی ہو، اُن کی اُٹھان اچھی ہو اور وہ معاشرے کا مفید وجود بن سکیں۔ تو اسلام

صرف تمہارے حقوق نہیں قائم کرتا، جس طرح یورپ میں ہے کہ عورت کے حقوق، فلاں کے حقوق، بلکہ تمہاری نسلوں کے حقوق بھی قائم کرتا چلا جاتا ہے۔ ذرا سی بات پر شور شرابہ کرنے والی عورتوں کو یہ حدیث بھی ذہن میں رکھ کر استغفار کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ " آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مجھے آگ دکھائی گئی تو مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت عورتوں کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کفر کا ارتکاب کرتی ہیں۔ عرض کیا گیا کہ کیا وہ اللہ کا انکار کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں وہ احسان فراموشی کی مرتکب ہوتی ہیں۔ اگر تو اُن میں سے کسی سے ساری عمر احسان کرے اور پھر وہ تیری طرف سے کوئی بات خلاف طبیعت دیکھے تو کہتی ہے میں نے تیری طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔"

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب کفران العشیر و کفر دون کفر فیه)

پس ہر عورت کے لئے مقام خوف ہے، بہت استغفار کرے۔ پھر اسلام تمہارے حقوق قائم کرنے کے لئے کس طرح مردوں کو ارشاد فرما رہا ہے۔ مردوں کو تم پر سختی کرنے سے کس طرح روک رہا ہے۔ تھوڑی بہت کمیوں کمزوریوں کو نظر انداز کرنے کے بارے میں مردوں کو کس طرح سمجھایا جا رہا ہے۔ ایسی مثال دی ہے کہ مغربی معاشرے کے ذہن میں بھی کبھی ایسی مثال نہیں آ سکتی۔ جیسا کہ اس حدیث میں آتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

" عورتوں کی بھلائی اور خیر خواہی کا خیال رکھو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا سب سے زیادہ کج حصہ اُس کا سب سے اعلیٰ حصہ ہوتا ہے۔ اگر تم اُسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اُسے توڑ ڈالو گے اگر تم اُس کو اُسکے حال پر ہی رہنے دو گے تو وہ ٹیڑھا ہی رہے گا۔ پس عورتوں سے نرمی کا سلوک کرو۔"

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

" عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں فرمادیا ہے ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ﴾ (البقرۃ: 229) کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سُنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں، حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریقے پر برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔ چاہئے کہ بیویوں سے خاوندوں کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے"۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 300-301)

تو یہ حسین تعلیم ہے جو اسلام نے عورتوں کے حقوق قائم کرنے کے لئے دی ہے۔ تنبیہ کی بھی صرف اس حد تک اجازت ہے کہ تنبیہ کی حد تک ہی ہو۔ یہ نہیں کہ مار دھاڑ اور ظلم زیادتی شروع ہو جائے۔ اس ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ آپ کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں کہ

" یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جاوے۔ نہیں، نہیں۔ ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں! دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا

ہو۔نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک غصہ سے بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی بات پر ناراض ہو کر اُس کو مارتا ہے اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مرگئی ہے۔اس لئے ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾(النساء:20) (اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن سے اچھی طرح حسنِ سلوک سے پیش آؤ) ہاں اگر وہ بیجا کام کرے تو تنبیہ ضروری چیز ہے۔انسان کو چاہئے کہ عورتوں کے دل میں یہ بات جمادے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا۔اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اُس کی کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کر سکتا۔خاوند عورت کے لئے اللہ تعالیٰ کا مظہر ہوتا ہے۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے سوا کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔پس مرد میں جلالی اور جمالی رنگ دونوں موجود ہونے چاہئیں"۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 403-404)

صرف یہ نہیں کہ ہر وقت جلال ہی دکھاتا رہے۔

عورت کے یہ حقوق ہیں جو اسلام قائم کر رہا ہے۔اور آج مغرب کے آزادی کے علمبردار عورت کی آزادی کے نعرے لگاتے ہیں جس میں آزادی کم اور بے حیائی زیادہ ہے۔اور بعض لوگ اِن کے ان کھوکھلے نعروں کے جھانسے میں آکر آزادی کی باتیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔آزادی تو آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت ﷺ نے دلوائی تھی جس کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے۔

بخاری کی روایت ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ "ہمارا حال یہ ہو گیا تھا کہ ہم اپنے گھروں میں اپنی عورتوں سے بے تکلفی سے گفتگو کرتے ہوئے ڈرنے لگے تھے کہ کہیں یہ شکایت نہ کر دیں۔"

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب الوصاة بالنساء)

یعنی اگر زیادتی ہو جائے تو آنحضرت ﷺ کے پاس جا کر ہماری شکایت نہ کر دیں۔اب بتائیں! لاکھ قانون بنانے کے باوجود، کیا اس معاشرے میں مرد، عورت پر ظلم اور زیادتی نہیں کر رہا؟۔اس مغربی معاشرے کو دیکھ لیں۔کیا اب یہ مرد عورتوں پر ظلم وزیادتی کرنے سے باز آگئے ہیں؟۔آپ کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔تو مغرب کی اندھی تقلید کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر اسلام نے بعض حالات میں عورتوں کو حکم دیا ہے کہ بعض نفلی عبادتیں یا ایسی عبادتیں جو تمہارے پر اس طرح فرض نہیں جس طرح مردوں پر جیسا کہ پانچ وقت مسجد میں جا کر نماز پڑھنا وغیرہ۔تو جب بھی ایسی صورت ہوتی آنحضرت ﷺ یہی ارشاد فرماتے تھے کہ وہ اپنے خاوندوں کے حکم کی پابندی کریں۔لیکن بعض دفعہ بعض صحابہؓ اللہ کے خوف کی وجہ سے اس طرح سختی سے حکم نہیں دیتے تھے لیکن ناپسندیدگی کا اظہار کرتے تھے اور بعض دفعہ بعض صحابیاتؓ اپنی آزادی کے حق کو استعمال کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں کہ اگر حکم ہے تو مانوں گی، ورنہ نہیں۔

اس بارہ میں ایک حدیث ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کا اپنی بیوی سے ایک معاملہ میں اختلاف رائے ہو گیا۔اُن کی بیگم حضرت عاتکہؓ نماز کی بہت دلدادہ تھیں اور نماز باجماعت کی تو ان کو عادت پڑ چکی تھی۔وہ نماز باجماعت کے بغیر رہ ہی نہیں سکتی تھیں۔پس جب پانچ وقت عورت گھر سے نکلے حالانکہ اس پر نماز اس طرح فرض بھی نہ ہو اور پانچ وقت مسجد میں پہنچے تو پیچھے گھر کی ضروریات کا کیا حال ہوتا ہوگا۔چنانچہ حضرت عمرؓ نے کچھ عرصہ تو حوصلہ دکھایا پھر آپ نے کہا کہ اچھا بی بی اب کافی ہو گئی ہے، تمہارے پر تو مسجد میں جا کر نمازیں پڑھنا فرض بھی نہیں ہے، گھر میں نمازیں پڑھنے کی اجازت ہے تم کیوں مسجد جاتی ہو۔اور پھر یہ کہا کہ خدا کی قسم! تم جانتی ہو کہ تمہارا یہ فعل مجھے پسند نہیں ہے۔تو اُن کی بیوی نے جواب دیا کہ واللہ! جب تک آپ مجھے مسجد جانے سے حکماً نہیں روکیں گے میں نہیں رکوں

گی۔ اور حضرت عمرؓ کو یہ جُرأت نہیں ہوئی کہ بیوی کو حکماً مسجد جانے سے روک سکیں۔ چنانچہ آخر وقت تک انہوں نے یہ سلسلہ نہیں چھوڑا اور باقاعدہ مسجد میں جا کر نمازیں پڑھتی رہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعة باب هل على من لا يشهد الجمعة غسل......)

ایک بات تو اس سے یہ پتہ چلی کہ اُس زمانے میں عورتوں میں کس قدر عبادتوں کا شوق تھا۔ دوسرے یہ کہ فرض سے زیادہ کی عبادت ہم نے خاوند کی مرضی کے بغیر نہیں کرنی۔ اگر وہ حکم دے تو رُک جانا ہے۔ کجا یہ کہ دنیاوی معاملات میں بھی خاوند کا کہنا نہ مانا جائے۔ تو دیکھیں یہ کیسی پیاری سموئی ہوئی، اعتدال والی تعلیم ہے جو اسلام کی تعلیم ہے۔

جو عورتیں اپنے خاوندوں کا کہنا ماننے والی ہیں، ان کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھنے والی ہیں، اُن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت اُمِ سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اُس کا خاوند اس سے خوش اور راضی ہے تو وہ جنت میں جائے گی۔

(سنن الترمذی باب ما جاء فی حق الزو ج علی المرأة)

تو دیکھیں عورت کو اِس قربانی کا خدا تعالیٰ کتنا بڑا اجر دے رہا ہے۔ ضمانت دے رہا ہے کہ تم اِس دنیا میں اپنے گھروں کو جنت نظیر بنانے کی کوشش کرو اور اگلے جہان میں مَیں تمہیں جنت کی بشارت دیتا ہوں۔

پھر بعض عورتوں کو اپنے گھروں اور سسرال کے حالات کی وجہ سے شکوے پیدا ہوجاتے ہیں۔

بے صبری کا مظاہرہ کر رہی ہوتی ہیں اور بعض دفعہ تکلیف بڑھنے کے ساتھ ردِعمل بھی اِس قدر ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بھی شکوے پیدا ہوجاتے ہیں۔ تو بجائے شکووں کو بڑھانے کے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے ہوئے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ٹھیک ہے میرے علم میں بھی ہے بعض دفعہ خاوندوں کی طرف سے اس قدر

زیادتیاں ہوجاتی ہیں کہ ناقابلِ برداشت ہوجاتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں نظام سے، قانون سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اکثر دعا، صدقات اور رویّوں میں تبدیلی سے شکوے کی بجائے اُس کی مدد مانگنے کے لئے اُس کی طرف مزید جُھکنا چاہئے۔

آنحضرت ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا۔

"اے عورتوں کے گروہ! صدقہ کیا کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو"

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات)

یہ نسخہ بھی آزما کر دیکھیں۔ جہاں آپ کی روحانی ترقی ہوگی وہاں بہت سی بلاؤں سے بھی محفوظ رہیں گی۔

پھر جوان لڑکیوں کے حقوق ہیں۔ اس میں بچیوں کے رشتوں کے معاملے ہوتے ہیں۔ گو ماں باپ اچھا ہی سوچتے ہیں سوائے شاذ کے جو بیٹی کو بوجھ سمجھ کر گلے سے اُتارنا چاہتے ہیں۔ بچیوں کو اُن کے رشتوں کے معاملے میں اسلام یہ اجازت دیتا ہے اگر تم پر زبردستی کی جا رہی ہے تو تم نظامِ جماعت سے، خلیفۂ وقت سے مدد لے کر ایسے ناپسندیدہ رشتے سے انکار کر دو۔ لیکن یہ اجازت پھر بھی نہیں ہے کہ اپنے رشتے خود ڈھونڈتی پھرو۔ بلکہ رشتوں کی تلاش تمہارے بڑوں کا کام ہے یا نظامِ جماعت کا۔ ہاں پسند ناپسند کا تمہیں حق ہے۔ جس لڑکے کا رشتہ آیا ہے اس کے حالات اگر جاننا چاہو تو جان سکتی ہو۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ دُعا کر کے شرح صدر ہونے پر رشتے طے کرنے چاہئیں۔ رشتوں کے بارے میں آزادی کے نام نہاد دعویدار تو یہ آزادی عورت کو آج دے رہے ہیں، اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے عورت کی یہ آزادی قائم کر دی۔

جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک مال دار شخص سے کر دیا جس کو لڑکی ناپسند کرتی تھی۔ وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوئی اور کہا کہ یا رسول اللہ! ایک تو مجھے آدمی پسند نہیں۔ دوسرے میرے باپ کو

دیکھیں کہ مال کی خاطر نکاح کر رہا ہے۔ میں بالکل پسند نہیں کرتی۔

اب یہ دیکھیں کہ وہاں وہ لڑکی بجائے اس کے کہ شور شرابا کرتی، ادھر اُدھر باتیں کرتی یا گھر سے چلی جاتی وہ سیدھی حضورؐ کے پاس گئی ہے۔ پتہ تھا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں میرے حقوق کی حفاظت ہوگی۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تُو آزاد ہے۔ کوئی تجھ پر جبر نہیں ہوسکتا۔ جو چاہے کر۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اپنے باپ کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتی اس سے بھی میرا تعلق ہے۔ مَیں تو اس لئے حاضر ہوئی تھی کہ ہمیشہ کے لئے عورت کا حق قائم کر کے دکھاؤں تا کہ دنیا پر یہ ثابت ہو کہ کوئی باپ اپنی بیٹی کو اُس کی مرضی کے خلاف رخصت نہیں کرسکتا۔ صحابیہؓ کہتی ہیں کہ اب جب آپ نے حق قائم کر دیا ہے تو خواہ مجھے تکلیف پہنچے، مَیں باپ کی خاطر اس قربانی کے لئے تیار ہوں۔

(سنن ابن ماجه ابواب النكاح باب من زوّج ابنته وهي كارهة)

دیکھیں اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے عورت میں ایسی آزادی کا احساس پیدا کر دیا تھا جو مادر پدر آزاد ہونے والی آزادی نہیں تھی بلکہ اُن کے حقوق کا تحفظ تھا کہ اپنے حقوق اپنی ذات کے لئے نہیں لینا چاہتی ہوں بلکہ معاشرے کے کمزور ترین وجود کے حقوق محفوظ کروانا چاہتی ہوں۔ اور اپنی ذات کے متعلق بتا دیا کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے کیونکہ مجھے اپنے باپ سے ایک لگاؤ ہے، ایک تعلق ہے، پیار ہے، محبت ہے۔ اس کی بات باوجودیکہ میری مرضی نہیں پھر بھی مَیں ردّ نہیں کروں گی اور اس رشتے کو قبول کرتی ہوں۔ تو یہ صحابیہؓ آپ کے لئے ماڈل ہونی چاہئے نہ کہ مغرب کی مصنوعی آزادی کی دعویدار۔ اس طرز پر چلنے والی بچیاں اپنے خاندانوں کی عزت قائم کرتی ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ایک مجلس میں مستورات کا ذکر چل پڑا۔ کسی نے ایک سر برآوردہ ممبر کا ذکر سنایا کہ اُس کے مزاج میں اوّل سختی تھی۔ عورتوں کو ایسا رکھا کرتے تھے

جیسے زندان میں رکھا کرتے ہیں۔ یعنی قید میں رکھا ہوتا ہے۔ اور ذرا وہ نیچے اُترتی تو اُن کو مارا کرتے تھے۔ لیکن شریعت میں حکم ہے ﴿عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ نمازوں میں عورتوں کی اصلاح اور تقویٰ کے لئے دُعا کرنی چاہیے۔ قصاب کی طرح برتاؤ نہ کرے کیونکہ جب تک خدا نہ چاہے کچھ نہیں ہوسکتا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ مجھ پر بھی بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ عورتوں کو پھراتے ہیں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ میرے گھر میں ایک ایسی بیماری ہے (یعنی حضرت امّ المومنینؓ کو ایسی بیماری ہے) کہ جس کا علاج پھرانا ہے۔ سیر کروانا ہے۔ جب اُن کی طبیعت زیادہ پریشان ہوتی ہے تو بدیں خیال کہ گناہ نہ ہو۔ کہا کرتا ہوں کہ چلو پھرا لاؤں۔ اور بھی عورتیں ہمراہ ہوتی ہیں۔

(ملفوظات جلد 3 حاشیہ صفحہ 118 جدید ایڈیشن)

پھر بعض مرد بعض دفعہ یہ سمجھتے ہیں کہ کیونکہ اسلام نے ہمیں عورتوں پر بعض لحاظ سے فوقیت دی ہے اس لئے ہمیشہ اس کو جوتی کی نوک پر سمجھیں۔ اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

" یہ مت سمجھو کہ عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر چیز قرار دیا جائے۔ نہیں نہیں ہمارے ہادی کامل رسول ﷺ نے فرمایا ہے خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ یعنی تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو"۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 403، 404 جدید ایڈیشن)

تو ان باتوں سے واضح ہوگیا کہ عورتوں کا اسلام میں کیا مقام ہے۔

اب مَیں آپ کے سامنے بعض باتیں رکھنا چاہتا ہوں جو اکثر عورتوں میں پائی جاتی ہیں۔ کسی میں کم، کسی میں زیادہ۔ آزادی کی باتیں تو ہوگئیں لیکن اگر یہ ایک حد سے بڑھ جائیں تو معاشرے پر بھی بُرا اثر ڈالتی ہیں۔ یہ ایسی باتیں ہیں جہاں آپ کو اپنی آزادی پر

کچھ پابندیاں لگانی پڑیں گی۔ ہر احمدی عورت کو ہر وقت یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ہمیں ان بیماریوں سے جو مَیں ذکر کروں گا، بچنا ہے تا کہ اس حسین معاشرے کو قائم کرنے والی ہوں جس کے قائم کرنے سے اسلام کی خوبیاں دنیا کے سامنے پیش کرنے میں مدد ملے۔ بعض ذاتی اور گھریلو قسم کی بُرائیاں ایسی ہیں جو ذاتی ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرے پر بھی بُرا اثر ڈالتی ہیں اور جن سے بجائے نیکیوں میں آگے بڑھنے کے برائیوں میں آگے بڑھنے کی دوڑ شروع ہو جاتی ہے۔ مثلاً فخر و مباہات وغیرہ، دکھاوا وغیرہ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عورتوں میں چند عیب بہت سخت ہیں اور کثرت سے ہیں۔ ایک شیخی کرنا کہ ہم ایسے اور ایسے ہیں پھر یہ کہ قوم پر فخر کرنا کہ فلاں تو کمینی ذات کی عورت ہے یا فلاں ہم سے نیچی ذات کی ہے۔ پھر یہ کہ اگر کوئی غریب عورت ان میں بیٹھی ہوئی ہو تو اُس سے نفرت کرتی ہیں اور اس کی طرف اشارہ کر دیتی ہیں کہ کیسے غلیظ کپڑے پہنے ہیں۔ زیور اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ تو یہ بُرائی ایسی ہے جو ذاتی بُرائی تو ہے ہی معاشرے میں بھی بُرائی پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ قوم پر فخر ہے کہ ہم سیّد ہیں یا مغل ہیں یا پٹھان ہیں وغیرہ۔ تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ اول تو تین چار پشتوں کے بعد اکثر یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ اصل ذات کیا ہے۔ سیّد ہے بھی کہ نہیں۔ تو اگر اللہ تعالیٰ تمہاری پردہ پوشی کر رہا ہے اور حالات کی وجہ سے ماحول بدلنے سے لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ اصل میں تم کون ہو تو پردہ رہنے دو۔ بِلا وجہ فخر نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کو یہ دکھاوے پسند نہیں ہیں۔ ایک غلطی کر کے پھر غلطیوں پر غلطیاں نہ کرتے چلے جاؤ۔

یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا کہ ایک سیّد صاحب کو یہ ضد تھی کہ بچیوں کا رشتہ اگر کروں گا تو سیّدوں میں کروں گا۔ خیر خدا خدا کر کے ایک رشتہ سیّدوں میں مِلا۔ جب بارات آئی تو دُولہا کے باپ کو دیکھ کر دُلہن کے والد صاحب بے ہوش ہو گئے۔ کیونکہ وہ پارٹیشن سے پہلے اُن کے گاؤں کا میراثی تھا جو پاکستان بننے کے بعد سیّد بن گیا تھا۔ تو کسی

قسم کی شیخی اور فخر نہیں کرنا چاہئے۔ کوئی پتہ نہیں کون کیا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ سیّد صاحب جن کی بیٹی تھی یہ خود بھی چار پشتوں پہلے سیّد نہ ہوں تو شاید اللہ تعالیٰ نے اُن کا غرور توڑنے کے لئے یہ رشتہ کروایا ہو۔ اس لئے ہر وقت ہر لمحہ استغفار اور خوف کا مقام ہے۔

پھر کپڑوں پر بڑا فخر ہو رہا ہوتا ہے۔ اپنے گزشتہ حالات بھول جاتے ہیں۔ حال یاد رہ جاتا ہے اور مجلسوں میں بیٹھ کر بڑے فخر سے بتایا جاتا ہے کہ دیکھو مَیں نے یہ جوڑا اتنے میں بنایا۔ پھر شادی بیاہ پر لاکھوں روپے کا ایک ایک جوڑا بنا لیتے ہیں جو ایک یا دو دفعہ پہن کر کسی کام کا نہیں ہوتا۔ اُس کا استعمال ہی نہیں کیا جاتا۔ چلیں آپ نے یہ فضول خرچی تو کر لی اب اس کو اپنے تک رکھیں۔ پھر اپنے جیسی فضول خرچ عورتوں میں بیٹھ کر دوسروں کا ٹھٹھّا اُڑایا جاتا ہے کہ اُس نے کس قسم کے سستے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور پھر مالی لحاظ سے بھی اپنے سے کم حتیٰ کہ رشتے دار کو بھی نہیں بخشتے۔ تو یہ فخر، یہ شیخی احمدی عورت میں نہیں ہونی چاہئے۔

اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ قرآنِ کریم کی تعلیم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"چوتھی قسم ترک شر کے اخلاق میں سے رِفق اور قولِ حسن ہے اور یہ خُلق جس حالتِ طبعی سے پیدا ہوتا ہے اُس کا نام طلاقت یعنی کشادہ روئی ہے۔ بچہ جب تک کلام کرنے پر قادر نہیں ہوتا بجائے رفق اور قولِ حسن کے طلاقت دکھلاتا ہے۔ یہی دلیل اس بات پر ہے کہ رفق کی جڑ جہاں سے یہ شاخ پیدا ہوتی ہے طلاقت ہے۔ طلاقت ایک قوت ہے اور رفق ایک خُلق ہے جو اس قوت کو محل پر استعمال کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اس میں خدائے تعالیٰ کی تعلیم یہ ہے (اس کا ترجمہ میں پڑھ دیتا ہوں کہ) یعنی لوگوں کو وہ باتیں کہو جو واقعی طور پر نیک ہوں۔ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔ ہو سکتا ہے کہ جن سے ٹھٹھا کیا گیا ہے وہی اچھے ہوں۔ بعض عورتیں بعض عورتوں سے ٹھٹھا نہ کریں۔ ہو سکتا ہے کہ جن سے ٹھٹھا کیا

گیا وہی اچھی ہوں۔ اور عیب مت لگاؤ۔ اپنے لوگوں کے بُرے بُرے نام مت رکھو۔ بدگمانی کی باتیں مت کرو اور نہ عیبوں کو کرید کرید کر پوچھو۔ ایک دوسرے کا گلہ مت کرو۔ کسی کی نسبت وہ بہتان یا الزام مت لگاؤ جس کا تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک عضو سے مواخذہ ہوگا اور کان، آنکھ، دل ہر ایک سے پوچھا جائے گا"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی از روحانی خزائن جلد نمبر 10 صفحہ 350)

یہ سورۃ بنی اسرائیل کی آیات کا ترجمہ ہے۔

پس یہ بڑے استغفار کا مقام ہے کہ اگر پوچھا جانے لگا تو پتہ نہیں اعمال اس قابل ہیں بھی نہیں کہ بخشش ہو۔ اس لئے ہمیشہ استغفار کرتے رہنا چاہئے۔ اُس کا فضل مانگنا چاہئے۔

پھر عورتوں میں ایک بیماری زیور کی نمائش کی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ زیور عورت کی زینت ہے اور زینت کی خاطر وہ پہنتی ہے اور اس کی اجازت بھی ہے لیکن اس زینت کی نمائش ہر جگہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اس کی حدود متعین کی ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت حذیفہؓ کی ہمشیرہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب کیا اور فرمایا! اے عورتو! تم چاندی کے زیور کیوں نہیں بنواتیں؟ سنو! کوئی بھی ایسی عورت جس نے سونے کے زیور بنائے اور وہ انہیں فخر کی خاطر عورتوں کو یا اجنبی مردوں کو دکھاتی پھرتی ہو تو اس عورت کو اُس کے فعل کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔

(سنن النسائی کتاب الزینۃ من السنن الکراھیۃ للنساء فی اظھار الحلی والذھب)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ اس دوران کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ مُزَینہ قبیلہ کی ایک عورت بڑے ناز و ادا سے زیب و زینت کئے ہوئے مسجد میں داخل ہوئی۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا! اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب و زینت اختیار کرنے اور مسجد میں ناز و ادا سے مٹک مٹک کر چلنے سے منع کرو۔

بنی اسرائیل پر صرف اس وجہ سے لعنت کی گئی کہ ان کی عورتوں نے زیب و زینت اختیار کر کے ناز و نخرے کے ساتھ مسجدوں میں اِترا اِترا کر آنا شروع کر دیا تھا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ النساء)

اس حدیث سے یہ پتہ چلا کہ نمائش کی خاطر اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے تمہیں عورتوں میں بھی زیور اس طرح اظہار کے ساتھ دکھانے کی ضرورت نہیں جس سے معاشرے میں فساد پیدا ہو جائے۔ ٹھیک ہے تم نے زیور پہن لیا۔ جب فنکشن ہو رہے ہوں تو عورت کی عورت پر نظر پڑ جاتی ہے۔ اس کے زیور کی، اُس کے کپڑوں کی تعریف بھی کر دیتی ہیں۔ یہاں تک تو ٹھیک ہے۔ لیکن جس نے نیا زیور بنایا ہو وہ دوسری عورتوں کو بُلا بُلا کر دکھائے کہ دیکھو یہ زیور مَیں نے اتنے میں بنایا ہے تمہیں بھی پسند آیا تم بھی بناؤ، اپنے خاوند سے کہو کہ بنوا کر دے۔ تو بہت سی کمزور طبع عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ایسی عورتوں کی باتوں میں آجاتی ہیں اور اپنے خاوندوں پر زور دیتی ہیں کہ مجھے بھی بنا کر دو۔ اگر اُن کے خاوند میں اتنی طاقت نہ ہو کہ وہ زیور بنا سکے تو پھر دو ہی صورتیں ہوتی ہیں یا تو گھروں میں فساد پڑ جاتے ہیں، میاں بیوی کے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں یا پھر یہ ہوتا ہے کہ خاوند قرض لے کر بیوی کی خواہش کو پورا کرتا ہے۔ لیکن پھر ان قرضوں کی وجہ سے اعصاب زدہ ہو جاتا ہے کیونکہ آج کل کے اس دور میں جب ہر جگہ مہنگائی کا دور ہے ہر قسم کی خواہش پوری کرنا ہر خاوند کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ تو نمود و نمائش کرنے والیوں کو بھی خوفِ خدا کرنا چاہئے۔ لوگوں کے گھر نہ اُجاڑیں اور کم طاقت والی عورتیں بھی صرف دنیا داری کی خاطر اپنے گھروں کو جہنم نہ بنائیں۔

پھر اس حدیث میں آگے یہ فرمایا کہ مسجد تو عبادت کی جگہ ہے۔ یہاں ایسی عورتوں کو نہیں آنا چاہئے جن کا مقصد صرف نمود و نمائش ہو۔ مسجد ہے، کوئی فیشن ہال نہیں ہے۔ یہاں عبادت کی غرض سے جاتے ہیں۔ اس لئے یہاں جب آؤ تو خالصتاً اللہ کی خاطر اُس کی

عبادت کرنے کی خاطر یا اُس کا دین سیکھنے کی خاطر آؤ۔ یہی رویہ، یہی طریق جماعتی فنکشن میں، اجلاسوں میں اجتماعوں وغیرہ پر بھی ہونا چاہئے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا جماعت پر احسان ہے کہ بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو الحمدللہ جذبہ ایمانی سے سرشار ہیں اور قربانی کی ایسی اعلیٰ مثالیں قائم کرتی ہیں کہ جن کی نظیر نہیں ملتی اور اپنے زیور اُتار اتار کر جماعت کے لئے پیش کرتی ہیں۔ مختلف چندوں میں، تحریکوں میں دیتی ہیں۔ لیکن وہ جو نمود و نمائش کی طرف چل پڑی ہیں، دنیاداری میں پڑ گئی ہیں وہ خود اپنے آپ کو دیکھیں اور اپنا محاسبہ کریں۔ پھر یہ ہے کہ بعض عورتوں کو دوسروں کی ٹوہ میں رہنے کی عادت ہوتی ہے۔ باتیں سُننے کے لئے تجسّس ہوتا ہے۔ اس کوشش میں لگی رہتی ہیں کہ کسی طرح کوئی بات پتہ لگ جائے۔ لیکن پوری طرح اس بات کا علم تو نہیں پا سکتیں۔ نتیجۃً یہ ہوتا ہے کہ بدظنی پیدا ہوتی ہے۔ پھر ایک نیا فساد شروع ہو جاتا ہے۔ پھر اس بدظنی کے نتیجے میں بغض، کینے، حسد شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر اپنے دلوں سے نکل کر اپنے گھر والوں کے دلوں میں یہ حسد اور کینے چلے جاتے ہیں۔ پھر ماحول پر اثر انداز ہو رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا نہ ختم ہونے والا ایک فساد شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے حدیث میں آیا ہے کہ بدظنی سے بچو۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ظن سے بچو کیونکہ ظن سب سے جھوٹی بات ہے۔ اور تجسس نہ کرو اور کسی بات کی ٹوہ میں نہ لگے رہو اور دنیا طلبی میں نہ پڑو اور تم حسد نہ کرو اور تم بُغض نہ رکھو اور باہمی اختلاف میں مبتلا نہ ہو جاؤ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔

(مسلم باب تحریم الظن بخاری کتاب الادب)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلہ میں عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"غیبت کرنے والے کی نسبت قرآنِ کریم میں ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت

کھاتا ہے"۔

فرمایا کہ "عورتوں میں یہ بیماری بہت ہے۔ آدھی رات تک بیٹھی غیبت کرتی ہیں اور پھر صبح اُٹھ کر وہی کام شروع کر دیتی ہیں۔ لیکن اس سے بچنا چاہئے۔ عورتوں کی خاص سورۃ قرآنِ شریف میں ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مَیں نے بہشت میں دیکھا کہ فقیر زیادہ تھے اور دوزخ میں دیکھا کہ عورتیں بہت تھیں"۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 29)

اللہ تعالیٰ احمدی عورت کو اس سے محفوظ رکھے۔

ایک اور اہم بات جس کی اس زمانے میں خاص طور پر بہت ضرورت ہے، وہ پردہ ہے۔ اور یہ پردہ عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے اور مردوں کے لئے بھی۔ اس لئے غضِ بصر کا حکم ہے۔ غضِ بصر ہے کیا؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مُراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے۔ یہ اُن نادانوں کا خیال ہے جن کو اسلامی طریقوں کی خبر نہیں۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کو آزاد نظر اندازی اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جائے کیونکہ اس میں دونوں مرد اور عورت کی بھلائی ہے۔ بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ خوابیدہ نگاہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچا لینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں غضِ بصر کہتے ہیں"۔ یعنی نیم آنکھ سے دیکھنا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی از روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 344)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"یہ زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے اگر کسی زمانے میں پردے کی رسم نہ ہوتی تو اس زمانے میں رسم ضرور ہونی چاہئے"۔ فرمایا کہ "اگر کسی زمانے میں پردے کی ضرورت نہ بھی ہوتی تو اس زمانے میں ضرور ہونی چاہئے۔" کیونکہ یہ کُل جگ ہے"۔ یعنی آخری زمانہ ہے۔"اور

زمین پر بدی اور فسق و فجور اور شراب خوری کا زور ہے اور دلوں میں دہریہ پن کے خیالات پھیل رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے احکام کی عظمت دلوں سے اُٹھ گئی ہے۔ زبانوں پر سب کچھ ہے اور لیکچر بھی منطق اور فلسفہ سے بھرے ہوئے ہیں مگر دل روحانیت سے خالی ہیں۔ ایسے وقت میں کب مناسب ہے کہ اپنی غریب بکریوں کو بھیڑیوں کے بنوں میں چھوڑ دیا جائے"۔

یہاں عورت کو بکریوں سے اور بھیڑیے کو گندے معاشرے سے تشبیہ دی ہے۔ دیکھ لیں اب ہم حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زندگی کے زمانے سے مزید سو سال آگے چلے گئے ہیں تو اب اس کی کس قدر ضرورت ہے۔ نہ مغرب محفوظ ہے اور نہ مشرق محفوظ ہے۔ ذرا گھر سے باہر نکل کر دیکھیں تو جو کچھ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے آپ کو نظر آ جائے گا۔ پھر بے احتیاطی کیسی ہے۔ لاپرواہی کیسی ہے۔ سوچیں غور کریں اور اپنے آپ کو سنبھالیں۔ لیکن بعض مرد زیادہ سخت ہو جاتے ہیں ان کو بھی یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ قید کرنا مقصد نہیں ہے، پردہ کرانا مقصد ہے۔

اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ۔

" قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غضِّ بصر کریں۔ جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گے۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دے دیتا کہ شہوت کی نظر سے نہ دیکھ۔ افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ شہوت کی نظر کیا ہے۔ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔ اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہے جو اخبارات پڑھتے ہیں۔ اُن کو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کئے جاتے ہیں۔

اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مُراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے

قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کے لئے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے۔ وہ بیشک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔ مساوات کے لئے عورتوں کے نیکی کرنے میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی ہے اور نہ اُن کو منع کیا گیا ہے کہ وہ نیکی میں مشابہت نہ کریں۔ اسلام نے یہ کب بتایا ہے کہ زنجیر ڈال کر رکھو۔ اسلام شہوات کی بِنا کو کاٹتا ہے۔ یورپ کو دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کتوں اور کتیوں کی طرح زنا ہوتا ہے اور شراب کی اس قدر کثرت ہے کہ تین میل تک شراب کی دکانیں چلی گئی ہیں۔ یہ کس تعلیم کا نتیجہ ہے؟ کیا پردہ داری یا پردہ دری کا۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 297، 298)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، حضرت امّ المومنینؓ کو کس حد تک پردہ کرواتے تھے یا کیا طریق تھا۔ اس بارہ میں روایت ہے کہ

" حضرت ام المومنینؓ کی طبیعت کسی قدر ناساز رہا کرتی تھی۔ آپ نے ڈاکٹر صاحب سے مشورہ فرمایا کہ اگر وہ ذرا باغ میں چلی جایا کریں تو کچھ حرج تو نہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر اعلیٰ حضرتؑ نے فرمایا۔

" دراصل مَیں تو اس لحاظ سے کہ معصیت نہ ہو کبھی کبھی گھر کے آدمیوں کو اس لحاظ سے کہ شرعاً جائز ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں رعایت پردہ کے ساتھ باغ میں لے جایا کرتا تھا اور میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتا۔ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ بہار کی ہوا کھاؤ۔ گھر کی چار دیواری کے اندر ہر وقت بند رہنے سے بعض اوقات کئی قسم کے امراض حملہ کرتے ہیں۔ علاوہ اس کے آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کو لے جایا کرتے تھے۔ جنگوں میں حضرت عائشہؓ ساتھ ہوتی تھیں۔ پردہ کے متعلق بڑی افراط تفریط ہوئی ہے۔ یورپ والوں نے تفریط کی ہے اور اب ان کی تقلید سے بعض نیچری بھی اسی طرح

چاہتے ہیں۔ حالانکہ اس بے پردگی نے یورپ میں فسق وفجور کا دریا بہا دیا ہے۔ اور اس کے بالمقابل بعض مسلمان افراط کرتے ہیں کہ کبھی عورت گھر سے باہر نکلتی ہی نہیں حالانکہ ریل پر سفر کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ غرض ہم دونوں قسم کے لوگوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں جو افراط اور تفریط کر رہے ہیں"۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 557، 558)

پس خلاصۃً بعض اہم امور مَیں نے بیان کر دئے اور وقت کی رعایت کے ساتھ اتنا ہی بیان ہو سکتا تھا۔ بہت سی باتیں میں نے چھوڑ بھی دی ہیں یا مختصراً بیان کی ہیں۔ ان سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو گیا ہوگا کہ اسلام جو پابندیاں عورتوں پر لگاتا ہے یا بعض احکام کا پابند کرتا ہے وہ ایک تو آپ کی عزت، احترام اور تکریم پیدا کرنا چاہتا ہے۔ دوسرے معاشرہ کو پاک اور جنت نظیر بنانا چاہتا ہے۔ فسادوں کو مٹانا چاہتا ہے۔ آپ جائزہ لے لیں جہاں بھی مردوں اور عورتوں کی، چاہے وہ عزیز رشتہ دار ہی ہوں، بے حیا مجالس ہیں وہاں سوائے فساد کے اور کچھ نہیں۔ اور اگر مغرب اس کو عورت کی آزادی کے سلب کرنے کا نام دیتا ہے تو دیتا رہے۔ آپ یک زبان ہو کر کہیں کہ اگر یہ بے حیائی ہی تمہاری آزادی ہے تو اس آزادی پر ہزار لعنت ہے۔ ہم تو صالحات میں سے ہیں اور صالحات ہی رہنا چاہتی ہیں۔ تم نے بھی اگر اپنی عزتوں کی حفاظت کرنی ہے، اپنا احترام معاشرے میں قائم کرنا ہے تو آؤ اور اس حسین تعلیم کو اپناؤ۔ خدا کرے کہ یہ نام نہاد آزادی کی چکا چوند چاہے وہ مغرب میں ہو یا مشرق میں کبھی آپ کو متاثر کرنے والی نہ ہو اور جماعت میں صالحات اور عابدات پیدا ہوتی چلی جائیں۔ اے اللہ تو ہمیشہ ہماری مدد فرما۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 18 رنومبر 2005ء)

5

مردوں کو گھروں میں نرم روّیہ رکھنے کی تلقین

حضور انور نے خطبہ جمعہ 29 راگست 2003ء بمقام شیورٹ ہالے فرینکفورٹ جرمنی میں فرمایا۔

" بعض مرد اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ایسا ظالمانہ سلوک کر رہے ہوتے ہیں کہ روح کانپ جاتی ہے۔ بعض بچیاں لکھتی ہیں کہ ہم بچپن سے اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہیں اور اب ہم سے برداشت نہیں ہوتا۔ ہمارے باپ نے ہماری ماں کے ساتھ اور ہمارے ساتھ ہمیشہ ظلم کا رویہ رکھا ہے۔ باپ کے گھر میں داخل ہوتے ہی ہم سہم کر اپنے کمروں میں چلے جاتے ہیں۔ کبھی باپ کے سامنے ہماری ماں نے یا ہم نے کوئی بات کہہ دی جو اس کی طبیعت کے خلاف ہو تو ایسا ظالم باپ ہے کہ سب کی شامت آجاتی ہے۔ تو یہ تکبر ہی ہے جس نے ایسے باپوں کو اس انتہا تک پہنچا دیا ہے اور اکثر ایسے لوگوں نے اپنا رویّہ باہر ایسا رکھا ہوتا ہے، بڑا اچھا رویہ ہوتا ہے ان کا اور لوگ باہر سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ان جیسا شریف انسان ہی کوئی نہیں ہے۔ اور باہر کی گواہی ان کے حق میں ہوتی ہے۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو گھر کے اندر اور باہر ایک جیسا رویہ اپنائے ہوئے ہوتے ہیں ان کا تو ظاہر ہو جاتا ہے سب کچھ۔ تو ایسے بدخُلق اور متکبر لوگوں کے بچے بھی، خاص طور پر لڑکے جب جوان ہوتے ہیں تو اس ظلم کے ردّعمل کے طور پر جو انہوں نے ان بچوں کی ماں یا بہن یا ان سے خود کیا ہوتا ہے، ایسے بچے پھر باپوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ایک وقت میں جا کر جب باپ اپنی کمزوری کی عمر کو پہنچتا ہے تو اس سے خاص طور پر بدلے لیتے ہیں۔ تو اس طرح ایسے متکبرانہ ذہن کے مالکوں کی اپنے دائرہ اختیار میں

مثالیں ملتی رہتی ہیں۔مختلف دائرے ہیں معاشرے کے۔ایک گھر کا دائرہ اوراس سے باہر ماحول کا دائرہ۔اپنے اپنے دائرے میں اگر جائزہ لیں تو تکبر کی یہ مثالیں آپ کوملتی چلی جائیں گی۔"

(خطبات مسرور جلد1 صفحہ 271 تا272)

6

شادی بیاہ ایک پاکیزہ تعلق اور معاہدہ ہے اس کا احترام کریں

حضور انور نے خطبہ جمعہ 19 ردسمبر 2003ء بمقام بیت الفتوح لندن میں فرمایا۔

"اب میں گھر کی سطح پر، بعض رشتوں کی سطح پر معاہدے کی مثال دینا چاہتا ہوں۔ شادی بیاہ کا تعلق بھی مرد اور عورت میں ایک معاہدہ کی حیثیت رکھتا ہے۔عورت کو حکم ہے کہ اس معاہدے کی رو سے تم پر یہ فرائض ادا ہوتے ہیں مثلاً خاوند کی ضروریات کا خیال رکھنا، بچوں کی نگہداشت کرنا، گھر کے امور کی ادائیگی وغیرہ۔اسی طرح مرد کی بھی ذمہ داری ہے کہ بیوی بچوں کے نان نفقہ کی ذمہ داری اس پر ہے۔ان کی متفرق ضروریات کی ذمہ داری اس پر ہے۔اور دونوں میاں بیوی نے مل کر بچوں کی نیک تربیت کرنی ہے اس کی ذمہ داری ان پر ہے۔تو جتنا زیادہ میاں بیوی آپس میں اس معاہدے کی پابندی کرتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں گے اتنا ہی زیادہ حسین معاشرہ قائم ہوتا چلا جائے گا۔

لیکن بعض دفعہ افسوس ہوتا ہے بعض واقعات سن کر اور دیکھ کر کہ یہاں یورپ میں، مغرب میں رہنے والی لڑکی کا رشتہ اگر پاکستان یا ہندوستان وغیرہ میں کہیں ہوا۔تو لڑکی نے سپانسر کر کے لڑکے کو بلوایا، شادی ہنسی خوشی چلتی رہی، بچے بھی ہو گئے۔اور جب مرد کے کاغذات مکمل ہو گئے؟ اب مجھے یہاں سے کوئی نہیں نکال سکتا تو غلط طریق سے لڑکیوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔تو اس طرح ایک پاکیزہ تعلق کو ایک معاہدے کو توڑنے والے بن گئے اور اکثر بنیاد، صرف بہانے ہوتے ہیں، جھوٹ پر مبنی باتیں ہوتی ہیں، اندر کچھ بھی نہیں ہوتا، الزامات لگائے جا رہے ہوتے ہیں۔تو ایسے لوگ بھی منافقت کے زمرے میں ہی آتے ہیں اور احمدیوں کو، ہم میں سے ہر ایک کو اس بارہ میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔"

(خطبات مسرور جلد1 صفحہ 559)

7

جھگڑے کے وقت مرد جو قوّام ہے اگر خاموش ہو جائے تو شاید اسّی ۸۰ فیصد سے زائد جھگڑے وہیں ختم ہو جائیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 23/جنوری 2004ء بمقام بیت الفتوح لندن میں فرمایا۔

"اب چند احادیث پیش کرتا ہوں اور اقتباسات۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ......فرماتے ہیں کہ

"تم خدا کی پرستش کرو اور اس کے ساتھ کسی کو مت شریک ٹھہراؤ اور اپنے ماں باپ سے احسان کرو اور ان سے بھی احسان کرو جو تمہارے قرابتی ہیں (اس فقرے میں اولاد اور بھائی اور قریب اور دور کے تمام رشتہ دار آ گئے) اور پھر فرمایا کہ یتیموں کے ساتھ بھی احسان کرو اور مسکینوں کے ساتھ بھی اور جو ایسے ہمسایہ ہوں، جو قرابت والے بھی ہوں اور ایسے ہمسائے ہوں جو محض اجنبی ہوں اور ایسے رفیق بھی جو کسی کام میں شریک ہوں یا کسی سفر میں شریک ہوں یا نماز میں شریک ہوں یا علم دین حاصل کرنے میں شریک ہوں اور وہ لوگ جو مسافر ہیں اور وہ تمام جاندار جو تمہارے قبضہ میں ہیں سب کے ساتھ احسان کرو۔ خدا ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا جو تکبر کرنے والا اور شیخی مارنے والا ہو، جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔"

(چشمۂ معرفت از روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 208، 209)

بعض لوگ اپنے بڑے بھائیوں کا احترام نہیں کر رہے ہوتے۔ حسن سلوک تو ایک طرف رہا ان سے بدتمیزی سے پیش آ رہے ہوتے ہیں، ان کو عدالتوں میں گھسیٹ رہے

ہوتے ہیں، ہر طرف سے ان کی عزت پر بٹہ لگانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں تو ان لوگوں کو اس روایت سے سبق لینا چاہئے۔

حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بڑے بھائی کا حق اپنے چھوٹے بھائیوں پر اس طرح کا ہے جس طرح والد کا حق اپنے بچوں پر۔ یعنی بڑا بھائی چھوٹے بھائی کے لئے بمنزلہ باپ کے ہے اس لئے اس کا ادب واحترام بھی واجب ہے۔

(مراسیل ابی داؤد باب فی برالوالدین صفحہ 197)

والد کے حقوق کا تو آپ گزشتہ خطبے میں سن چکے ہیں۔ پھر اس طرح بڑے بھائیوں کے لئے بھی اس میں نصیحت ہے کہ چھوٹے بھائیوں سے وہ سلوک رکھیں جو ایک باپ کو اپنے بچوں سے ہوتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی محبت کی فضا کو قائم کرنے والا ہو۔ بعض دفعہ گھروں میں میاں بیوی کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر تلخ کلامی ہو جاتی ہے، تلخی ہو جاتی ہے۔ مرد کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ مضبوط اور طاقتور بنایا ہے اگر مرد خاموش ہو جائے تو شاید اسّی فیصد سے زائد جھگڑے وہیں ختم ہو جائیں۔ صرف ذہن میں یہ رکھنے کی بات ہے کہ مَیں نے حسن سلوک کرنا ہے اور صبر سے کام لینا ہے۔

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اس بارہ میں ہمیں کیا اسوہ دکھایا۔ روایت ہے کہ ایک دن حضرت عائشہؓ گھر میں آنحضرت ﷺ سے کچھ تیز تیز بول رہی تھیں کہ اوپر سے ان کے ابا، حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ یہ حالت دیکھ کر ان سے رہا نہ گیا اور اپنی بیٹی کو مارنے کے لئے آگے بڑھے کہ تو خدا کے رسول کے آگے اس طرح بولتی ہو۔ آنحضرتؐ یہ دیکھتے ہی باپ اور بیٹی کے درمیان حائل ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ کی متوقع سزا سے حضرت عائشہؓ کو بچا لیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ چلے گئے تو رسول کریمؐ نے حضرت عائشہؓ سے از راہ مذاق فرمایا۔ دیکھا آج ہم نے تمہیں تمہارے ابا سے کیسے بچایا؟۔ تو دیکھیں یہ کیسا اعلیٰ

نمونہ ہے کہ نہ صرف خاموش رہ کر جھگڑے کو ختم کرنے کی کوشش کی بلکہ حضرت ابوبکر جو حضرت عائشہؓ کے والد تھے ان کو بھی یہی کہا کہ عائشہ کو کچھ نہیں کہنا۔اور پھر فوراً حضرت عائشہؓ سے مذاق کر کے وقتی بوجھل پن کو بھی دور فرما دیا۔

پھر آگے آتا ہے روایت میں کہ کچھ دنوں کے بعد حضرت ابوبکرؓ دوبارہ تشریف لائے تو آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت عائشہؓ ہنسی خوشی باتیں کر رہی تھیں۔حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے دیکھو بھئی تم نے اپنی لڑائی میں تو مجھے شریک کیا تھا اب خوشی میں بھی شریک کر لو۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب ماجاء فی المزاح)

آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کے بہت ناز اٹھاتے تھے۔ایک دفعہ ان سے فرمانے لگے کہ عائشہؓ میں تمہاری ناراضگی اور خوشی کو خوب پہچانتا ہوں۔حضرت عائشہؓ نے عرض کیا وہ کیسے؟ فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو اپنی گفتگو میں رب محمدؐ کہہ کر قسم کھاتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو تو رب ابراہیمؑ کہہ کر بات کرتی ہو۔حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ہاں یا رسول اللہ یہ تو ٹھیک ہے مگر بس میں صرف زبان سے ہی آپؐ کا نام چھوڑتی ہوں (دل سے تو آپؐ کی محبت نہیں جا سکتی)

(بخاری کتاب النکاح باب غیرۃ النساء و وجدھن)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں اور فرمایا" ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے اور درحقیقت یہ ہم پر اتمام نعمت ہے۔اس کا شکر یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔"

ایک دفعہ ایک دوست کی درشت مزاجی اور بدزبانی کا ذکر ہوا اور شکایت ہوئی کہ وہ

اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے۔حضور اس بات سے بہت کبیدہ خاطر ہوئے، بہت رنجیدہ ہوئے، بہت ناراض ہوئے اور فرمایا:" ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے" حضور بہت دیر تک معاشرت نسواں کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے اور پھر آخر پر فرمایا۔

" میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع وخضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 307 الحکم 17 رجنوری 1900ء)

تو یہ ہیں بیویوں سے حسن سلوک کے نمونے جو آج ہمیں اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل سے اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی میں نظر آتے ہیں۔اور انہی پر چل کر ہم اپنے گھروں میں امن قائم کر سکتے ہیں۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 68 تا 71)

8

میاں بیوی کے درمیان پوشیدہ باتوں کا جھگڑے کے بعد اظہار بے حیائی اور خیانت شمار ہوتی ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 6رفروری 2004ء بمقام بیت الفتوح لندن میں فرمایا۔

"اب میاں بیوی کے بہت سے جھگڑے ہیں، جو جماعت میں آتے ہیں، قضا میں آتے ہیں، خلع کے یا طلاق کے جھگڑے ہوتے ہیں اور طلاق ناپسندیدہ فعل ہے۔ بہرحال اگر کسی وجہ سے مرد اور عورت میں نہیں بنی تو مرد کو حق ہے کہ وہ طلاق دے دے اور عورت کو حق ہے کہ وہ خلع لے لے۔ اور بعض دفعہ بعض باتیں صلح کروانے والے کے سامنے بیان کرنی پڑتی ہیں۔ اس حد تک تو موٹی موٹی باتیں بیان کرنا جائز ہے لیکن بعض دفعہ ایسے ہوتا ہے کہ مرد اور عورت کے علاوہ دیگر رشتہ دار بھی شامل ہو جاتے ہیں جو ایک دوسرے پر ذاتی قسم کے الزامات لگا رہے ہوتے ہیں۔ جن کو سن کر بھی شرم آتی ہے۔ اب میاں بیوی کے تعلقات تو ایسے ہیں جن میں بعض پوشیدہ باتیں بھی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ تو جھگڑا ہونے کے بعد ان کو باہر یا اپنے عزیزوں میں بیان کرنا صرف اس لئے کہ دوسرے فریق کو بدنام کیا جائے تا کہ اس کا دوسری جگہ رشتہ نہ ہو۔ تو فرمایا کہ اگر ایسی حرکتیں کرو گے تو یہ بہت بڑی بے حیائی اور خیانت شمار ہوگی اور خائن کے بارہ میں انذار آئے ہیں کہ ایک تو خائن مومن نہیں، مسلمان نہیں اور پھر جہنمی بھی ہے۔"

(خطبات مسرور جلد2 صفحہ 110-111)

9

بیٹیاں بوجھ نہیں بلکہ آگ سے بچنے کا ذریعہ ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مورخہ 13رفروری 2004ء بمقام بیت الفتوح لندن میں فرمایا۔

"ہمارے معاشرے کی ایک یہ بھی بیماری ہے کہ جس کے ہاں صرف بیٹیاں پیدا ہو جائیں یا زیادہ بیٹیاں پیدا ہو جائیں وہ بیٹیوں کے حقوق اس طرح ادا نہیں کرتے جس طرح اولاد کے کرنے چاہئیں۔ بلکہ بعض تو باقاعدہ اپنی بیٹیوں کو کوستے بھی دیتے رہتے ہیں اور بعض بچیاں تو اتنی تنگ آجاتی ہیں کہ لکھتی ہیں کہ لگتا ہے کہ ہم ماں باپ پر بوجھ بن گئے ہیں، ہمیں تو اب اپنی موت کی خواہش ہونے لگ گئی ہے۔ تو ایسے ماں باپ کو جو بیٹیوں سے اس قسم کا سلوک کرتے ہیں خوف کرنا چاہئے۔ ان کو تو اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بچیاں دے کر ان کے لئے آگ سے بچنے کے لئے انتظام کر دیا ہے۔

حدیث میں آتا ہے حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ جسے زیادہ بیٹیوں سے آزمایا گیا اور اس نے ان پر صبر کیا تو اس کی بیٹیاں اس کے لئے آگ سے پردے یا ڈھال کا باعث ہوں گی۔"

(ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی النفقة علی البنات والأخوات)

(خطبات مسرور جلد2 صفحہ 128-129)

10

ہر شادی شدہ مرد اپنے اہل وعیال کا نگران ہے

گھر کے ماحول کو انصاف اور عدل کے مطابق چلانا ہے

تو میاں اور بیوی دونوں کو ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہوگا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 5/مارچ 2004ء بمقام بیت الفتوح لندن میں فرمایا۔

"ہمیشہ قول سدید اختیار کرو، ہمیشہ ایسی سیدھی اور کھری بات کرو جس سے انصاف اور عدل کے تمام تقاضے پورے ہوتے ہوں، پھر یہ عدل کے معیار اپنے گھر میں، اپنی بیوی بچوں کے ساتھ سلوک میں بھی قائم رکھو، روزمرہ کے معاملات میں بھی قائم رکھو، اپنے ملازمین سے کام لینے اور حقوق دینے میں بھی یہ معیار قائم رکھو، اپنے ہمسایوں سے سلوک میں بھی یہ معیار قائم رکھو، حتیٰ کہ دوسری جگہ فرمایا کہ دشمن کے ساتھ بھی عدل کے اعلیٰ معیار قائم رکھو۔ اللہ تعالیٰ جو تمہارے کاموں کی خبر رکھنے والا ہے تمہارے دلوں کا حال جاننے والا ہے، تمہاری نیک نیتی کی وجہ سے تمہیں اعلیٰ انعامات سے بھی نوازے گا۔ تو دیکھیں کتنی خوبصورت تعلیم ہے دنیا میں انصاف اور عدل اور امن قائم کرنے کی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ۔ اور چاہئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو، جھوٹ مت بولو، اگرچہ سچ بولنے سے تمہاری جانوں کو نقصان پہنچے یا اس سے تمہارے ماں باپ کو ضرر پہنچے اور قریبیوں کو۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 53 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 2 صفحہ 274)

(یعنی بچوں، بیویوں اور رشتہ داروں کو نقصان پہنچے، تب بھی گواہی جھوٹی نہیں دینی)......

اب دیکھیں اس سے زیادہ عدل وانصاف قائم رکھنے کے کون سے معیار ہو سکتے ہیں کہ دشمن سے بھی تم نے بے انصافی نہیں کرنی۔ اگر تم دشمن سے بھی بے انصافی کروگے اور عدل کے تقاضے پورے نہیں کروگے اس کا مطلب ہے تمہارے دل میں خدا کا خوف نہیں ہے۔ منہ سے تو کہہ رہے ہو کہ ہم اللہ کے بندے اور اس کا خوف رکھنے والے ہیں۔ لیکن عمل اس کے خلاف گواہی دے رہا ہے۔ اب بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی آپس میں بھی چپقلشیں ہو جاتی ہیں کجا یہ کہ دشمنوں سے بھی انصاف کا سلوک ہو تو کہاں بعض دفعہ یہ عمل ہوتا ہے اپنوں سے بھی چھوٹی موٹی لڑائیوں میں، چپقلشوں میں ناراضگیوں میں اپنے خاندان یا ماحول میں فوراً مقدمے بازی شروع ہو جاتی ہے۔ اور بعض دفعہ انتہائی تکلیف دہ صورت حال ہو جاتی ہے کہ معمولی سی باتوں پر تھانے کچہری کے چکر لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ مقدمے بازی شروع ہو جاتی ہے اور ایک دوسرے کے خلاف بعض دفعہ جھوٹی گواہیاں بھی دے رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی خوف نہیں رہتا، مکمل طور پر شیطان کے پنجے میں چلے جاتے ہیں اور اس کے باوجود کہ اپنا کیس مضبوط کرنے کے لئے پتہ بھی ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر بعض غلط باتیں بھی کر رہے ہیں، جھوٹ بھی بول رہے ہیں لیکن شیطان اتنی جرأت دلا دیتا ہے کہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ دیکھو ہمارے ساتھ انصاف نہیں ہو رہا۔ بھول جاتے ہیں کہ ہمارے اوپر خدا بھی ہے............

یہاں میں اب گھر کی مثال لیتا ہوں، ہر شادی شدہ مرد اپنے اہل وعیال کا نگران ہے، اس کا فرض ہے کہ ان کی ضروریات کا خیال رکھے، مرد قوام بنایا گیا ہے، گھر کے اخراجات پورے کرنا، بچوں کی تعلیم کا خیال رکھنا، ان کی تمام تعلیمی ضروریات اور اخراجات پورے کرنا، یہ سب مرد کی ذمہ داری ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جماعت میں بھی بعض مرد ایسے ہیں جو گھر کے اخراجات مہیا کرنے تو ایک طرف، الٹا بیویوں سے اپنے لئے

مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے خرچ پورے کرو، حالانکہ بیوی کی کمائی پر ان کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر بیوی بعض اخراجات پورے کر دیتی ہے تو یہ اس کا مردوں پر احسان ہے۔ تو مردوں کو اس حدیث کے مطابق ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے حصہ پانا ہے، اللہ تعالیٰ کے نور کے حقدار بننا ہے تو انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں نبھانی ہوں گی۔ بچوں کی تربیت کا حق ادا کرنا ہوگا، ان میں دلچسپی لینی ہوگی، ان کو معاشرے کا ایک قابل قدر حصہ بنانا ہوگا۔ اگر نہیں تو پھر ظلم کر رہے ہوگے۔ انصاف والی تو کوئی چیز تمہارے اندر نہیں۔

بعض لوگ یہاں انگلستان، جرمنی اور یورپ کے بعض ملکوں میں بیٹھے ہوتے ہیں، معاشرے میں، دوستوں میں بلکہ جماعت کے عہدیداروں کی نظر میں بھی بظاہر بڑے مخلص اور نیک بنے ہوتے ہیں۔ لیکن بیوی بچوں کو پاکستان میں چھوڑا ہوا ہے اور علم ہی نہیں کہ ان بیچاروں کا کس طرح گزارا ہو رہا ہے، یا بعض لوگوں نے یہاں بھی اپنی فیملیوں کو چھوڑا ہوا ہے۔ کچھ علم نہیں ہے کہ وہ فیملیاں کس طرح گزارا کر رہی ہیں۔ جب پوچھو تو کہہ دیتے ہیں کہ بیوی زبان دراز تھی یا فلاں برائی تھی اور فلاں برائی تھی تو اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ایسے لوگوں کی بات ٹھیک ہے۔ تو پھر انصاف اور عدل کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک وہ تمہاری طرف منسوب ہے اس کی ضروریات پوری کرنا تمہارا کام ہے۔ بچوں کی ضروریات تو ہر صورت میں مرد کا ہی کام ہے کہ پوری کرے۔ بیوی کو سزا دے رہے ہو تو بچوں کو کس چیز کی سزا ہے کہ وہ بھی در در کی ٹھوکریں کھاتے پھریں۔ ایسے مردوں کو خوف خدا کرنا چاہئے۔ احمدی ہونے کے بعد یہ باتیں زیب نہیں دیتیں۔ اور نہ ہی نظام جماعت کے علم میں آنے کے بعد ایسی حرکتیں قابل برداشت ہوسکتی ہیں یہ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ ہمیں بہرحال اس تعلیم پر عمل کرنا ہوگا جو اسلام نے ہمیں دی اور اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے نکھار کر وضاحت سے ہمارے سامنے پیش کی۔

ایک حدیث ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا شخص وہ ہے جو ان میں سے سب سے بہتر اخلاق کا مالک ہے۔ اور تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں سے بہترین سلوک کرنے والے ہیں۔

(ترمذی کتاب الرضاع باب ما جاء فی حق المرأة علی زوجها)

پھر ایک اور روایت میں آتا ہے سلیمان بن عمرو بن احوص اپنے والد عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے ایک لمبی روایت کرتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے فرمایا تھا اس میں کچھ حصہ جو عورتوں سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ "سنو! تمہارا تمہاری بیوی پر ایک حق ہے، اسی طرح تمہاری بیوی کا بھی تم پر ایک حق ہے تمہارا حق تمہاری بیویوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر ان لوگوں کو نہ بٹھائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور نہ وہ ان لوگوں کو تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو، اور تمہاری بیویوں کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان سے ان کے کھانے کے معاملے میں اور ان کے لباس کے معاملے میں احسان کا معاملہ کرو۔"

(ترمذی کتاب الرضاع باب ما جاء فی حق المرأة علی زوجها)

اس روایت میں یہ بیان ہوا ہے کہ گھر کے ماحول کو انصاف اور عدل کے مطابق چلانا ہے تو میاں اور بیوی دونوں کو ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہوگا ان کے حقوق کی حفاظت کرنی ہوگی، عورتوں کو کس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ان کے گھروں میں آنے والیاں عورتوں کی سہیلیاں ہی ہوتی ہیں ایسی نہ ہوں جن کو خاوند گھروں میں آنا پسند نہیں کرتے اور اپنی دوستیاں بھی ان سے ناجائز یا جائز نہ بنائیں، اگر خاوند پسند نہیں کرتا کہ گھروں میں یہ لوگ آئیں تو نہ آئیں۔ ہوسکتا ہے کہ بعض گھروں کے معاملے میں خاوند کو علم ہو اس کی وجہ سے وہ پسند نہ کرتا ہو کہ ایسے لوگ گھروں میں آئیں۔ یہ باتیں ایسی ہی ہیں کہ خاوند کی خوشی

اور رضا مندی کی خاطر عورتوں کو برا ماننا بھی نہیں چاہئے اور جو خاوند کہتے ہیں مان لینا چاہئے۔اس حدیث میں دوسری بات یہ بیان کی گئی ہے کہ خاوندوں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اہل وعیال کا جو حق ہے وہ ادا کریں، گھر کے اخراجات اور ان کے لباس وغیرہ کا خیال رکھیں۔اس کی وضاحت تو میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام (مردوں کے لئے) فرماتے ہیں "دل دکھانا بڑا گناہ ہے اورلڑکیوں کے تعلقات بہت نازک ہوتے ہیں جب والدین ان کو اپنے سے جدا اور دوسرے کے حوالے کرتے ہیں تو خیال کرو کہ کیا امیدیں ان کے دلوں میں ہوتی ہیں اور جن کا اندازہ انسان ﴿عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ کے حکم سے ہی کر سکتا ہے۔"

(البدر جلد 3 صفحہ 26 ر جولائی 1904ء بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 2 صفحہ 216)

پھر اولاد سے بھی بعض لوگ بے انصافی کر جاتے ہیں۔بعض کو بے جالاڈ سے بگاڑ دیتے ہیں اور بعض پر ضرورت سے زیادہ سختی کر کے بگاڑ دیتے ہیں تو پھر ایسے بچے بڑے ہو کر بعض دفعہ اپنے باپوں سے بھی نفرت کرنے لگ جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو دور کرنے کے لئے اور انصاف قائم کرنے کے لئے بڑی باریکی سے خیال رکھتے ہوئے ہمیں تعلیم دی ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیں ان کے ابا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کیا میں نے اس بچے کو ایک غلام تحفہ دیا ہے۔حضورؐ نے فرمایا کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو ایسا تحفہ دیا ہے۔میرے ابا نے عرض کیا نہیں حضور، آپؐ نے فرمایا یہ تحفہ واپس لے لو۔ایک اور روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد سے انصاف اور مساوات کا سلوک کرو۔اس پر میرے والد نے وہ تحفہ واپس لے لیا۔ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا مجھے اس ہبہ کا گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم کا گواہ نہیں بن سکتا۔

(بخاری کتاب الهبة باب الهبة للولد ......)

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن تک کہ جس میں سورج طلوع ہوتا ہے ہر عضو کے لئے صدقہ دینا چاہئے۔اور جو شخص لوگوں میں عدل سے فیصلے کرتا ہے تو یہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

(بخاری کتاب الصلح باب فضل الاصلاح بین الناس والعدل بینهم)

......اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق اس دنیا میں امن، صلح اور عدل کی فضا پیدا کرنے والے ہوں، قائم کرنے والے ہوں اور اس لحاظ سے اپنی نسلوں کی تربیت کرنے والے بھی ہوں کیونکہ آئندہ دنیا کے جو حالات ہونے ہیں اس میں احمدی کا کردار ایک بہت اہم کردار ہوگا جو اس کو ادا کرنا ہوگا۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین"

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 175 تا 190)

11

عورتوں سے حسن سلوک بارے ارشاد

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مورخہ 19/مارچ 2004ء بمقام بستان احمد غانا میں فرمایا۔

"عورتوں سے حسن سلوک کے بارے میں کچھ بیان کرتا ہوں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس ہے کہ

"مرد کو بہ نسبت عورت کے فطرتی قویٰ زبردست دیئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے مرد عورت پر حکومت کرتا چلا آیا ہے اور مرد کی فطرت کو جس قدر باعتبار کمال قوتوں کے انعام عطا کیا گیا ہے عورت کی قوتوں کو عطا نہیں کیا گیا۔ اور قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ اگر مرد اپنی عورت کو مروت اور احسان کی رو سے ایک پہاڑ سونے کا بھی دے تو طلاق کی حالت میں واپس نہ لے، اس سے ظاہر ہے کہ اسلام میں عورتوں کی کس قدر عزت کی گئی ہے۔ ایک طور سے تو مردوں کو عورتوں کا نوکر ٹھہرایا گیا ہے اور بہرحال مردوں کے لئے قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ ﴿عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ یعنی تم اپنی عورتوں سے ایسے حسن سلوک سے معاشرت کرو کہ ہر ایک عقلمند معلوم کر سکے کہ تم اپنی بیوی سے احسان اور مروت سے پیش آتے ہو"۔

(چشمہ معرفت از روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 288)

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 214)

13

اسلام نے عورت کے حقوق وفرائض کی ادائیگی کی بھی اسی طرح تلقین فرمائی ہے جس طرح مردوں کے حقوق وفرائض کی۔

اپنی نسلوں کی اُٹھان ایسے نیک اور پاک ماحول میں کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے ہوں

(خطاب جلسہ سالانہ ہالینڈ لجنہ اماء اللہ مورخہ 3/جون 2004ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"آج میں یہاں خواتین کو چند باتوں کی طرف مختصراً توجہ دلاؤں گا۔ کیونکہ معاشرہ میں اور خاص طور پر اسلامی معاشرہ میں مردوں اور عورتوں دونوں کا اپنا اپنا کردار ہے اس لئے اسلام نے عورت کے حقوق وفرائض کی ادائیگی کی بھی اسی طرح تلقین فرمائی ہے جس طرح مردوں کے حقوق وفرائض کی۔ عورت ہی ہے جس کی گود میں آئندہ نسلیں پروان چڑھتی ہیں اور عورت ہی ہے جو قوموں کے بنانے یا بگاڑنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح کھول کر عورتوں کے حقوق وفرائض کے بارے میں فرمایا ہے اور قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں جس طرح تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے گھروں میں اپنے بچوں کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کے مطابق تربیت دینے کی طرف توجہ دلائی ہے، اگر عورتیں اس ذمہ داری کو سمجھ لیں تو احمدیت کے اندر بھی ہمیشہ حسین معاشرہ قائم ہوتا چلا جائے گا اور پھر اس کا اثر آپ کے گھروں تک ہی محدود نہیں رہے گا، جماعت

کے اندر تک ہی محدود نہیں رہے گا بلکہ اس کا اثر گھروں سے باہر بھی ظاہر ہوگا۔اس کا اثر جماعت کے دائرہ سے نکل کر معاشرہ پر بھی ظاہر ہوگا اور اس کا اثر گلی گلی اور شہر شہر اور ملک ملک ظاہر ہوگا۔اور وہ انقلاب جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اسلام کی جس خوبصورت تعلیم کا علم دے کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے اس تعلیم کو دنیا میں پھیلانے اور اسلام کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے میں اور جلد از جلد تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کرنے میں ہم تبھی کامیاب ہو سکتے ہیں جب احمدی عورت اپنی ذمہ داری کو سمجھے، اپنے مقام کو سمجھ لے اور اپنے فرائض کو سمجھ لے اور اس کے مطابق اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کرے۔

وہ ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اس کے بارے میں مَیں مختصراً کچھ کہوں گا۔پہلی بات تو یہی ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ نئی نسل کی تربیت کی ذمہ داری ماؤں پر ہوتی ہے بلکہ بچے کی پیدائش سے پہلے ہی یہ ذمہ داری شروع ہو جاتی ہے۔کیونکہ جب بچے کی پیدائش کی امید ہو تو مائیں اگر اس وقت سے ہی دعائیں شروع کر دیں اور ایک تڑپ کے ساتھ دعائیں شروع کر دیں تو پھر وہ دعائیں اس بچے کی تمام زندگی تک، جوانی سے لے کر بڑھاپے تک اس کا ساتھ دیتی ہیں۔اور جب ایسی تڑپ کے ساتھ مائیں بچوں کے لئے دعائیں کر رہی ہوں گی ان کی پیدائش سے پہلے ہی قرآنی حکم کے مطابق یہ دعا کر رہی ہوں گی کہ بچہ نیک ہو، صالح ہو اور خدا کے نام کی سربلندی کے لئے کوشاں رہنے والا ہو، اس کا عبادت گزار ہو، اس کے احکامات پر عمل کرنے والا ہو تو وہ مائیں خود ایک احساس ذمہ داری کے ساتھ اپنے عمل کو بھی درست کر رہی ہوں گی۔ان کو علم ہوگا کہ اگر ہم صرف دعائیں کر رہی ہیں اور عمل نہیں کر رہیں تو نہ وہ دعائیں مقبول ہیں، نہ ان دعاؤں کا کوئی اثر بچوں پر ہوتا ہے، نہ اس تربیت کا کوئی اثر بچوں پر ہونا ہے۔ان کو یہ بھی احساس ہوگا کہ ہم نے اپنی نئی نسل کو دنیا کی غلاظتوں سے بچانا ہے۔ہم نے یہ نگرانی رکھنی ہے کہ ہمارے بچے دنیا کی غلاظتوں کی دلدل

میں پھنس نہ جائیں۔ہمیں اپنے قول و فعل کو بھی ہر قسم کے تضاد سے بچانا ہے تا کہ صحیح طور پر تربیت ہو سکے۔ہمیں بھی، بچے کی پیدائش کے بعد اب دعاؤں سے رک نہیں جانا بلکہ مستقلاً اپنے بچوں کی بھلائی اور تربیت کی خاطر اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت کرنی ہے اور اس طرح عبادت کرنی ہے جو عبادت کرنے کا حق ہے۔اپنے اعمال بھی اس طرح ڈھالنے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔جب اس طرح بچوں کی تربیت ہو رہی ہوگی تو وہ کبھی تباہی کی طرف جانے والے نہیں ہوں گے۔وہ نمازوں کی طرف بھی توجہ دینے والے ہوں گے، وہ جماعتی نظام سے بھی وابستہ رہنے والے ہوں گے اور اس کی پابندی کرنے والے ہوں گے۔وہ خلافت سے بھی محبت کرنے والے ہوں گے۔اور پھر اس طرح سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے ہوں گے اور اس کے فضلوں کے وارث ہوں گے۔مجھے امید ہے کہ آپ اس بنیادی نکتہ کو سمجھتے ہوئے کبھی بھی اپنی دعاؤں سے غافل نہیں ہوں گی۔یورپ کا دنیا داری کا ماحول کبھی آپ کو اپنے خدا سے غافل کرنے والا نہیں ہوگا۔ آپ اپنی روایات کی حفاظت کرنے والی ہوں گی۔اور وہ روایات کیا ہیں؟ آپ مشرقی معاشرہ سے ہیں اس کی جو اچھی روایات ہیں وہ اپنائیں اور جو اِس معاشرہ کی اچھی روایات ہیں وہ بھی اپنائیں۔کیونکہ اگر وہ اچھی روایات ہیں اور اسلامی تعلیم کے مطابق ہیں تو مومن کی گمشدہ چیز کی طرح وہ آپ کی چیز ہیں۔لیکن ہر روایت اپنانے والی نہیں ہوتی۔اور اگر اسی طرح اپنی روایات کی حفاظت کرتے ہوئے، آپ اپنی عبادات کی بھی حفاظت کرنے والی ہوں گی، آپ اپنے خاوندوں کے گھروں کی حفاظت کرنے والی ہوں گی، کیونکہ عورت اپنے خاوند کے گھر کی بھی نگران ہے اور یہ نگرانی بچوں کی تربیت سے لے کر گھر کے امور چلانے تک سب پر حاوی ہے۔خاوندوں کی کمائی کا بہترین مصرف کرنے والی ہوں گی۔اُسے جائز ضروریات پر خرچ کرنے والی ہوں گی۔ان کی کمائی کے اندر رہ کر، اپنے وسائل کے اندر رہ کر اپنے اخراجات پورے کرنے والی ہوں گی نہ کہ دوسروں کی دیکھا دیکھی اور ان کی نقل

میں اپنے ہاتھوں کو بھی غیر ضروری دنیاداری کے معاملات کے لئے کھول لیں۔ مردوں سے کبھی غیر ضروری مطالبات کرنے والی نہیں ہوں گی۔ جائز ضروریات کے لئے آپ کا مطالبہ بھی جائز ہوگا اور مردوں کو اس کا پورا کرنا بھی ضروری ہوگا، اور ہونا چاہئے۔ ایسے مطالبے نہ ہوں جو مرد کو قرض لینے پر مجبور کر دیں اور جب ایسی صورت ہوگی اور قرض لینے کے معاملے میں ایک دفعہ یہ جھاکا ہوتا ہے کھل جائے گا تو پھر کھلتا ہی چلا جائے گا۔ اور پھر اس کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ قرض کی دلدل میں اگر ایک دفعہ آدمی پھنس جائے تو پھر پھنستا ہی چلا جاتا ہے۔ اس لئے اپنے گھروں کو سلیقہ سے، سگھڑاپے سے سنواریں۔ اپنے خاوندوں کا بھی خیال رکھیں اور اپنی اولادوں کا بھی خیال رکھیں اور اس طرح اپنے گھروں کو جنت نظیر بنائیں۔ ایک ایسا نمونہ بنائیں کہ نظر آئے کہ یہ ہر طرح سے ایک خوشحال گھرانہ ہے اور سکون ہے اس گھر میں۔

عورت کا یہ مقام ہمیشہ یاد رکھیں جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ اپنی نسلوں کی اٹھان ایسے نیک اور پاک ماحول میں کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے ہوں اور ان کی نیکی کو دیکھتے ہوئے دنیا بھی کہے کہ اس بچے کو اس کی ماں نے واقعی جنتی بنا دیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

" تقویٰ اختیار کرو۔ دنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ" یعنی دنیا میں رہ رہے ہیں، اس کی جو ضروریات ہیں ان کو حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اتنا دل نہ لگاؤ کہ صرف دنیا ہی دنیا تمہارے دلوں میں رہ جائے۔ " قومی فخر مت کرو" بعضوں کو قوم کا خاندان کا فخر ہوتا ہے۔ فرمایا" قومی فخر مت کرو۔ کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو۔" کسی دوسری کا مذاق اس لئے نہ اڑاؤ کہ وہ تمہارے سے علم میں کم ہے یا تمہارے سے پیسہ میں کم ہے، تمہارے سے دولت میں کم ہے۔ یا اس کی اولاد نہیں ہے، یا اس کی اور کوئی

کمزوری دیکھ کر اس پر اس کا ٹھٹھا یا مذاق کیا جائے۔

پھر فرمایا کہ " خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں۔ کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاک دامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ خدا کے فرائض نماز، زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو۔" اب نماز بھی فرض ہے ہر ایک پہ، نماز ادا کرنی چاہئے اور یہی مَیں نے پہلے بھی کہا کہ عملی نمونہ ہوگا تو بچے بھی دیکھ کر اس طرف توجہ دیں گے۔ پھر زکوٰۃ ہے ہر عورت کے پاس زیور ہوتا ہے اس کا جائزہ لے کر شرح کے مطابق زکوٰۃ دینے کی طرف بھی کوشش کرنی چاہئے۔ پھر فرمایا کہ " اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو" ان کی اطاعت کرتی رہو۔" بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے" یعنی خاوندوں کی عزت کا بہت حصہ تمہارے ہاتھ میں بھی ہے۔" سوتم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات، قانتات میں گنی جاؤ"۔

(کشتیٔ نوح از روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 80-81)

یہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے سب سے پہلے تقویٰ کا ذکر فرمایا ہے اس بارے میں آپ مزید فرماتے ہیں کہ " تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں، عُجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بد اخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 81)

یعنی عُجب سے بچنا، خود پسندی سے بچنا، حرام مال سے بچنا اور بد اخلاقی سے بھی بچنا یہ سب تقویٰ ہیں۔ اور بعض عورتوں میں عُجب بہت زیادہ ہوتا ہے۔ عُجب کا مطلب ہے کہ غرور اور تکبر۔ اگر چند پیسے دوسرے سے زیادہ ہاتھ میں آ گئے تو اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگ گئیں۔ اگر کسی بہتر خاندان کی ہیں تو اسی پر تکبر ہے۔ اگر علم کچھ زیادہ ہے تو اسی پر گھمنڈ ہے۔ غرض کے ہر معاملہ میں صرف اپنے پر ہی نظر رکھتی ہیں، کسی کو کچھ سمجھنا ہی نہیں۔ ہر وقت اپنے آپ کو ایسے ٹولے یا گروہ میں گھیرے رکھنا جو یا تو اس کے خوشامدیوں کا گروہ ہو، ہر

وقت ان کی تعریف کرنے والا ہو یا ان کی ہاں میں ہاں ملانے والا ہو، یا پھر ایسی قماش کے، ایسی طبیعت کے لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا ہو جو ایسی طبیعت رکھتے ہوں جن میں عُجب ہو اور خود پسندی ہو۔ جیسی ان کی اپنی طبیعت ہے ایسی ان عورتوں کی بھی ہو۔ دوسرے کا ہنسی ٹھٹھا اڑانے والی ہو۔ تو ایسے لوگ، ایسی عورتیں پھر عہدہ داران کو بھی ایسی ہی نظر سے دیکھنے لگتی ہیں۔ ان کو بھی اسی طرح دیکھنے والی ہوتی ہیں۔ ان کے دل میں ان عہدیداران کی بھی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ نہ وہ لجنہ کی کسی عہدہ دار کو کچھ سمجھ رہی ہوتی ہیں، نہ لجنہ کی صدر کو، نہ امیر کو اور پھر نظام جماعت کی بھی ان کے دل میں کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ پھر آہستہ آہستہ خلافت کے ادب واحترام سے بھی پیچھے ہٹ جاتی ہیں اور جماعت سے بھی پیچھے ہٹ جاتی ہیں۔

تو فرمایا کہ عُجب جو ہے جب یہ تم میں پیدا ہوگا تو خود پسندی پیدا ہوگی اور ہر وقت یہی دل چاہے گا کہ لوگ میری ہاں میں ہاں ملائیں، مجھے ہی دوسروں سے بہتر سمجھیں۔ ایک مقولہ ہے فارسی کا "خود پسندی دلیلِ نادانی است" کہ اپنی تعریف کرنے والا اور کرانے والا بیوقوف ہی ہے۔ یعنی ہر وقت جس کو اپنی تعریف کی فکر رہے اور ہر وقت اپنی تعریف ہی کرتا رہے اس کی بے وقوفی کے لئے یہی دلیل کافی ہے۔ اس لئے اپنی اور اپنی نسلوں کی روحانی بقا اگر چاہتی ہیں، روحانی زندگی اگر چاہتی ہیں اور یہ چاہتی ہیں کہ آپ کو خدا کا پیار حاصل ہو تو ان دنیاداری کی باتوں کو چھوڑ دیں اور حقیقی تقویٰ کی راہوں پر چلیں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دلوں میں پیدا کریں، لوگوں سے محبت اپنے دلوں میں پیدا کریں۔ خودغرضی اور تکبر سے بچیں۔ نہ خاندانی وجاہت، نہ مال، نہ دولت آپ کو اس بیماری میں مبتلا کرے۔ اگر نہیں بچیں گی تو یہی حرکات جو ہیں بداخلاقیوں کے گڑھوں میں دھکیلتی چلی جائیں گی، بدیوں کے گڑھوں میں دھکیلتی چلی جائیں گیں۔ اور تقویٰ کا پھر آپ سے دُور کا بھی واسطہ نہیں رہے گا۔ پھر آپ کا بیعت کرنے کا مقصد ہی ختم ہو جائے گا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہونے کا دعویٰ ہی جھوٹا ہو جائے گا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں پھر ایسا

شخص مجھ سے کاٹا جائے گا، مجھ سے علیحدہ ہو جائے گا۔ پس دعائیں کرتے ہوئے جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والی بنیں، اس کی پناہ میں آنے والی بنیں، اپنی نسلوں کی تربیت کرنے والی بنیں، اپنے خاوندوں کے حقوق ادا کرنے والی بنیں وہاں اپنی دوسری احمدی بہنوں کو بھی بہنیں سمجھیں۔ ان کی بھی عزت واحترام کریں، ان کو کبھی تحقیر کی نظر سے نہ دیکھیں۔ اپنے دلوں کو جوڑیں۔ کبھی ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے کی کوشش نہ کریں۔ بعض دفعہ بعضوں کو عادت ہوتی ہے کہ کسی طرح کسی کی برائی کو اچھالا جائے۔ کبھی کسی کی برائی کو اچھالنا نہیں چاہئے بلکہ پردہ پوشی کرنی چاہئے۔ اور ہمیشہ تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا خوف، اس کی خشیت دلوں میں پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 22رجولائی 2005ء)

13

میاں بیوی کو ایک دوسرے میں خوبیاں تلاش کرنی چاہئیں

بحیثیت گھر کے سربراہ مرد اپنے گھر کے ماحول پر نظر رکھے اور اپنی بیوی ور اپنے بچوں کے حقوق ادا کرے

(2/جولائی 2004ء بمقام انٹرنیشنل سنٹر، مسی ساگا (کینیڈا)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

﴿ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ (الفرقان: 75)

اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو اپنے جیون ساتھیوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کے قویٰ کو جسمانی لحاظ سے مضبوط بنایا ہے اس لئے اس کی ذمہ داریاں اور فرائض بھی عورت سے زیادہ ہیں۔ اس سے ادائیگی حقوق کی زیادہ توقع کی جاتی ہے۔ عبادات میں بھی اس کو عورت کی نسبت زیادہ مواقع مہیا کئے گئے ہیں۔ اور اس لئے اس کو گھر کے سربراہ کی حیثیت بھی حاصل ہے اور اسی وجہ سے اس پر بحیثیت خاوند بھی بعض اہم ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ اور اسی وجہ سے بحیثیت باپ اس پر ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ اور بہت ساری ذمہ داریاں ہیں، چند ایک کا میں یہاں ذکر کروں گا۔ اور ان ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے حکم دیا کہ تم نیکیوں پر قائم ہو، تقویٰ پر قائم ہو، اور اپنے

گھر والوں کو، اپنی بیویوں کو، اپنی اولاد کو تقویٰ پر قائم رکھنے کے لئے نمونہ بنو۔ اور اس کے لئے اپنے رب سے مدد مانگو، اس کے آگے روؤ، گڑ گڑاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اے اللہ! ان راستوں پر ہمیشہ چلاتا رہ جو تیری رضا کے راستے ہیں، کبھی ایسا وقت نہ آئے کہ ہم بحیثیت گھر کے سربراہ کے، ایک خاوند کے اور ایک باپ کے، اپنے حقوق ادا نہ کر سکیں اور اس وجہ سے تیری ناراضگی کا موجب بنیں۔ تو جب انسان سچے دل سے یہ دعا مانگے اور اپنے عمل سے بھی اس معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ نہ ایسے گھروں کو برباد کرتا ہے، نہ ایسے خاوندوں کی بیویاں ان کے لئے دکھ کا باعث بنتی ہیں اور نہ ان کی اولاد ان کی بدنامی کا موجب بنتی ہے۔ اور اس طرح گھر جنت کا نظارہ پیش کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے ہمیں یہ معیار حاصل کرنے کے لئے کیا نمونے دیئے ہیں اور کیا نصائح فرمائی ہیں۔ اس کی کچھ مثالیں میں اس وقت یہاں پیش کروں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ امام نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ اور مرد اپنے اہل پر نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے آنحضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مرد اپنے والد کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اور فرمایا تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(بخاری کتاب الجمعۃ باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن)

تو اس روایت میں مختلف طبقوں کے بارے میں ذکر ہے کہ وہ اپنے اپنے ماحول میں نگران ہیں لیکن اس وقت میں کیونکہ مردوں کے بارے میں ذکر کر رہا ہوں اس لئے اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ عموماً اب یہ رواج ہو گیا ہے کہ مرد کہتے ہیں کیونکہ ہم پر باہر کی ذمہ داریاں ہیں، ہم کیونکہ اپنے کاروبار میں اپنی ملازمتوں میں مصروف ہیں اس لئے گھر کی طرف توجہ نہیں دے سکتے اور بچوں کی نگرانی کی ساری ذمہ داری عورت کا کام ہے۔ تو یاد رکھیں کہ بحیثیت گھر کے سربراہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر کے ماحول پر بھی نظر رکھے، اپنی بیوی کے بھی حقوق ادا کرے اور اپنے بچوں کے بھی حقوق ادا کرے، انہیں بھی وقت دے ان کے ساتھ بھی کچھ وقت صرف کرے چاہے ہفتہ کے دو دن ہی ہوں، ویک اینڈز پر جو ہوتے ہیں۔ انہیں مسجد سے جوڑے، انہیں جماعتی پروگراموں میں لائے، ان کے ساتھ تفریحی پروگرام بنائے، ان کی دلچسپیوں میں حصہ لے تاکہ وہ اپنے مسائل ایک دوست کی طرح آپ کے ساتھ بانٹ سکیں۔ بیوی سے اس کے مسائل اور بچوں کے مسائل کے بارے میں پوچھیں، ان کے حل کرنے کی کوشش کریں۔ پھر ایک سربراہ کی حیثیت آپ کو مل سکتی ہے۔ کیونکہ کسی بھی جگہ کے سربراہ کو اگر اپنے دائرہ اختیار میں اپنے رہنے والوں کے مسائل کا علم نہیں تو وہ تو کامیاب سربراہ نہیں کہلا سکتا۔ اس لئے بہترین نگران وہی ہے جو اپنے ماحول کے مسائل کو بھی جانتا ہو۔ یہ قابل فکر بات ہے کہ آہستہ آہستہ ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو اپنی ذمہ داریوں سے اپنی نگرانی کے دائرے سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں یا آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اور اپنی دنیا میں مست رہ کر زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو مومن کو، ایک احمدی کو ان باتوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہونا چاہئے۔ مومن کے لئے تو یہ حکم ہے کہ دنیاداری کی باتیں تو الگ رہیں، دین کی خاطر بھی اگر تمہاری مصروفیات ایسی ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے تم نے مستقلاً اپنا یہ معمول بنا لیا ہے، یہ روٹین بنا لی ہے کہ اپنے گرد وپیش کی خبر ہی نہیں رکھتے، اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا

نہیں کرتے، اپنے ملنے والوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، اپنے معاشرے کی ذمہ داریاں نہیں نبھاتے تو یہ بھی غلط ہے۔ اس طرح تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ معیار حاصل کرنے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرو اور بندوں کے حقوق بھی ادا کرو۔

جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے، عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے عبداللہ! جو مجھے بتایا گیا ہے کیا یہ درست ہے کہ تم دن بھر روزے رکھے رہتے ہو اور رات بھر قیام کرتے ہو یعنی نمازیں پڑھتے رہتے ہو، اس پر میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ۔ تو پھر آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو، کبھی روزہ رکھو کبھی چھوڑ دو، رات کو قیام کرو اور سو بھی جایا کرو۔ کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری زیارت کو آنے والے کا بھی تم پر حق ہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب حق الجسم فی الصوم)

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھر کے سربراہ کی حیثیت سے گھر والوں کے حقوق کس طرح ادا کیا کرتے تھے اس بارے میں حضرت اسودؓ کی روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر کیا کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا وہ اپنے اہل خانہ کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان من کان فی حاجۃ اھلہ)

تو آپؐ سے زیادہ مصروف اور آپؐ سے زیادہ عبادت گزار کون ہو سکتا ہے۔ لیکن دیکھیں آپؐ کا اسوہ کیا ہے کتنی زیادہ گھریلو معاملات میں دلچسپی ہے کہ گھر کے کام کاج بھی کر رہے ہیں اور دوسری مصروفیات میں بھی حصہ لے رہے ہیں۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ "تم

میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک میں بہتر ہے اور (فرمایا کہ) میں تم سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں"۔

(ترمذی کتاب المناقب باب فضل ازواج النبی ﷺ)

ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اس خوبصورت نمونہ پر، اس اسوہ پر عمل کرتے ہیں؟ بعض ایسی شکایات بھی آتی ہیں کہ ایک شخص گھر میں کرسی پہ بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہے، پیاس لگی تو بیوی کو آواز دی کہ فریج میں سے پانی یا جوس نکال کر مجھے پلا دو۔ حالانکہ قریب ہی فریج پڑا ہوا ہے خود نکال کر پی سکتے ہیں۔ اور اگر بیوی بیچاری اپنے کام کی وجہ سے یا مصروفیت کی وجہ سے یا کسی وجہ سے لیٹ ہوگئی تو پھر اس پر گرجنا، برسنا شروع کر دیا۔ تو ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور دوسری طرف عمل کیا ہے، ادنیٰ سے اخلاق کا بھی مظاہرہ نہیں کرتے۔ اور کئی ایسی مثالیں آتی ہیں جو پوچھو تو جواب ہوتا ہے کہ ہمیں تو قرآن میں اجازت ہے عورت کو سرزنش کرنے کی۔ تو واضح ہو کہ قرآن میں اس طرح کی کوئی ایسی اجازت نہیں ہے۔ اس طرح آپ اپنی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے قرآن کو بدنام نہ کریں۔

گھریلو زندگی کے بارے میں حضرت عائشہؓ صدیقہ کی گواہی یہ ہے کہ نبی کریمؐ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے اور سب سے زیادہ کریم، عام آدمیوں کی طرح بلا تکلف گھر میں رہنے والے، آپ نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی، ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ نیز آپؓ فرماتی ہیں کہ اپنی ساری زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھایا نہ کبھی خادم کو مارا۔ خادم کو بھی کبھی کچھ نہیں کہا۔

(شمائل ترمذی باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

آج کل دیکھیں ذرا ذرا سی بات پر عورت پر ہاتھ اٹھا لیا جاتا ہے حالانکہ جہاں عورت کو سزا کی اجازت ہے وہاں بہت سی شرائط ہیں اپنی مرضی کی اجازت نہیں ہے۔ چند

شرائط ہیں ان کے ساتھ یہ اجازت ہے۔ اور شاید ہی کوئی احمدی عورت اس حد تک ہو کہ جہاں اس سزا کی ضرورت پڑے۔ اس لئے بہانے تلاش کرنے کی بجائے مرد اپنی ذمہ داریاں سمجھیں اور عورتوں کے حقوق ادا کریں جیسے کہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾ (النساء: 35) یعنی مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال ان پر خرچ کرتے ہیں۔ (جو نکھٹو گھر بیٹھے رہتے ہیں وہ تو ویسے ہی نگران نہیں بنتے) پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ نے تاکید کی ہے۔ اور وہ عورتیں جن سے تمہیں باغیانہ رویے کا خوف ہو تو ان کو پہلے تو نصیحت کرو (اس میں بے حیائی نہیں ہے ایسی باتیں جو ہمسائیوں میں کسی بدنامی کا موجب بن رہی ہوں، بعض ایسی حرکتیں ہوتی ہیں) تو پہلے ان کو نصیحت کرو، پھر ان کو بستروں میں الگ چھوڑ دو اور پھر اگر ضرورت ہو تو ان کو بدنی سزا بھی دو اور پھر فرمایا پس اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو پھر ان کے خلاف کوئی حجت یا بہانے تلاش نہ کرو۔ یقیناً اللہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے، تو فرمایا کہ اس انتہائی باغیانہ رویے سے عورت اپنی اصلاح کر لے تو پھر بلا وجہ اسے سزا دینے کے بہانے تلاش نہ کرو یاد رکھو کہ اگر تم تقویٰ سے خالی ہو کر ایسی حرکتیں کرو گے اور اپنے آپ کو سب کچھ سمجھ رہے ہو گے اور عورت کی تمہارے نزدیک کوئی حیثیت ہی نہیں ہے تو یاد رکھو کہ پھر اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے جو تمہاری ان حرکتوں کی وجہ سے تمہاری پکڑ بھی کر سکتی ہے۔ اس لئے جو درجے سزا کے مقرر کئے گئے ہیں ان کے مطابق عمل کرو اور جب اصلاح کا کوئی پہلو نہ

دیکھو، اگر ایسی عورت کا بدستور وہی رویہ ہے تو پھر سزا کا حکم ہے۔ یہ نہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر اٹھے اور ہاتھ اٹھا لیا یا سوٹی اٹھا لی۔ اور اتنے ظالم بھی نہ بنو کہ بہانے تلاش کر کے ایک شریف عورت کو اس باغیانہ روش کے زمرے میں لے آؤ اور پھر اسے سزا دینے لگو۔ ایسے مرد یاد رکھیں کہ خدا کا قائم کردہ نظام بھی یعنی نظام جماعت بھی اگر نظام کے علم میں یہ بات آ جائے تو ایسے لوگوں کو ضرور سزا دیتا ہے۔ خدا کے لئے قرآن کو بدنام نہ کریں اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ** تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو"۔ جو باہر بظاہر نیک نظر آتے ہیں ان میں بھی کئی خامیاں ہوتی ہیں، جو بیویوں کے ساتھ یا گھر والوں کے ساتھ نیک سلوک نہیں کر رہے اس لئے معاشرے کو بھی ایسے لوگوں پر غور کرنا چاہئے۔ ظاہری چیز پہ نہ جائیں۔ فرمایا کہ "جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔ ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک غصے سے بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی بات پر ناراض ہو کر اس کو مارتا ہے اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مر گئی ہے۔ اس لئے ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ ﴿**عَاشِرُوْ ھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ**﴾ ہاں اگر وہ بے جا کام کرے تو تنبیہ ضروری چیز ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 304-404 از الحکم 24 دسمبر 1900ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کو ایک دوسرے میں خوبیاں تلاش کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کو دوسرے میں عیب نظر آتا ہے یا اس کی کوئی

اور ادا ناپسند ہے تو کئی باتیں اس کی پسند بھی ہوں گی جو اچھی بھی لگیں گی۔ تو وہ پسندیدہ باتیں جو ہیں ان کو مدنظر رکھ کر ایثار کا پہلو اختیار کرتے ہوئے موافقت کی فضا پیدا کرنی چاہئے۔ آپس میں صلح وصفائی کی فضا پیدا کرنی چاہئے تو یہ میاں بیوی دونوں کو نصیحت ہے کہ اگر دونوں ہی اگر اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھیں تو چھوٹی چھوٹی جو ہر وقت گھروں میں لڑائیاں، چخ چخ ہوتی رہتی ہیں وہ نہ ہوں اور بچے بھی برباد نہ ہوں۔ ذرا ذرا سی بات پر معاملات بعض دفعہ اس قدر تکلیف دہ صورت اختیار کر جاتے ہیں کہ انسان سوچ کر پریشان ہو جاتا ہے کہ ایسے لوگ بھی اس دنیا میں موجود ہیں کہ جو کہنے کو تو انسان ہیں مگر جانوروں سے بھی بدتر۔

(مسلم کتاب الرضاع باب الوصیة بالنسآء)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تقریباً پندرہ سال کا طویل عرصہ گزارنے کے بعد حضرت خدیجہؓ نے پہلی وحی کے موقع پہ جو گواہی دی، جب وحی ہوئی اور آنحضرت ﷺ بہت پریشان تھے کہ کیا ہو گیا تو حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا کہ بخدا اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے اور رشتہ داروں سے حسن سلوک فرماتے ہیں اور غریبوں ناداروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور معدوم ہو جانے والی نیکیوں کو زندہ کرنے والے ہیں" یعنی جو نیکیاں ختم ہو گئی ہیں ان کو دوبارہ زندہ کرنے والے ہیں" اور سچ بولنے کے نتیجہ میں پیش آنے والی مشکلات کے باوجود حق کے ہی معین و مددگار ہیں"۔ یعنی سچی بات ہی کہتے ہیں" اور مہمان نواز بھی ہیں"۔

(بخاری بدء الوحی کیف کان بدء الوحی)

تو ایک انسان میں جو خصوصیات ہونی چاہئیں خاص طور پر ایک مرد میں جن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے جس سے پاک معاشرہ وجود میں آ سکتا ہے وہ یہی ہے جن کا ذکر حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کے خلق کے ضمن میں فرمایا کہ صلہ رحمی اور حسن سلوک، رشتہ داروں

کا خیال، ان کی ضروریات کا خیال، ان کی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش۔ اب صلہ رحمی بھی بڑا وسیع لفظ ہے اس میں بیوی کے رشتہ داروں کے بھی وہی حقوق ہیں جو مرد کے اپنے رشتے داروں کے ہیں۔ ان سے بھی صلہ رحمی اتنی ہی ضروری ہے جتنی اپنوں سے۔ اگر یہ عادت پیدا ہو جائے اور دونوں طرف سے صلہ رحمی کے یہ نمونے قائم ہو جائیں تو پھر کیا کبھی اس گھر میں تُو تکار ہو سکتی ہے؟ کوئی لڑائی جھگڑا ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ کیونکہ اکثر جھگڑے ہی اس بات سے ہوتے ہیں کہ ذرا سی بات ہوئی یا ماں باپ کی طرف سے کوئی رنجش پیدا ہوئی یا کسی کی ماں نے یا کسی کے باپ نے کوئی بات کہہ دی، اگر مذاق میں ہی کہہ دی اور کسی کو بری لگی تو فوراً ناراض ہو گیا کہ میں تمہاری ماں سے بات نہیں کروں گا، میں تمہارے باپ سے بات نہیں کروں گا۔ میں تمہارے بھائی سے بات نہیں کروں گا پھر الزام تراشیاں کہ وہ یہ ہیں اور وہ ہیں تو یہ زود رنجیاں چھوٹی چھوٹی باتوں پر، یہی پھر بڑے جھگڑوں کی بنیاد بنتی ہیں۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر اپنی بیویوں کے رشتہ داروں سے اور ان کی سہیلیوں سے حسن سلوک فرمایا کرتے تھے۔ بے شمار مثالوں میں سے ایک یہاں دیتا ہوں۔

راوی نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہ کی آواز کان میں پڑتے ہی کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے اور خوش ہو کر فرماتے یہ تو خدیجہ کی بہن حالہ آئی ہے۔ اور آپ کا یہ دستور تھا کہ گھر میں کبھی کوئی جانور ذبح ہوتا تو اس کا گوشت حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں میں بھجوانے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل خدیجہ)

لیکن یہاں تھوڑی سی وضاحت بھی کر دوں اس کی تشریح میں۔ بعض باتیں سامنے آتی ہیں جن کی وجہ سے وضاحت کرنی پڑ رہی ہے۔ کیونکہ معاشرے میں عورتیں اور مرد زیادہ مکس اپ (Mixup) ہونے لگ گئے ہیں۔ اس سے کوئی یہ مطلب نہ لے لے کہ عورتوں کی مجلسوں میں بھی بیٹھنے کی اجازت مل گئی ہے اور بیویوں کی سہیلیوں کے ساتھ بیٹھنے

کی بھی کھلی چھٹی مل گئی ہے۔ خیال رکھنا بالکل اور چیز ہے اور بیوی کی سہیلیوں کے ساتھ دوستانہ کر لینا بالکل اور چیز ہے۔ اس سے بہت سی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ کئی واقعات ایسے ہوتے ہیں کہ پھر بیوی تو ایک طرف رہ جاتی ہے اور سہیلی جو ہے وہ بیوی کا مقام حاصل کر لیتی ہے۔ مرد تو پھر اپنی دنیا بسا لیتا ہے لیکن وہ پہلی بیوی بیچاری روتی رہتی ہے۔ اور یہ حرکت سراسر ظلم ہے اور اس قسم کی اجازت اسلام نے قطعاً نہیں دی۔ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں شادی کرنے کی اجازت ہے یہاں ان معاشروں میں خاص طور پر احتیاط کرنی چاہئے۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں، اُس بیوی کا بھی خیال رکھیں جس نے ایک لمبا عرصہ تنگی ترشی میں آپ کے ساتھ گزارا ہے۔ آج یہاں پہنچ کر اگر حالات ٹھیک ہو گئے ہیں تو اس کو دھتکار دیں، یہ کسی طرح بھی انصاف نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آپؐ کو کہا کہ اے اللہ کے رسول! خدا نے آپؐ کو اس قدر اچھی اچھی بیویاں عطا فرمائی ہیں۔ اب اس بڑھیا (یعنی حضرت خدیجہؓ) کا ذکر جانے بھی دیں۔ تو آپؐ فرماتے تھے کہ نہیں، نہیں۔ خدیجہ اس وقت میری ساتھی بنی جب میں تنہا تھا۔ وہ اس وقت میری سپر بنی جب میں بے یارو مددگار تھا۔ وہ اپنے مال کے ساتھ مجھ پر فدا ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سے مجھے اولاد بھی عطا کی۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 118 مطبوعہ بیروت)

تو یہ ہے اسوۂ حسنہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور ایسے معاملات سن کر بڑی تکلیف ہوتی ہے، طبیعت بعض دفعہ بے چین ہو جاتی ہے کہ ہم میں سے بعض کس طرف چل پڑے ہیں۔ بیوی کی ساری قربانیاں بھول جاتے ہیں حتیٰ کہ بعض تو اس حد تک کمینگی پر اُتر آتے ہیں کہ بیوی سے رقم لے کر اس پر دباؤ ڈال کر اس کے ماں باپ سے رقم وصول کر کے کاروبار کرتے ہیں یا زبردستی بیوی کے پیسوں سے

خریدے ہوئے مکان میں اپنا حصہ ڈال لیتے ہیں اور پھر اس کو مستقل دھمکیاں ہوتی ہیں۔ اور بعض دفعہ تو حیرت ہوتی ہے کہ اچھے بھلے شریف خاندانوں کے لڑکے بھی ایسی حرکتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ کچھ خوف خدا کریں اور اپنی اصلاح کریں۔ ورنہ یہ واضح ہو کہ نظام جماعت، اگر نظام کے پاس معاملہ آ جائے تو، کبھی ایسے بیہودہ لوگوں کا ساتھ نہیں دیتا، نہ دے گا۔ اور پھر یہی نہیں کہ لڑکے خود کرتے ہیں بلکہ ایسے لڑکوں کے ماں باپ بھی ان پر دباؤ ڈال کے ایسی حرکتیں کرواتے ہیں۔ وہ بھی یاد رکھیں کہ ان کی بھی بیٹیاں ہیں اور ان سے بھی یہی سلوک ہو سکتا ہے۔ اور اگر بیٹیاں نہیں ہیں جن کی تکلیف کا احساس ہو، بعضوں کے بیٹے ہوتے ہیں اس لئے ان کو بیٹیوں کی تکلیف کا پتہ ہی نہیں لگتا۔ تو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کو تو جان دینی ہے، اس کے حضور تو حاضر ہونا ہے۔

حضرت عائشہؓ ایک روایت کرتی ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دیر سے گھر لوٹتے تو کسی کو زحمت دیئے یا جگائے بغیر خود ہی کھانا لے کر تناول فرما لیتے یا دودھ ہوتا تو خود ہی لے کر نوش فرما لیتے۔

(مسلم کتاب الاشربہ باب اکرام الضیف)

یہ اُسوہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لیکن بعض مثالیں ایسی سامنے آتی ہیں، عموماً اب یہ ہوتا ہے کہ مرد لیٹ کام سے واپس آتے ہیں اور یہ روز کا معمول ہے اور اگر بیوی کسی دن طبیعت کی خرابی کی وجہ سے پہلے کھانا کھا لے تو ایک قیامت برپا ہو جاتی ہے موڈ بگڑ جاتے ہیں کہ تم نے میرا انتظار کیوں نہیں کیا۔ ہمارے معاشرے میں پاکستانی، ہندوستانی اس مشرقی معاشرے میں یہ بات زیادہ پیدا ہوتی جا رہی ہے، پہلے بھی تھی لیکن پڑھے لکھے ہونے کے ساتھ ساتھ ختم ہونی چاہئے تھی، اس کی بھی اصلاح کرنی چاہئے۔ اور زیادہ سے میرا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک دو فیصد بھی ہمارے اندر ہے تب بھی قابل فکر ہے، بڑھ سکتی ہے۔ پھر اس وجہ سے خاوند تو جو ناراض ہوتا ہے بیوی سے تو ہوتا ہے، ساس سسر بھی

ناراض ہو جاتے ہیں اپنی بہو سے۔ کہ تم نے کیوں انتظار نہیں کیا۔

پھر ایک روایت ہے۔ آنحضرتؐ کی ایک بیوی حضرت صفیہؓ تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے شدید معاند اور یہودی قبیلہ بنو نضیر کے سردار حیئی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ جنگ خیبر سے واپسی پر آنحضرتؐ نے اونٹ پر حضرت صفیہؓ کے لئے خود جگہ بنائی۔ آپؐ نے جو عبا زیب تن کر رکھا تھا اسے اتار کر اور تہہ کر کے حضرت صفیہ کے بیٹھنے کی جگہ پر بچھا دیا پھر ان کو سوار کرتے ہوئے آپ نے اپنا گھٹنا ان کے آگے جھکا دیا۔ اور فرمایا کہ اس پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر)

تو دیکھیں کس طرح آپ نے بیوی کا خیال رکھا۔ یہ نمونے آپؐ نے ہمیں عمل کرنے کے لئے دیئے ہیں۔ آج کل بعض لوگ صرف اس خیال سے بیویوں کا خیال نہیں رکھتے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ بیوی کا غلام ہو گیا ہے۔ بلکہ حیرت ہوتی ہے بعض لڑکوں کے، مردوں کے بڑے بزرگ رشتہ دار بھی بچوں کو کہہ دیتے ہیں کہ بیوی کے غلام نہ بنو۔ بجائے اس کے کہ آپس میں ان کی محبت اور سلوک میں اضافہ کرنے کا باعث بنیں۔ اپنے لئے کچھ اور پسند کر رہے ہوتے ہیں، دوسروں کے لئے کچھ اور پسند کر رہے ہوتے ہیں۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نمونہ گھریلو زندگی میں ہے ہر لحاظ سے مثالی اور بہترین تھا آپ اپنے اہل خانہ کے نان ونفقہ کا بطور خاص اہتمام فرماتے تھے۔ یعنی جو ان کے اخراجات ہیں ان کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنی وفات کے وقت بھی ازواج مطہرات کے نان نفقہ کے بارے میں تاکیدی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا خرچہ ان کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا جائے۔

(بخاری کتاب الوصایا باب نفقۃ القیم للوقف)

اس بات سے وہ مرد جو عورتوں کے مال پر نظر رکھے رہتے ہیں انہیں یاد رکھنا

چاہئے کہ یہ ذمہ داری ان کی ہے اور عورت کی رقم پر ان کا کوئی حق نہیں۔ اپنے بیوی بچوں کے خرچ پورے کرنے کے وہ مرد خود ذمہ دار ہیں۔ اس لئے جو بھی حالات ہوں چاہے مزدوری کر کے اپنے گھر کے خرچ پورے کرنے پڑیں ان کا فرض ہے کہ وہ گھر کے خرچ پورے کریں۔ اور اس محنت کے ساتھ اگر دعا بھی کریں تو پھر اللہ تعالیٰ برکت بھی ڈالتا ہے اور کشائش بھی پیدا فرماتا ہے۔

ایک روایت ہے حضرت سلمانؓ بن احوص روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضورؐ کے ہمراہ موجود تھے۔ اس موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد وثناء کے بعد وعظ ونصیحت فرمائی اور پھر فرمایا کہ عورتوں کے بارے میں ہمیشہ بھلائی کے لئے کوشاں رہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ قیدیوں کی طرح بندھی ہوئی ہیں۔ تم ان پر کوئی حق ملکیت نہیں رکھتے سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوں (یعنی تمہارا حق ملکیت نہیں کہ جب چاہو مارنا شروع کر دو جب چاہو جو مرضی سلوک کرلو۔ سوائے اس کے کہ وہ بے حیائی کی مرتکب ہوں)۔ اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے کپڑوں اور کھانے کا بہترین خیال رکھو۔

(ترمذی کتاب الرضاع باب ما جاء فی حق المرأة فی حق المرأة)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں آپؐ کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تمہیں معلوم ہو کہ آپ ایسے خلیق تھے۔ باوجودیکہ آپ بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپ کو کھڑا کرتی تھی تو آپؐ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ وہ اجازت نہ دے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 287 از الحکم 10 اپریل 1903ء)

پھر ایک روایت ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے بھلائی سے پیش آیا کرو۔ عورت یقیناً پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ پسلی کے اوپر کے حصے میں زیادہ کجی ہوتی ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے۔ اور تم اسے چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس تم اس سے بھلائی ہی سے پیش آیا کرو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ عورت پسلی کی طرح ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو توڑ دو گے اور اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہو تو تم اس کی کجی کے باوجود اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب خلق آدم و ذریة)

اب پسلی کا زاویہ یا گولائی جو بھی ہے وہی اس کی مضبوطی ہے۔ اور انتہائی نازک حصہ بھی کسی جاندار کا اس کے حصار میں ہے یعنی دل اور بعض دوسری چیزیں بھی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی اس تخلیق سے انسان نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس لئے دیکھ لیں عمارتوں اور پُلوں میں جہاں زیادہ مضبوطی دینی ہو اسی طرح گولائی دی جاتی ہے۔ تو فرمایا کہ عورت کا جو مضبوط کردار ہے اس سے اگر فائدہ اٹھانا ہے تو اس کو زیادہ اپنے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کرو ورنہ فائدہ تو کیا وہ تمہارے کسی کام کی بھی نہیں رہے گی لیکن یہ بھی ثابت شدہ ہے کہ عورت میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کا مادہ بہت زیادہ رکھا ہے اگر خود نمونہ بن کر اس سے نیکی سے پیش آؤ گے تو وہ خود اپنے آپ کو تمہاری خواہشات پر قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے گی اس لئے اس سے زیادہ فائدہ سختی سے نہیں بلکہ پیار ومحبت سے ہی اٹھایا جا سکتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ " یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو خُذُوْا الرِّفْقَ، خُذُوْا الرِّفْقَ،

فَاِنَّ الرِّفْقَ رَأْسُ الْخَیْرَاتِ کہ نرمی کرو نرمی کرو کہ تمام نیکیوں کا سر نرمی ہے............

(فرمایا کہ) حتی المقدور پہلا فرض مومن کا ہر ایک کے ساتھ نرمی حسن اخلاق ہے اور بعض اوقات تلخ الفاظ کا استعمال بطور تلخ دوا کے جائز ہے۔"

(اربعین نمبر3 از روحانی خزائن جلد17 صفحہ 428، 429 حاشیہ)

اس الہام پر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاشیہ رقم فرمایا ہے اس میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں کہ "اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ ان کی کنیزیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدے میں دغاباز نہ ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور حدیث میں ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهٖ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لئے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو۔ کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو گندے برتن کی طرح مت توڑو۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ از روحانی خزائن جلد17 صفحہ 75 حاشیہ وتذکرہ صفحہ 396، 397)

پھر فرمایا "اسی طرح عورتوں اور بچوں کے ساتھ تعلقات اور معاشرت میں لوگوں نے غلطیاں کھائی ہیں اور جادۂ مستقیم سے بہک گئے ہیں" سیدھے رستے سے ہٹ گئے ہیں۔ "قرآن شریف میں لکھا ہے کہ ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ مگر اب اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔ (فرمایا کہ) دو قسم کے لوگ اس کے متعلق بھی پائے جاتے ہیں ایک گروہ تو ایسا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو بالکل خلیع الرسن کر دیا ہے"۔ (یعنی بے حیائی کرنے کی کھلی چھٹی دے دی ہے) "دین کا ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا اور وہ کھلے طور پر اسلام کے

خلاف کرتی اور کوئی ان سے نہیں پوچھتا۔ بعض ایسے ہیں انہوں نے خلیع الرسن تو نہیں کیا مگر اس کے بالمقابل ایسی سختی اور پابندی کی ہے کہ ان میں اور حیوانوں میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔ اور کنیزوں اور بہائم (یعنی جانوروں) سے بھی بدتر ان سے سلوک ہوتا ہے۔ مارتے ہیں تو ایسے بے درد ہو کر کہ کچھ پتہ ہی نہیں کہ آگے کوئی جاندار ہستی ہے یا نہیں۔ غرض بہت ہی بری طرح سلوک کرتے ہیں۔ یہاں کے پنجاب میں مثل مشہور ہے کہ عورت کو پاؤں کی جوتی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں کہ ایک اتار دی اور دوسری پہن لی۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے اور اسلام کے شعائر کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں میں کامل نمونہ ہیں آپ کی زندگی دیکھو کہ آپ عورتوں سے کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے"۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 396 از الحکم 10/اپریل 1903ء)

بعض دفعہ گھروں میں چھوٹی موٹی چپقلشیں ہوتی ہیں ان میں عورتیں بحیثیت ساس کیونکہ ان کی طبیعت ایسی ہوتی ہے وہ کہہ دیتی ہیں کہ بہو کو گھر سے نکالو لیکن حیرت اس وقت ہوتی ہے جب سسر بھی، مرد بھی جن کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہوئی ہے اپنی بیویوں کی باتوں میں آ کر یا خود ہی بہوؤں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں حتیٰ کہ بلاوجہ بہوؤں پہ ہاتھ بھی اٹھا لیتے ہیں۔ پھر بیٹوں کو بھی کہتے ہیں کہ مارو اور اگر مر گئی تو کوئی فرق نہیں پڑتا اور بیوی لے آئیں گے۔ اللہ عقل دے ایسے مردوں کو۔ ان کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ یاد رکھنے چاہئیں کہ ایسے مرد بزدل اور نامرد ہیں۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"چاہئے کہ بیویوں سے خاوندوں کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں اگر انہیں سے ان کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے

صلح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ تم میں سے اچھا ہے وہ جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے"۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 300، 301 از الحکم 17 مئی 1903ء و البدر 22 مئی 1903ء)

ایک دفعہ مسجد میں مستورات کا ذکر چل پڑا تو ان کے متعلق احمدی احباب میں سے سربرآوردہ ممبر کا ذکر سنایا کہ ان کے مزاج میں اول سختی تھی عورتوں کو ایسا رکھا کرتے تھے جیسے زندان میں رکھا کرتے ہیں یعنی قید میں رکھا کرتے ہیں اور ذرا وہ نیچے اترتیں تو ان کو مارا کرتے لیکن شریعت میں حکم ہے کہ ﴿وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (نساء:20) نمازوں میں عورتوں کی اصلاح اور تقویٰ کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ قصاب کی طرح برتاؤ نہ کریں" (فرمایا کہ قصائی کی طرح برتاؤ نہ کریں)" کیونکہ جب تک خدا نہ چاہے کچھ نہیں ہو سکتا"۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 118 از البدر 13 مارچ 1903ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے (یعنی اس کے رشتہ داروں سے بھی) نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

(کشتی نوح از روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19)

پھر مرد کے فرائض میں سے بچوں کے حقوق بھی ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ابرار کو اللہ تعالیٰ نے ابرار اس لئے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے والدین اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ جس طرح تم پر تمہارے والد کا حق ہے اسی طرح تم پر تمہارے بچے کا حق ہے۔

(الادب المفرد للبخاری باب برالأب لولده)

حضرت ابوہریرہؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا بچہ تھا وہ اسے اپنے ساتھ چمٹانے لگا

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس پر رحم کرتا ہے؟ اس پر اس نے کہا جی حضور! تو حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے بہت زیادہ رحم کرے گا جتنا تو اس پر کرتا ہے اور وہ خدا ارحم الراحمین ہے۔

(الادب المفرد للبخاری باب رحمة العيال)

پھر حضرت ایوب اپنے والد اور اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہو۔

(ترمذی ابواب البر والصلة باب فی ادب الولد)

تو اس زمانے میں اور خاص طور پر اس ماحول میں باپوں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ صرف اپنی باہر کی ذمہ داریاں نہ نبھائیں، گھروں کی بھی ذمہ داری ہے اور اس کو سمجھیں کیونکہ ہر طرف سے معاشرہ اور بگاڑنے والا ماحول منہ کھولے کھڑا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ " میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے"۔ (بعض دفعہ بعض باپوں کو سزائیں دینے کا بہت شوق ہوتا ہے)" گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے"۔ (اپنے آپ کو حصہ دار بنانا چاہتا ہے)۔" ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور جرم کی حد میں سزا سے کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا ہو اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے" (کہ اگر مغلوب الغضب نہ ہو، غصے میں نہ ہو بلکہ اگر اصلاح کی خاطر سزا دینی ہو تو اس کو حق ہے) کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے" (یا اس کو معاف کر دے) مگر مغلوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا

متکفل ہو۔

پھر فرمایا کہ:" جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب ٹھہرالیں اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 308، 309)

بعض لوگ صرف اپنے بچوں تک ہی ربوبیت میں حصہ دار نہیں بنتے بلکہ دوسروں میں اور نظام میں بھی دخل اندازی کر کے اپنے آپ کو بالا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اب کل ہی یہاں مسجد میں ایک واقعہ ہوا ہے۔ وقف نو کی کلاس تھی اور کینیڈا والوں کی کلاس تھی واقفین نو کی۔ تو امریکہ سے ایک شخص اپنے بچے کے ساتھ آیا ہوا تھا اور زبردستی کوشش تھی کہ میرا بچہ بھی کلاس میں بیٹھے گا اور اس حد تک مغلوب الغضب ہو گیا کہ انتظامیہ سے بھی لڑائی شروع کر دی اور بچے کو بھی ڈانٹنا اور مارنا شروع کر دیا بلکہ بچے بیچارے کو غصے میں سیڑھیوں سے نیچے پھینک دیا۔ وہ تو شکر ہے کہ اس کو چوٹیں زیادہ نہیں لگیں اور غصے میں وہ شخص اتنی اونچی بول رہا تھا کہ باہر سے مسجد کے اندر تک آوازیں آ رہی تھیں۔ تو ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا رب صرف ایک رب ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور تمہارے اس غصے سے تمہاری اس بداخلاقی سے اور تو کچھ نہیں ہو گا سوائے اس کے کہ تمہارے اپنے اخلاق ظاہر ہو جائیں کہ وہ کیا ہیں۔ اس لئے استغفار کرو ورنہ ایسے لوگ پھر یاد رکھیں کہ اگر اصلاح کی کوشش نہ کی تو خود ہی اپنی بربادی کے سامان کرتے رہیں گے اور اسی میں گر جائیں گے۔

ایک روایت ہے، حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے بچوں کے ساتھ عزت سے پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔

(ابن ماجہ ابواب الادب باب برالوالد)

تو اپنے بچوں میں عزت نفس پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عزت کی جائے اس کو آداب سکھائے جائیں اس کی ایسے رنگ میں تربیت ہو کہ وہ دوسروں کی بھی عزت اور احترام کرنے والا ہو۔ اس طرح نہ اس کی تربیت کریں کہ اس عزت کی وجہ سے جو آپ اس کی کر رہے ہیں وہ خودسر ہو جائے، بگڑنا شروع ہو جائے، اپنے آپ کو دوسروں سے بالا سمجھنے، دوسروں سے زیادہ سمجھنے لگ جائے اور دوسرے بچوں کو بھی اپنے سے کمتر سمجھے اور بڑوں کا احترام بھی اس کے دل میں نہ ہو۔ تو تربیت ایسے رنگ میں کی جانی چاہئے کہ اعلیٰ اخلاق بھی بچے کو ساتھ ساتھ آئیں۔ تو یہ صاحب بھی جو وقف نو بچے کے باپ ہیں اپنی بھی اصلاح کریں تبھی ان کا بچہ وقف نو کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو لڑکیوں کے ذریعہ آزمائش میں ڈالے اور وہ ان سے بہتر سلوک کرے وہ اس کے لئے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گی۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ)

تو دیکھیں کس قدر خوشخبری ہے ان لوگوں کے لئے جن کی لڑکیاں ہیں۔ انسان تو گناہگار ہے ہزاروں لغزشیں ہو جاتی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے بھی قسم قسم کے راستے بخشش کے رکھے ہیں۔ تو لڑکیوں پر افسوس کرنے کی بجائے، جن کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں، ان کو شکر کرنا چاہئے اور ان کی نیک تربیت کرنی چاہئے اور ان کے لئے نیک نصیب کی دعا مانگنی چاہئے لیکن بعض دفعہ ایسے تکلیف دہ واقعات سامنے آتے ہیں کہ بعض لوگ اپنی بیویوں کو صرف اس لئے طلاق دے دیتے ہیں کہ تمہارے ہاں صرف لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تو خوف خدا کرنا چاہئے۔ کیا پتہ اگلی شادی میں بھی لڑکیاں ہی پیدا ہوں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور رات کو نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے اٹھتے اور عبادت کرتے تھے جب طلوع فجر میں تھوڑا سا وقت باقی رہ جاتا تو مجھے بھی جگاتے اور

فرماتے تم بھی دو رکعت ادا کرلو۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوۃ خلف النائم)

تو مردوں کی ایک سربراہ کی حیثیت سے یہ بھی ذمہ داری ہے کہ متقی بننے اور متقی خاندان کا سربراہ بننے کے لئے خود بھی نمازوں کی پابندی کریں۔ رات کو اٹھیں یا کم از کم فجر کی نماز کے لئے تو ضرور اٹھیں، اپنی بیوی بچوں کو بھی اٹھائیں۔ جو گھر اس طرح عبادت گزار افراد سے بھرے ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی برکات کو سمیٹنے والے ہوں گے۔ لیکن یاد رکھیں کہ کوشش بھی اس وقت بارآور ہوگی، اس وقت کامیابیاں ملیں گی کہ جب دعا کے ساتھ یہ کوشش کر رہے ہوں گے۔ صرف اٹھا کے اور ٹکریں مار کے نہیں بلکہ دعائیں بھی مسلسل کرتے رہیں اپنے لئے، اپنے بیوی بچوں کے لئے۔ اس لئے اپنی نمازوں میں بھی اپنی بیوی بچوں کے لئے بہت دعائیں کریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ ﴿اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ﴾ کہ میری بیوی بچوں کی اصلاح فرما اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ غرض ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آ جایا کرتے ہیں تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 456، 257)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ میرا طریق کیا ہے کہ میں کس طرح دعائیں مانگا کرتا ہوں۔ فرمایا کہ "مَیں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ پہلی یہ کہ اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت وجلال ظاہر ہو اور اپنی

رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ دوسرے پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ العین عطا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں (یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے والے ہوں)۔ پھر تیسرے فرمایا کہ پھر مَیں اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔ پھر چوتھے فرمایا کہ میں اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام دعا کرتا ہوں۔ پھر پانچویں فرمایا پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلے سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 309)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں اپنے حقوق و فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے بیوی بچوں کی طرف سے ہمارے لئے تسکین کے سامان پیدا فرمائے اور آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔ اللہ کی عبادت کرنے والے ہوں اور نیکیوں پر قائم رہنے والے ہوں اور جب ہمارا اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کا وقت آئے تو یہ تسلّی ہو کہ ہم اپنے پیچھے نیک اور دیندار اولاد چھوڑے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔"

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 443 تا 464)

14

میاں بیوی اپنے سسرالی رشتہ داروں کی کمزوریوں کا ذکر بچوں کے سامنے سرعام نہ کریں۔ اس سے بڑوں میں لڑائیاں شروع ہوجاتی ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 3 / جولائی 2004ء کو جلسہ سالانہ کینیڈا میں مستورات سے خطاب میں فرمایا۔

﴿ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ﴾.

(الاحزاب: 36)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کئے ہیں......

آغاز میں جو میں نے آیت پڑھی ہے اس میں فرمایا کہ کامل فرمانبرداری اختیار کرو۔ کیونکہ اسلام نام ہے فرمانبرداری کا۔ جب تم نے بیعت کر لی تو جو احکامات ہیں ان کی پوری پابندی کرو۔ نظام جو تمہارے لئے لائحہ عمل بنائے اس پر مکمل طور پر کاربند ہو۔ اس پر مکمل طور پر چلو۔ نظام جماعت کے لئے تمہارے دل میں کبھی کسی قسم کا شک وشبہ یا کسی بھی قسم کا کوئی بال نہ آئے۔ نظام خلافت تمہارے اندر قائم ہے اگر کوئی مسئلہ ایسا ہو بھی تو خلیفۂ وقت کو پیش کرو۔ اگر تم اس طرح اپنی اور اپنی اولادوں کی زندگی گزارنے والی ہوگی تو پھر تم ایمان میں بھی ترقی کروگی۔ اور جب تم ایمان میں ترقی کروگی تو روحانیت میں بھی ترقی کر رہی ہوگی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات کا عرفان اور اس کا قرب بھی حاصل کر رہی ہوگی۔

پھر فرمایا کہ یہ بھی تمہاری خصوصیت ہونی چاہئے کہ تم ہمیشہ سچ بولنے والی ہو۔ کہیں کبھی یہ نہ ہو کہ تمہارا ذاتی مفاد تمہیں سچ سے دور لے جائے۔ اپنا فائدہ حاصل کرنے کے لئے کبھی یہ نہ ہو کہ تم جھوٹ بول جاؤ۔ اگر ایسا ہوا تو پھر تم اپنے دعویٰ میں سچی نہیں۔ یہ بیعت کا اقرار جو تم نے کیا ہے تم اس میں سچی نہیں ہوگی۔ یاد رکھیں اگر ماں میں غلط بیانی کی عادت ہوگی تو بچوں میں بھی وہ عادت لاشعوری طور پر پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ اور پھر جب یہ گندی جاگ لگتی ہے تو باقی نیکیوں کو بھی ختم کر دیتی ہے۔ تو سچ کے اعلیٰ معیار قائم کریں بلکہ قول سدید سے کام لیں یعنی اس حد تک سچ بولیں کہ کوئی ایسا لفظ بھی آپ کے منہ سے نہ نکلے جس سے کئی مطلب نکالے جاسکتے ہوں، جو ہوشیاری اور چالاکی سے آپ نے ادا کیا ہوتا کہ ضرورت پڑے تو میں اس سے مکر جاؤں۔ صاف اور کھری بات کریں لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ بعض گھریلو مسائل میں بعض ایسی باتیں کی جائیں جو بچوں کو اپنے بڑوں سے پرے ہٹانے والی ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ عورتیں بچوں کے سامنے گھر بیٹھ کر ایسی باتیں کر جاتی ہیں کہ جن سے ان کے ساس سسر یا دادا، دادی کی کمزوریاں ظاہر ہوجاتی ہیں۔ حالانکہ

بات اس طرح نہیں ہوتی جس طرح بیان کی جارہی ہوتی ہے۔ بلکہ بہو اپنی ناراضگی کی وجہ سے جو اس کو اپنی ساس اور سسر سے ہے توڑ مروڑ کر بات کر رہی ہوتی ہے۔ تو نہ صرف بچوں میں بلکہ جب اس عورت کے میکے میں یہ بات پہنچتی ہے تو پھر دونوں گھروں کے بڑوں میں لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں، رنجشیں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے سچ یہ ہے کہ بات کرنے سے پہلے اس کا اچھی طرح تجزیہ کرو۔ اور پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ اگر وہ برائی کسی بڑے میں ہے بھی تو ضرور اس کا چرچا کیا جائے اور دنیا کو بتایا جائے کہ فلاں بزرگ میں برائی ہے۔ پردہ پوشی کا بھی حکم ہے، لحاظ کا بھی حکم ہے، اپنے خاندان کی عزت اور وقار رکھنے کا بھی حکم ہے۔ سچ کا یہاں یہ مطلب ہے کہ اگر تمہیں کسی ایسے معاملے میں جو نظام جماعت میں پیش ہوتا ہے یا کہیں بھی پیش ہوتا ہے، اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑے یا اپنے رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے یا اپنے ماں باپ کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو تم اس وجہ سے پریشان نہ ہو یا جھوٹ نہ بولو کہ اس سے مجھے نقصان پہنچ سکتا ہے یا میرے عزیزوں اور رشتہ داروں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس گواہی کو پھر حوصلے سے دو۔ قرآن کریم میں تو یہ آیا ہے کہ دشمن کے خلاف بھی ایسی گواہی نہ دو یا دشمن قوم بھی تمہیں جھوٹ بولنے پر مجبور نہ کرے۔

پھر ایک خصوصیت یہ بیان فرمائی کہ صبر بھی ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ اگر یہ تمہارے اندر پیدا ہو جائے تو بہت سارے جھگڑے گھریلو بھی، ہمسائیوں کے ساتھ بھی، رشتہ داروں کے ساتھ بھی پیدا ہی نہیں ہوں گے۔ اس لئے صبر کرنے کی عادت اپنے اندر پیدا کرو اور اپنی اولادوں کے اندر بھی پیدا کرو۔

پھر عاجزی کا وصف ہے جو بہت بڑا وصف ہے۔ اگر انسان اس پر نظر رکھے اور ہمیشہ یہ احساس رہے کہ مَیں تو کچھ چیز نہیں۔ بڑائی کا احساس تو مقابلہ کی چیز ہے یعنی نسبتی مقابلہ۔ اگر ہم اپنی نظر ذرا وسیع کریں اور ان نسبتوں سے آگے جا کر بھی دیکھیں جو ہمیں

سامنے نظر آتی ہیں تو بڑائی کا احساس، اپنے کچھ ہونے کا احساس خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ ایک پیسے والی عورت مالی لحاظ سے اپنے سے کم عورت کو اگر تحقیر کی نظر سے دیکھتی ہے یا کم نظر سے دیکھتی ہے یا اس کو اپنے سے کمتر سمجھتی ہے اور اس کو دیکھ کر ناک بھوں چڑھاتی ہے، پسند نہیں کرتی کہ اس کے پاس بیٹھے، تو پھر جب اس کے ساتھ بھی یہی سلوک ہو رہا ہو اُسے اس وقت حوصلہ دکھانا چاہئے۔ معاشی لحاظ سے اس سے بہتر عورت اگر اس سے یہی سلوک کر رہی ہو پھر بھی حوصلہ دکھائیں۔ ایک عورت کو اس وقت جو تکلیف کا احساس ہوتا ہے جب اس کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہو، کوئی اس کو کم نظر سے دیکھ رہا ہو، تو وہی احساس پھر آپ کو دوسرے کے لئے بھی کرنا چاہئے۔ یہ احساس آپ کے دل میں دوسروں کے لئے بھی پیدا ہونا چاہئے اور یہ احساس رہنا چاہئے کہ یہ دنیا کی چیزیں تو عارضی چیزیں ہیں، آنی جانی چیزیں ہیں۔ نہ خاندانی وجاہت پر فخر کرنے کی ضرورت ہے، نہ اولاد پر فخر کرنے کی ضرورت ہے، نہ مالی لحاظ سے بہتر ہونے پر فخر کرنے کی ضرورت ہے، نہ علم میں زیادہ ہونے پر فخر کرنے کی ضرورت ہے۔ اور پھر دین کے معاملے میں تو یہ بالکل ہی ناجائز ہے کہ کوئی کہے کہ مَیں زیادہ عبادت گزار یا زیادہ نیک ہوں۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی عاجز رہیں۔ یہی آپ کی بڑائی ہے۔ اور ہمیشہ عاجز بنی رہیں۔ یہ عاجزی اپنی نسلوں میں بھی پیدا کریں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والوں کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عاجزی کو بہت پسند فرمایا تھا۔ اور الہاماً فرمایا تھا کہ "تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں"۔

(الفضل انٹرنیشنل 23 ستمبر 2005ء)

15

اگر عورت نیک ہو، عبادت گزار ہو، بچوں کی تربیت کرنے والی ہو تو ایسی عورتیں وہ ہیں جن کے قدموں کے نیچے جنت ہے

اپنے گھر کے ماحول کو خاوندوں کی فرمانبرداری کر کے جنت نظیر بناؤ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 11 ستمبر 2004ء کو جلسہ سالانہ بیلجیئم میں مستورات سے خطاب میں فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے اسلامی معاشرے میں عورت کو ایک مقام دیا ہے اور اگر عورت نیک ہو، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والی ہو، عبادت گزار ہو، بچوں کی نیک تربیت کرنے والی ہو تو اللہ کے رسولؐ نے فرمایا ہے ایسی عورتیں وہ ہیں جن کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ اب جنت یونہی حاصل نہیں ہو جاتی۔ جنت کے حصول کے لئے تو بڑی بڑی شرطیں پوری کرنی پڑتی ہیں، بڑے اعمال بجالانے پڑتے ہیں، بڑے مجاہدے کرنے پڑتے ہیں۔ لیکن عورت کو یہ مقام دیا کہ نیک اعمال بجالا کر تم خود تو جنت میں جاؤ گی لیکن تمہارے پاس ایک ایسا اجازت نامہ بھی ہے جو بعض شرائط کے ساتھ تم اپنی اولاد کی تربیت کے لئے استعمال کرو تو تمہاری اولاد بھی اس وجہ سے جنت کو حاصل کرنے والی ہوگی۔ کیونکہ جنت ایک ایسا مقام ہے جس میں مرنے کے بعد ہی ایسے لوگ داخل ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں۔ اور وہ قرب پانے والے کون لوگ ہوں گے۔ فرمایا کہ وہ، وہ لوگ ہوں گے، مومنین اور نیک عمل کرنے والے لوگ ہوں گے، مومنات ہوں گی۔ وہ خدا سے ڈرنے والے ہوں گے۔ صبر کرنے والے ہوں گے۔ وہ لوگ ہوں گے جو نیکیوں میں

بڑھنے والے ہیں۔ ان خصوصیات کی حامل آپ تبھی ہوں گی جب اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات جو میں نے ابھی بیان کئے ہیں ان پر پوری طرح عمل کرنے والی ہوں گی اور ان شرطوں کے ساتھ عمل کرنے والی ہوں گی جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ لوگ وہی لوگ ہیں جن کو میرا دیدار بھی نصیب ہوگا۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہیں آپ جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے رستے پر چل کر نہ صرف اپنے لئے جنت کے راستے بنا رہی ہیں بلکہ اس نیک تربیت کی وجہ سے جو آپ اپنی اولادوں کی کر رہی ہیں، اللہ تعالیٰ کا رسول فرماتا ہے کہ تم اپنی اولاد کو بھی جنت میں بھیج سکتی ہو۔ پھر ایسی نیک تربیت کرنے والیوں اور نیک اعمال بجالانے والیوں کے لئے اس جہان میں بھی جنت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادات بجالا کر اپنی نسلوں میں عبادات کا شوق پیدا کر کے وہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدے سے بھی حصہ لے رہی ہوں گی کہ ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرعد: 29) یعنی ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ہیں اس ذکر کی وجہ سے ان کے دل اطمینان پاتے ہیں۔ وہ کون لوگ ہیں؟ جیسا کہ میں نے کہا، یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے لوگ، اس کی عبادت کرنے والے لوگ۔

اور پھر یہ بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ تمہاری فلاح تمہاری کامیابی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہے، جیسا کہ وہ فرماتا ہے ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (الجمعۃ: 11) اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ تو کسی کی بھی کامیابی اس وقت ہے جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی، جب وہ اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والا اور نیکیوں میں ترقی کرتا ہوا دیکھے گی، جب وہ اس دنیا میں بھی اپنے پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے دیکھ لیں گی۔

تو یہ عبادات اور نیک اعمال آپ کو بھی اور آپ کی نسلوں کو بھی اگر وہ نیکیوں پر قائم ہیں، اِس دنیا میں بھی جنت دکھا دیں گے۔ اگلے جہان کی جو جنت ہے وہ تو ہے ہی مگر اس

دنیا میں بھی آپ جنت دیکھیں گی۔ پس ہر احمدی عورت کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ ان جنتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے اس دنیا میں بھی امن اور چین اور سکون کی زندگی گزارے اور اگلے جہان میں بھی جب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو تو حقیقی جنتوں کی وارث ہو۔ کبھی افسوس کرتی ہوئی اس دنیا سے نہ اٹھے کہ میرا فلاں بچہ یا بچی دین پر قائم نہیں تھے۔ میری نسل دنیا کے دھندوں میں پڑ گئی اور دین و دنیا کچھ بھی نہ حاصل ہو سکا، دنیا بھی خراب گئی۔ کیونکہ دنیا میں پڑنے والوں کا انجام بعض دفعہ بہت برا ہو جاتا ہے اور عاقبت بھی خراب ہوئی۔ یہ دنیا کی چکا چوند جو بظاہر دل کو بڑی بھلی لگ رہی ہوتی ہے مرتے وقت دل میں یہی خلش پیدا کر رہی ہوتی ہے، حسرت ہوتی ہے کہ کاش مَیں نے اللہ کے بھی کچھ حقوق ادا کئے ہوتے، کاش مَیں نے اپنی اولادوں کو بھی دین کی طرف رغبت دلائی ہوتی۔ اور یہ باتیں دنیا میں دیکھنے میں آتی ہیں۔ بہت سارے لوگوں کے واقعات سامنے گزر رہے ہیں جو حسرت سے اس دنیا سے اٹھ رہے ہوتے ہیں۔ مرتے وقت ان کے دلوں میں یہ خلش ہوتی ہے۔

پس احمدی عورت کو وہ مقام حاصل کرنا چاہئے جس کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے۔ وہ معیار حاصل کریں جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے ﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ط﴾ (النسآء: 35) پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ نے تاکید کی ہے۔ اور اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ اللہ کی مدد سے پوشیدہ امور کی حفاظت کرتی ہیں۔ تو اللہ نے حکم دیا ہے کہ اللہ کی فرمانبردار تب کہلاؤ گی جب خاوندوں کی بھی فرمانبردار ہو گی۔ ایک تو یہ فرض ہے کہ اپنے گھر کے ماحول کو خاوندوں کی فرمانبرداری کر کے جنت نظیر بناؤ۔ دوسرے خاوندوں کی غیر حاضری میں ان کے گھر کی حفاظت کرو، ان کے مال کی حفاظت کرو، ان کی اولاد کی حفاظت کرو۔

ایک حدیث میں بھی آتا ہے کہ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔ اب گھریلو

اخراجات کو ہی لے لیں۔ گھر کے اخراجات کا عموماً ہر عورت کو پتہ ہوتا ہے۔ اب اگر عورت گھر کا خرچ سگھڑاپے سے نہ چلا رہی ہو تو بلاوجہ کے زائد اخراجات ہو جاتے ہیں۔ بعض فضول خرچیاں ہو رہی ہوتی ہیں۔ یا بہانہ بنا کر خاوند سے زائد رقم وصول کر رہی ہوتی ہیں کہ اخراجات زیادہ ہو گئے ہیں تو یہ بھی حقیقی فرمانبرداری اور نیک نیتی نہیں ہے اور نہ ہی یہ گھر کی ذمہ داری مکمل طور پر ادا کرنے والی بات ہے۔

پھر اولاد کی تربیت ہے۔ اپنے خاوندوں کی نسلوں کی اپنی اولاد کی اگر صحیح تربیت نہیں کر رہیں، ان کو لاڈ پیار میں بگاڑ رہی ہیں یا ان کی تربیت کی طرف صحیح اور پوری توجہ نہیں دے رہیں، ان میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے۔ کیونکہ بعض عورتیں لڑکوں کو زیادہ لاڈ پیار سے بگاڑ دیتی ہیں اور لڑکیوں بیچاریوں کو بالکل ہی پیچھے کر دیتی ہیں جس سے لڑکیاں بعض دفعہ بعض خاندانوں میں Complex کا شکار ہو جاتی ہیں تو یہ بھی صحیح رنگ میں خاوند کے گھر کی حفاظت نہیں ہے۔ جو خاوند اپنے رویے میں ٹھیک نہیں ہیں یا ان کا سلوک اپنے بیوی بچوں سے ٹھیک نہیں ہے اُن کا گناہ اُن کے سر ہے وہ بھی یقیناً پوچھے جائیں گے۔ لیکن ضد میں آ کر اگر تم گھر کے ماحول کو گندہ کر رہی ہو تو گناہگار بن رہی ہو۔ تمہیں اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے کہ تمہارا ایمان اس وقت تک سلامت ہے، تم اس وقت تک ایمان میں ترقی کرو گی جب تک ان خصوصیات کی حامل ہو گی۔

اور پھر فرمایا کہ ان خصوصیات کو حاصل کس طرح کرنا ہے۔ ان کو حاصل کرنے کے لئے توبہ کر کے عبادات کی طرف توجہ دے کر، روزے رکھ کر۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے دلوں کی تسکین کے لئے، اطمینان کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ہی توبہ کرنے والی بھی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہوتا ہے۔ اور جب وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہو گا تو نیکیوں کے کرنے کی اس میں قوت پیدا ہو گی۔ فرمایا "لیکن یاد رکھو کہ استغفار کو توبہ پر تقدم حاصل ہے" یعنی

استغفار کرو تو پھر اس مقام پر بھی کھڑے ہو گے۔ استغفار سے طاقت ملے گی اس لئے
چاہئے کہ استغفار کرتے رہیں۔ استغفار کریں گی تو خدا تعالیٰ طاقت دے گا اس لئے
استغفار کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ ہر ایک کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور جیسا کہ مَیں
نے کہا استغفار سے اللہ تعالیٰ طاقت دے گا، توبہ قبول کرے گا اور پھر اس مقام پر کھڑی ہو
جائیں گی جس سے آپ کا جو مقام ہے اور جو ایک مومن کا مقام ہونا چاہئے اس کو حاصل
کرنے والی ہوں گی اور اپنی نسلوں کی تربیت کی طرف بھی صحیح توجہ کرنے کی کوشش کرنے
والی ہوں گی، عبادت کرنے والی ہوں گی۔ اور عبادت کرنا بھی اصل میں اللہ تعالیٰ کا قرب
پانے اور اپنے دل کی تسلی کے لئے ضروری ہے۔ اور بہترین عبادت نماز ہے، نوافل ہیں۔
جب آپ اس طرح عبادات کی طرف توجہ دیں گی کہ نمازیں بھی وقت پر ادا کر رہی ہوں گی
اور پھر اس سے بڑھ کر نوافل کی طرف بھی توجہ دے رہی ہوں گی تو اللہ تعالیٰ ان نمازوں اور
ان نوافل کی وجہ سے آپ کے گھروں کو برکتوں سے بھر دے گا۔ آپ ان گھروں کی حفاظت
کے لئے جو بھی اقدام کریں گی اللہ تعالیٰ ان میں آپ کی مدد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی
ذات کی بھی حفاظت کرے گا۔ ہر شیطانی حملہ اور ہر شیطانی نظر سے آپ محفوظ رہیں گی اور
عبادت کرنے کی وجہ سے، آپ کے نمونے سے، آپ کی اولادیں بھی نمازوں کی طرف توجہ
پیدا کرنے والی ہوں گی اور پھر جب آپ خود بھی اس طرح ان کی تربیت کر رہی ہوں گی،
ان کو نمازوں کی طرف توجہ دلا رہی ہوں گی تو اولادوں میں بھی نمازی پیدا ہو رہے ہوں گے،
عبادت گزار پیدا ہو رہے ہوں گے تو اپنے خاوندوں کے گھروں کی حفاظت کا آپ اس
طرح حق ادا کر سکتی ہیں اور اس طرح ہی حق ادا کرنے والی سمجھی جائیں گی جب ان احکامات
پر عمل کریں گی جو اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں۔ پھر روزہ بھی عبادت کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے
کے لئے ہے۔ تو جب یہ معیار حاصل ہوں گے تو پھر کوئی انگلی یہ کہہ کر آپ کی طرف نہیں اٹھ
سکتی کہ آپ مسلمان نہیں کوئی انگلی یہ کہہ کر آپ کی طرف نہیں اٹھ سکتی کہ آپ مومن نہیں اور

کوئی انگلی یہ کہہ کر آپ کی طرف نہیں اٹھ سکتی کہ آپ فرمانبردار نہیں۔

پس احمدی عورت کا یہ مقام ہے کہ کیونکہ اس پر اگلی نسل کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے اس
لئے وہ خاوند کی فرمانبرداری کرے اور وہ بھی اس لئے کرے کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور
خدا تعالیٰ کے تمام احکام کی فرمانبرداری کرنے والی بھی ہو تمام قسم کی نیکیاں بھی بجالانے والی
ہو، وہ توبہ و استغفار کرنے والی بھی ہو، اپنی گزشتہ غلطیوں سے اللہ تعالیٰ کی بخشش طلب کرنے
والی بھی ہو اور آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے وہ مضبوط مقام حاصل کرنے والی ہو جہاں
کھڑی ہو کر وہ ہر قسم کی لغزش اور غلطی سے محفوظ رہے۔ وہ عبادت گزار بھی ہو تا کہ اپنے آپ
کو بھی اللہ کی رضا حاصل کرنے والی بنا سکے اور اپنی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے بنا
سکے۔ پس ایک احمدی عورت کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ ان تمام خصوصیات کی حامل ہو جو
ایک مومن بننے کے لئے ضروری ہیں۔

مَیں اب کچھ حدیثیں لیتا ہوں۔ گھروں کی حفاظت کے سلسلے میں مَیں بتا آیا ہوں کہ
بچوں کی تربیت ہی انتہائی ضروری چیز ہے۔ آج کل کے آزاد ماحول میں یہ تربیت بھی
بڑے طریقے سے کرنے کی ضرورت ہے جہاں ہر ایک آزادی کے نعرے لگا رہا ہے اس
لئے بچوں کی تربیت کے لئے ضروری ہے کہ ان کو دوست بنائیں اور مائیں اس میں باپوں
سے زیادہ اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ ایک عمر کے بعد بچوں میں خاص طور پر لڑکوں میں اپنی
عزت کا بہت خیال پیدا ہونے لگ جاتا ہے۔ یہ لڑکے کی فطرت ہے اس کو ٹین ایج
(Teenage) کہتے ہیں لیکن آج سے 14 سو سال پہلے آنحضرت ﷺ نے اس بارے
میں ایک حدیث فرما دی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اپنے بچوں سے عزت کے ساتھ
پیش آؤ اور اُن کی اچھی تربیت کرو۔ (سنن ابن ماجه ابواب الأدب باب برّالوالدين)
تو جب عزت سے پیش آئیں گی بلکہ دونوں ماں باپ جب بچوں سے عزت کے ساتھ پیش
آئیں گے تو بچوں کا آپ سے اور زیادہ قریبی تعلق پیدا ہوگا۔

بہت سے والدین کہتے ہیں کہ ہمارے بچے ایک عمر تک تو ٹھیک رہتے ہیں اس کے بعد پھر کھچنے لگ جاتے ہیں، پرے ہٹ جاتے ہیں، بات نہیں سنتے، نمازیں نہیں پڑھتے تو اس کے لئے ضرورت ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ دوست بنائیں اور پھر دوستانہ رنگ میں تربیت کی طرف توجہ دیں۔ اگر طریقے سے لغو فلمیں ڈرامے وغیرہ دیکھنے سے روکیں گی تو رک بھی جائیں گے۔ اگر سختی کریں گے تو بگڑ جائیں گے۔ یہاں اس ماحول میں تو ٹی وی کے پروگرام اکثر ایسے ہوتے ہیں کوئی نہ کوئی بیچ میں ایسے پروگرام چلتے رہتے ہیں، دیکھنے والے یہی بتاتے ہیں کہ جو بچوں کو نہیں دیکھنے چاہئیں بلکہ کسی احمدی کو بھی نہیں دیکھنے چاہئیں نہ بڑے کو نہ بچے کو۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: "ابرار کو اللہ تعالیٰ نے ابرار اس لئے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے والدین اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ جس طرح تم پر تمہارے والد کا حق ہے اسی طرح تم پر تمہارے بچے کا حق ہے"۔

(الأدب المفرد للبخاری باب بر الأب لوالده)

ایک احمدی ماں باپ کو ابرار ہی بننا چاہئے اس میں یہ بھی سبق ہے کہ عورت خاوند کے والدین سے اور خاوند عورت کے والدین سے حسن سلوک کرے دونوں کے حقوق ادا کریں پھر بچوں کے حقوق ادا کریں اور یاد رکھیں کہ بچے بھی آپ کے حقوق اس وقت ادا کریں گے جب آپ والدین کے حقوق ادا کرنے والی ہوں گی۔ مرد بھی، عورت بھی، اپنے والدین کے بھی اور ایک دوسرے کے والدین کے بھی حقوق ادا کرنے والے ہوں گے۔ یہ بھی ایک طرح کی خاموش تربیت ہوگی جو ماں باپ اپنے بچوں کی کرتے ہیں۔ نہیں تو بچے جو بعض دفعہ بہت حساس ہوتے ہیں، کہ نہ صرف آپ سے دور ہٹ جائیں بلکہ بعض اتنے بددل ہو جاتے ہیں کہ گھروں سے نکل جاتے ہیں اور یہاں چونکہ ماحول آزاد ہے اس لئے ایک عمر کے بعد گھروں سے نکلنے میں بھی کوئی روک نہیں اور پھر آہستہ

آہستہ ان کا جماعت سے بھی رابطہ کٹ جاتا ہے پھر بری صحبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ تو ذرا سی بات سے اتنا اثر پڑ رہا ہوتا ہے کہ تربیت بگڑنی شروع ہو جاتی ہے اور بچہ بالکل ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "آدمی اپنے دوست کے زیر اثر ہوتا ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک خیال رکھے کہ کسے دوست بنا رہا ہے۔"

(سنن ترمذی ابواب الزھد باب ما جاء فی اخذ المال بحقه)

ایک تو یہ ہے کہ آپ کو ایسی سہیلیاں اور مردوں کو بھی ایسے دوست بنانے چاہئیں جن کے اپنے کردار بھی اچھے ہوں۔ جن کے گھروں میں لڑائیاں نہ ہوتی ہوں۔ کیونکہ کوئی بھی ایسی عورت جو دوسری عورت کی سہیلی بنتی ہے جس کے گھر میں لڑائی ہو رہی ہے تو وہی اثر غیر محسوس طور پر اس عورت پر بھی پڑنا شروع ہو جاتا ہے یا اس مرد پہ بھی پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ عورتیں شکائتیں کرتی ہیں کہ مرد گھروں کو توجہ نہیں دیتے جبکہ ایک وقت تک توجہ دے رہے ہوتے تھے۔ اس میں بھی جائزہ لے لیں تو یہی نتیجہ نکلے گا کہ انہوں نے ایسے لوگوں کو دوست بنا لیا، ایسے لوگوں کی مجلسوں میں اٹھنے بیٹھنے لگ گئے، باوجود عقل ہونے کے، باوجود سمجھ ہونے کے غیر محسوس طور پر ان کے زیر اثر آ گئے اور گھر اُجڑنے شروع ہو گئے۔ تو اسی طرح عورتوں کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ دوست بناتے ہوئے سوچ سمجھ کر دوست بناؤ۔ اور پھر یہ نصیحت صرف بڑوں کے لئے نہیں ہے بلکہ بچوں کے لئے بھی ہے اور ماں باپ کو بھی یہ نصیحت ہے کہ اپنے بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ ان کے دوست کیسے ہیں اس ماحول میں مغرب کے ماحول میں، آزاد ماحول میں خاص طور پر اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اگر توجہ نہ دی تو بہت ساری اس کی مثالیں ہیں کہ لڑکی یا لڑکا گھر سے چلے گئے اور پھر جماعت سے بھی کٹ گئے اپنی مرضی کی شادیاں کر لیں، پھر رونے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

پس اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے اور میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ اس طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے جیسا کہ پہلے بھی میں مختصر ذکر کر آیا ہوں کہ ٹی وی پر کیسی فلمیں دیکھی جاتی ہیں، انٹرنیٹ پر کیسی فلمیں دیکھی جاتی ہیں۔ اس طرف بھی توجہ کریں۔ اور جو بچیاں اور بچے عقل کی عمر کو پہنچ گئے ہیں یا شعور کی عمر کو پہنچ گئے ہیں ان کو بھی سوچ سمجھ کر دوست بنانے چاہئیں۔ کیونکہ اس کا بھی بڑا گہرا اثر ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک سکھ نے آ کر کہا تھا کہ کچھ نہ کچھ میرا مذہب سے تعلق تھا۔ دہریت کی طرف لامذہب کی طرف خدا کو نہ ماننے کی طرف میرا رجحان بڑھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا (وہ کالج کا سٹوڈنٹ تھا) کہ تم جہاں بیٹھتے ہو، وہاں جو تمہارا ساتھی ہے، دوست ہے، اس کے ساتھ بیٹھنا چھوڑ دو، اپنی جگہ بدل لو۔ اور جب اس نے اپنی جگہ بدل لی تو کچھ عرصے کے بعد اس کے خیالات پاک ہونا شروع ہو گئے۔ ہماری بچیاں بھی شعور کی عمر کو پہنچ کے باقی لوگوں کی نسبت زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عقل رکھنے والی ہوتی ہیں۔ اسی طرح ہمارے بچے بھی وہ خود اس طرف توجہ دیں اور ماں باپ بھی اس طرف توجہ دیں کہ دوست بنائیں، سوچ سمجھ کے بنائیں، اللہ کے رسول کا یہی حکم ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ایوب اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔"

(سنن ترمذی ابواب البر والصلۃ باب فی ادب الولد)

جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے کہ یہاں باپ کا ذکر ہے لیکن ماں کا بھی اتنا ہی فرض ہے، اس کا بھی اس میں بہت بڑا رول ہوتا ہے جیسا کہ آپ سن چکے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ عورت اپنے گھر کی نگران ہوتی ہے۔ مرد نگران کا فرض ہے کہ تربیت کی طرف بھی توجہ دے ہر بات کا خیال رکھے نگران کو تو ہر بات کا علم ہونا چاہئے اور بڑی باریکی

میں جا کر علم ہونا چاہئے لیکن یہاں بھی میں کہوں گا کہ تربیت کرتے وقت سختی نہیں کرنی، پیار سے سمجھائیں۔ بچپن سے اگر تربیت کر رہی ہوں گی نمازوں کی عادت ڈال رہی ہوں گی، جماعت سے منسلک رکھ رہی ہوں گی، جماعت سے ایک تعلق ہو گا، مشن ہاؤس میں مسجد میں آنا جانا ہو گا تو بچوں کو بچپن سے ہی عادت پڑ جائے گی اور آپ کو زیادہ تردد نہیں کرنا پڑے گا۔ اور پھر جب دعائیں بھی کر رہی ہوں گی تو اللہ تعالیٰ پھر اس میں برکت بھی ڈال دیتا ہے۔

پھر ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو پھر دس سال کی عمر تک انہیں اس پر سختی سے کاربند کرو نیز ان کے بستر الگ الگ بچھاؤ۔"

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب متی یؤ مر الغلام بالصلوۃ)

تو سختی یہ نہیں کہ نماز کی وجہ سے مارنا ہی شروع کر دو اس سے بچہ متنفر ہو جائے گا ایک دفعہ کہا ہے، دو دفعہ کہا ہے، تین دفعہ کہا ہے جب تک مستقل نماز نہیں پڑھتا مسلسل اسے کہتے چلے جانا ہے جس طرح کہ مَیں نے پہلے کہا کہ ماں باپ دوستانہ ماحول میں بچے کے ساتھ رہ رہے ہوں گے تو آپ کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر بھی بچہ سمجھے گا کہ اب ماں باپ میرے سے ناراض ہیں۔ وہی اس کی تربیت کے لئے ضروری ہو گا۔ پھر مستقل مزاجی سے جب وہ کہتے چلے جائیں گے کہ نمازیں پڑھنی ہیں نمازوں کی طرف توجہ کرو تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچے توجہ دیتے ہیں۔ اسی طرح پیار سے، محبت سے، اللہ اور اس کے رسول کی محبت بچوں کے دلوں میں پیدا کریں تو بچوں کے دلوں میں ایک دفعہ دین کے لئے جو محبت پیدا ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو اس محبت سے کوئی نکال نہیں سکتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ زیادہ سختی کرنا اور بچوں کو مارنا یہ بھی ایک طرح کا شرک ہے۔ اس لئے پیار سے سمجھائیں، محبت سے سمجھائیں اور

مستقل مزاجی سے سمجھاتے چلے جائیں اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ آپ سب خود بھی عبادت گزار ہوں، اپنے خاوندوں کی فرمانبردار ہوں، ان کے گھروں کی حفاظت کرنے والی ہوں، اپنی اولادوں کو دین پر قائم کرنے والی ہوں، اپنے مقام کو سمجھنے والی ہوں اور حقیقی مومن ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔مَیں چند اقتباسات پیش کرتا ہوں۔

" تقویٰ اختیار کرو۔ دنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ، قومی فخر مت کرو" کسی عورت کو یہ فخر نہیں ہونا چاہئے کہ مَیں فلاں قوم سے ہوں یا فلاں سے ہوں۔ بعض لوگوں کو ذات کا فخر ہوتا ہے کہ سید ہوں، مغل ہوں، فلاں ہوں" کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو۔ خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں" یعنی خاوندوں سے اگر مانگنا ہے کوئی ڈیمانڈ پیش کرنی ہے تو اتنی کریں جتنی کہ ان کی حیثیت ہو یہ نہ ہو کہ ان بیچاروں کو مقروض کر دیں۔ بعض خاوند بھی کنجوس ہوتے ہیں یہ بھی مجھے پتہ ہے" کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاکدامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ خدا کے فرائض نماز، زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو" اب زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ اکثر عورتوں پر فرض ہے۔ یہاں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ساروں کے حالات ٹھیک ہوتے ہیں، پہلے بھی کہہ چکا ہوں اکثر کے پاس زیور ہیں۔ ملاقات میں بھی ملنے آتی ہیں تو مَیں نے دیکھا ہے کہ کافی موٹے موٹے کڑے سونے کے پہنے ہوتے ہیں۔ ان پر بہرحال زکوٰۃ فرض ہے۔ سال کے بعد زکوٰۃ دینی چاہئے کنجوسی نہ کریں۔

فرمایا کہ " اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو۔ بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے سو تم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی ہی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک ﴿صَالِحَاتٌ قَانِتَاتٌ﴾ میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو۔ یعنی فضول خرچی نہ کرو۔" اور

خاوندوں کے مالوں کو بے جا طور پر خرچ نہ کرو، خیانت نہ کرو، چوری نہ کرو، گلہ نہ کرو، ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے" الزام تراشیاں نہ کرو۔

(کشتی نوح از روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 80-81)

پھر آپ نے آنحضرت ﷺ کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ

"اگرچہ آنحضرت ﷺ کی بیویوں سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوسکتا مگر تاہم آپ کی بیویاں سب کام کر لیا کرتی تھیں" ہمارے یہاں تو خیر مجبوری ہے۔ سارے کام کرنے پڑتے ہیں۔ بعض دفعہ جب آپ یہیں سے پاکستان جاتی ہیں تو وہاں جا کر اپنے ہاتھ سے کام والی نوکر رکھ کر کام کروانے کی کوشش کرتی ہیں۔ " جھاڑو بھی دے لیا کرتی تھیں اور ساتھ اس کے عبادت بھی کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک بیوی نے اپنی عبادت کے واسطے ایک رسہ لٹکا رکھا تھا کہ عبادت میں اونگھ نہ آئے"۔ یعنی اتنی عبادت کیا کرتی تھیں کہ رسہ لٹکایا ہوا تھا چھت کے ساتھ کہ اگر نماز پڑھتے ہوئے نیند آنے لگے تو فوراً اس کو پکڑ لیا جائے۔ عورتوں کے لئے فرمایا کہ " عورتوں کے لئے ایک ٹکڑا عبادت کا خاوند کا حق ادا کرنا ہے اور ایک ٹکڑا عبادت کا خدا کا شکر بجا لانا ہے۔ خدا کا شکر کرنا اور خدا کی تعریف کرنی یہ بھی عبادت ہے۔ دوسرا ٹکڑا عبادت کا نماز کو ادا کرنا ہے"

پھر آپ نے فرمایا" امراء میں بہت سا حصہ تکبر کا ہوتا ہے جس کی وجہ سے عبادت نہیں کر سکتے"۔ یہ مرد بھی سن رہے ہیں ان کے لئے بھی اسی طرح ہے۔ "امراء میں بہت سا حصہ تکبر کا ہوتا ہے جس کی وجہ سے عبادت نہیں کر سکتے اور نہ دوسرا حصہ خلقت کی خدمت کا ان سے ادا ہوتا ہے۔ خلقت کی خدمت کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی غریب آدمی سلام کرتا ہے تو بھی برا مناتے ہیں۔" فرمایا" ایسا ہی عورتوں کا حال ہے۔ کوئی چھوٹی عورت آوے تو چاہئے کہ بڑی کو سلام کرے۔ یہ دو ٹکڑے شریعت کے ہیں حق اللہ اور حق العباد" یعنی نمازیں ادا کرنا اللہ کا حق ہے اور عزت سے ہر ایک سے پیش آنا بندوں کا حق ہے............

پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جو عورتیں کسی اور قسم کی ہوں ان کو دوسری عورتیں حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں اور نہ مرد ایسا کریں کیونکہ یہ دل دکھانے والی بات ہے۔" یعنی بری عورتیں جو ہیں ان کو بھی اس طرح نہ دیکھو ورنہ اللہ تعالیٰ اس سے مؤاخذہ کرے گا۔ " یہ بہت بری خصلت ہے یہ ٹھٹھا کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت برا معلوم ہوتا ہے" ٹھٹھا کرنا اس طرح مذاق اڑانا کسی کو شرمندہ کرنے والا ہو پبلک میں" لیکن اگر کوئی ایسی بات ہو جس سے دل نہ دکھے وہ بات جائز رکھی ہے جہاں تک ہو سکے ان باتوں سے پرہیز کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عمل والے کو میں کس طرح جزا دوں گا ﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى . فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى﴾ (النّٰزعٰت: 41-42) اور جو شخص میری عدالت کے تخت کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے گا اور خیال رکھے گا تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کا ٹھکانہ جنت میں کروں گا۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 369-371)

اللہ تعالیٰ ہر احمدی عورت کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والی اور اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرنے والی بنائے اور ہم اللہ اور اس کے رسول اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو ارشادات ہیں ان پر عمل کرنے والے ہوں۔ اور حقیقی نیکی اور تقویٰ ہم سب میں قائم ہو جائے اور نہ صرف ہم میں قائم ہو بلکہ اپنی نسلوں میں بھی قائم کرنے والے ہوں۔"

(الفضل انٹرنیشنل یکم جولائی 2005ء)

16

احمدی لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیاں آپس میں کی جائیں تاکہ آئندہ نسلیں دین پر قائم رہنے والی نسلیں ہوں

(خطبہ جمعہ 24/دسمبر 2004ء بمقام مسجد بیت السلام۔ پیرس۔ فرانس)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ط اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ (النور: 33)

آجکل شادی بیاہ کے بہت سے مسائل سامنے آتے ہیں، روزانہ خطوں میں ان کا ذکر ہوتا ہے، لڑکیوں کی طرف سے عورتوں کی طرف سے بچیوں کے رشتوں کے مسائل ہیں جو کم مالی حیثیت رکھنے والے ہیں ان کے رشتوں کے مسائل ہیں لڑکا ہو یا لڑکی، بیواؤں کے رشتوں کے مسائل ہیں۔ ایسی بعض بیوائیں ہوتی ہیں جو شادی کی عمر کے قابل ہوتی ہیں یا بعض ایسی جو اپنے تحفظ کے لئے شادی کروانا چاہتی ہیں ان کے رشتوں کے مسائل ہیں۔ لیکن ایسی بیوائیں بعض دفعہ معاشرے کی نظروں کی وجہ سے ڈر جاتی ہیں اور باوجود یہ سمجھنے کے کہ ہمیں شادی کی ضرورت ہے، وہ شادی نہیں کرواتیں۔ تو بہر حال مختلف طبقوں کے اپنے اپنے مسائل ہیں ہمارے بعض مشرقی ممالک میں، بیواؤں کے ضمن میں بات کروں گا، اس بات کو بہت برا سمجھا جاتا ہے بلکہ گناہ سمجھا جاتا ہے کہ عورت اگر بیوہ ہو جائے تو دوسری شادی کرے۔ اور بعض بیچاری عورتیں جو اپنے حالات کی وجہ سے شادی کرنا چاہتی

ہیں ان کے بعض دفعہ رشتے بھی طے ہو جاتے ہیں لیکن ان کے عزیز رشتہ دار اس بات کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا۔ اور اس طرح ان کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں اور بیچاری عورت کو اتنا عاجز کر دیتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی سے ہی بیزار ہو جاتی ہے اور حیرت اس بات کی ہے کہ یہاں یورپ میں آ کر جہاں اور دوسرے معاملات میں روشن خیالی کا نام دے کر بہت سارے معاملات میں ملوث ہو جاتے ہیں جن میں سے بعض کی اسلام اجازت بھی نہیں دیتا لیکن یہ جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بیواؤں کی شادی کرو اس بارے میں بڑی غیرت دکھا رہے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ یہ جو مَیں نے آیت تلاوت کی ہے کہ تمہارے درمیان جو بیوائیں ہیں ان کی بھی شادیاں کراؤ اور اسی طرح تمہارے درمیان جو تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے نیک چلن ہوں ان کی بھی شادیاں کراؤ اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی بنا دے گا اور اللہ بہت وسعت عطا کرنے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا حکم جس پر ہر ایک کو عمل کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ تو بڑا واضح طور پر کھل کر فرماتا ہے کہ معاشرے میں اگر نیکیوں کو فروغ دینا ہے تو معاشرے میں جو شادیوں کے قابل بیوائیں ہیں ان کی بھی شادیاں کرانے کی کوشش کرو بلکہ یہاں تک کہ اُس زمانے میں جو غلام تھے اور لونڈیاں تھیں ان میں سے بھی جو نیک فطرت ہیں ان کی بھی شادیاں کروا دو تا کہ برائی نہ پھیلے۔ یہ قوم بھی جو غریب لوگ ہیں یہ بھی مایوسی کا شکار نہ ہوں۔ تو یہ حکم شادی کی پابندی کا ہے۔ اس زمانے میں غلام تو نہیں ہیں لیکن بہت سے ممالک میں غربت ہے اور غربت کی وجہ سے شادی نہیں ہوتی تو جماعت ان لوگوں کی مدد بھی کرتی ہے۔ اس لئے انفرادی طور پر بعض لوگ مدد کرتے ہیں اور کرنی بھی چاہئے۔ تو فرمایا یہ نہ سمجھو کہ ان کی غربت ہے اس لئے شادی نہ کراؤ۔ اگر مرد کام نہیں کرتا یا ملازمت اس کے پاس نہیں ہے یا کوئی کمائی کا ایسا بڑا ذریعہ نہیں ہے تو ان کی شادیاں بھی کرواؤ اور پھر جماعت میں جو ایک

نظام رائج ہے ایسے لوگوں کی ملازمت یا کاروبار کی کوشش بھی کی جاتی ہے اور کرنی بھی چاہئے۔ تو الاّ ماشاء اللہ جب ایسی کوشش ہوتی ہے تو سوائے چند ایک کے شادی کے بعد احساس بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے بیوی بچوں کو سنبھالنا ہے اس لئے کوئی کام کریں، کوئی کاروبار کریں، کوئی نوکری کریں، کوئی ملازمت کریں۔ پھر اکثر بیوی بھی اپنے خاوند کے لئے کوئی کام کرنے کے لئے یا ملازمت حاصل کرنے کے لئے ترغیب دلانے کا باعث بن جاتی ہے۔ بیوی بھی اس پر دباؤ ڈالتی ہے تو اس سے بھی توجہ پیدا ہوتی ہے اور کئی مثالیں ایسی ہیں کہ شادی کے بعد ایسے غریبوں کے حالات بہتر ہو گئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہ علم رکھتا ہے کہ کس کے کیا حالات ہونے ہیں۔ معاشرے کا یہ کام ہے کہ چاہے وہ بیوائیں ہوں، چاہے وہ غریب لوگ ہوں ان کی شادیاں کروانے کی کوشش کرو اس طرح معاشرہ بہت سی قباحتوں سے پاک ہو جائے گا، محفوظ ہو جائے گا۔ بیواؤں میں سے بھی اکثر جو ایسی ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ شادی کرانے کی خواہش رکھتی ہوں، ضرورت مند ہوں اور ان میں سے ایسی بھی بہت ساری تعداد ہوتی ہے جو خاوند کی وفات کے بعد معاشی مسائل سے دوچار ہو جاتی ہے۔ معاشرے کے بعض مسائل ہیں جن سے دوچار ہوتی ہے تو ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کو کوئی ٹھکانہ ملے ان کو تحفظ ملے بجائے اس کے کہ وہ مستقل تکلیف اٹھاتی رہے اس لئے فرمایا کہ پاک معاشرہ کے لئے بھی اور ان کے ذاتی مسائل کے حل کے لئے بھی پوری کوشش کرو کہ ان کی شادیاں کروادو تو یہ ہے حکم اللہ تعالیٰ کا جبکہ جیسا کہ مَیں نے کہا بعض معاشرے اس کو ناپسند کرتے ہیں اسلامی اور احمدی معاشرہ کہلاتے ہوئے بعض لوگ ناپسند کرتے ہیں۔ تو ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مقابلے میں ہماری روایات یعنی وہ جھوٹی روایات جو دوسرے مذاہب یا غیر مسلموں کے بگڑے ہوئے مذہب کا حصہ بن کر ہمارے اندر جڑ پکڑ رہی ہیں، ہمارے اندر داخل ہو رہی ہیں ان کو نکالنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ تو بیوگان کو یہ اجازت دیتا ہے کہ بیوہ ہونے کے بعد اگر کسی کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کے بعد جو عدت کا عرصہ ہے، چار مہینے دس دن کا، وہ پورا کر کے اگر تم اپنی مرضی سے کوئی رشتہ کرلو اور شادی کرلو تو کوئی حرج نہیں ہے کوئی ضرورت نہیں ہے کسی سے فیصلہ لینے کی یا کسی بڑے سے پوچھنے کی لیکن شرط یہ ہے کہ معروف کے مطابق رشتے طے کرو معاشرے کو پتہ ہو کہ یہ شادی ہو رہی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ تو بیواؤں کو تو اپنے متعلق اپنے مستقبل کے متعلق فیصلہ کرنے کا خود اختیار دے دیا گیا ہے یا اجازت ہے اور لوگوں کو یہ کہا ہے کہ تم بلاوجہ اس میں روکیں ڈالنے کی کوشش نہ کرو اور اپنے رشتوں کا حوالہ دینے کی کوشش نہ کرو۔ اگر یہ بیواؤں کے رشتے جائز اور معروف طور پر ہو رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی اجازت دیتا ہے تم پر اس کا کوئی گناہ نہیں ہے تم اپنے آپ کو خاندان کا بڑا سمجھ کر یا بڑے رشتے کا حوالہ دے کر روک نہ ڈالو کہ یہ رشتہ ٹھیک نہیں ہے، نہیں ہونا چاہئے یا مناسب نہیں ہے بیوہ کو خود فیصلہ کرنے کا اختیار ہے تم کسی بھی قسم کی ذمہ داری سے آزاد ہو اللہ تمہارے دل کا بھی حال جانتا ہے۔ اگر تم کسی وجہ سے نیک نیتی سے یہ روک ڈالنے یا سمجھانے کی کوشش کر رہے ہو کہ یہ رشتہ نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ جو تمہارے دل میں ہے ظاہر کر دو اس کو بتا دو اور اس کے بعد پیچھے ہٹ جاؤ اور فیصلے کا اختیار اس بیوہ کے پاس رہنے دو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کا حال جانتا ہے اس کو تمہاری نیت کا پتہ ہے تمہارے سے بہر حال باز پرس نہیں ہو گی اگر نیک نیت ہے تو نیک نیتی کا ثواب مل جائے گا۔

اس بارے میں فرماتا ہے ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ. ﴾ (البقرة: 235)

یعنی تم میں سے وہ لوگ جو وفات دیئے جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں چار مہینے اور دس دن تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔ پس جب وہ اپنی مقررہ مدت کو پہنچ جائیں تو پھر وہ

عورتیں اپنے متعلق معروف کے مطابق جو بھی کریں اس بارے میں تم پر کوئی گناہ نہیں اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ "بیوہ کے نکاح کا حکم اسی طرح ہے جس طرح کہ باکرہ کے نکاح کا حکم ہے چونکہ بعض قومیں بیوہ عورت کا نکاح خلاف عزت خیال کرتے ہیں اور یہ بدرسم بہت پھیلی ہوئی ہے اس واسطے بیوہ کے نکاح کے واسطے حکم ہوا ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ ہر بیوہ کا نکاح کیا جائے نکاح تو اسی کا ہو گا جو نکاح کے لائق ہے اور جس کے واسطے نکاح ضروری ہے۔ بعض عورتیں بوڑھی ہو کر بیوہ ہوتی ہیں بعض کے متعلق دوسرے حالات ایسے ہوتے ہیں کہ وہ نکاح کے لائق نہیں ہوتیں مثلاً کسی کو ایسا مرض لاحق ہے کہ وہ قابل نکاح ہی نہیں یا ایک کافی اولاد اور تعلقات کی وجہ سے ایسی حالت میں ہے کہ اس کا دل پسند ہی نہیں کرسکتا کہ وہ اب دوسرا خاوند کرے ایسی صورتوں میں مجبوری نہیں کہ عورت کو خواہ مخواہ جکڑ کر خاوند کرایا جائے ہاں اس بدرسم کو مٹا دینا چاہئے کہ بیوہ عورت کو ساری عمر بغیر خاوند کے جبراً رکھا جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 320 بدر 10 اکتوبر 1907)

آپؑ نے اس کی وضاحت فرما دی، مزید کھول کر بیان فرما دیا کہ پہلی بات تو معاشرے اور عزیز رشتے داروں کو یہ حکم ہے کہ اگر کوئی شادی کی عمر میں بیوہ ہو جاتی ہے تو تم لوگ اس کے رشتے کی بھی اسی طرح کوشش کرو جیسے باکرہ یا کنواری لڑکی نوجوان لڑکی کے رشتے کے لئے کوشش کرتے ہو یہ تمہاری بے عزتی نہیں ہے بلکہ تمہاری عزت اسی میں ہے دوسری بات کہ اگر کوئی عمر کی زیادتی کی وجہ سے یا بچوں کی زیادہ تعداد کی وجہ سے یا اپنے بعض اور حالات کی وجہ سے یا کسی بیماری کی وجہ سے شادی نہ کرنا چاہے تو یہ فیصلہ کرنا بھی اس کا اپنا کام ہے۔ تم ایک تجویز دے کے اس کے بعد پیچھے ہٹ جاؤ رشتہ کروانے کے لئے، نہ کہ رشتہ روکنے کے لئے رشتہ کرنا یا نہ کرنا یہ اس کا اپنا فیصلہ ہو گا اس کا اپنا حق ہے اس کو

بہر حال مجبور نہ کیا جائے۔ پھر یہ کہ معاشرے کو رشتہ داروں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ زبردستی کسی بیوہ کو ساری عمر بیوہ ہی رکھیں یا اس کو کہیں کہ تم ساری عمر بیوہ رہو اگر خود اپنی مرضی سے کوئی شادی کرنا چاہتی ہے تو قرآنی حکم کے مطابق اسے شادی کرنے دو۔ کسی بیوہ کو شادی سے روکنا بھی بڑی بیہودہ اور گندی رسم ہے اور اس کو اپنے اندر سے ختم کرو۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آپ کو تین مرتبہ فرمایا۔ اے علی! جب نماز کا وقت ہو جائے تو دیر نہ کرو۔ اور اسی طرح جب جنازہ حاضر ہو یا عورت بیوہ ہو اور اس کا ہم کفو مل جائے تو اس میں بھی دیر نہ کرو۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب فی الوقت الاوّل)

تو اس میں آپؐ نے دو باتوں کو جو انسانوں سے تعلق رکھتی ہیں عبادت کے ساتھ رکھا ہے۔ نماز جو اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا ہے اس کی عبادت کرنا ایک فرض ہے اور عبادت کی غرض سے ہی انسان کو پیدا کیا گیا ہے اس کو وقت پہ ادا کرنے کا حکم ہے اور جب وقت آجائے تو اس میں دیر نہیں ہونی چاہئے اسی میں ہماری بھلائی ہے اور پاک معاشرے کے قیام کی ضمانت بھی اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو عبادت کے وقت مقرر کئے ہیں اس وقت میں ادائیگی کی جائے۔ تو اس کے بعد فرمایا کہ جنازہ ہے اگر کوئی فوت ہو جائے تو اس کو دفنانے میں بھی جلدی کرنی چاہئے وفات شدہ کی عزت بھی اسی میں ہے۔ پھر بعض خاندانوں میں دیر تک جنازہ رکھنے سے بعض مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں اس لئے جلدی دفنا دو۔ پھر فرمایا کہ عورت اگر بیوہ ہو جائے اور شادی کے قابل ہو اور اس کا ہم کفو مل جائے، مناسب رشتہ مل جائے، معاشرے میں جو اس عورت کا مقام ہے اس کے مطابق ہو خاندانی لحاظ سے اپنے رہن سہن کے لحاظ سے ہم مزاج ہو عورت کو پسند بھی ہو تو پھر رشتہ دار اس

سلسلہ میں روکیں نہ ڈالیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس کو جلد از جلد بیاہ دو اس سے بھی پاک معاشرے کا قیام ہوگا اور عورت بھی بہت سی باتوں سے جو بیوہ ہونے کی وجہ سے اس کو معاشرے کی سہنی پڑتی ہیں بچ جائے گی۔ پھر بیوہ کو خود بھی اختیار دیا گیا ہے کہ خود بھی وہ جائز طور پر رشتہ کر سکتی ہے جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے یہ بھی اس لئے ہے کہ وہ اپنے آپ کو تحفظ دے سکے۔

اس اختیار کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے اس طرح وضاحت فرمائی ہے کہ ایک روایت میں آتا ہے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ شادی کے معاملہ میں بیوہ اپنے بارے میں فیصلہ کرنے میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری سے اجازت لی جائے گی اور اس کا خاموش رہنا اجازت تصور کیا جائے گا۔

(سنن الدارمی کتاب النکاح باب استثار البکر والثیب)

تو وضاحت ہوگئی کہ بیوہ کا حق بہر حال فائق ہے لیکن کنواری لڑکی کے بارے میں یہ شرط ہے کہ اس کا ولی اس کے بارے میں فیصلہ کرے اور وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات تو اصل میں معاشرے میں بھلائی اور امن پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ تو بیوہ کیونکہ دنیا کے تجربے سے گزر چکی ہوتی ہے دنیا کی اونچ نیچ دیکھ چکی ہوتی ہے اور الا ماشاء اللہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کر سکتی ہے اس لئے اس کو یہ اختیار دے دیا۔ لیکن کنواری لڑکی بعض دفعہ بھول پنے میں غلط فیصلے بھی کر لیتی ہے اس لئے اس کے رشتے کا اختیار اس کے ولی کو دیا گیا ہے لیکن پھر بھی اس کو یہ حق دیا گیا کہ اگر وہ اپنے ولی یا باپ کے فیصلے سے اختلاف رکھتی ہو، اس پر راضی نہ ہو تو نظام جماعت کو بتائے اور فیصلے کروا لے لیکن خود عملی قدم اٹھانے کی اجازت نہیں ہے اس سے بھی معاشرے میں نیکی اور بھلائی کی بجائے فتنہ اور فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ چنانچہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ بعض لڑکیوں نے آنحضرت ﷺ کو عرض کی کہ باپ فلاں رشتہ کرنا چاہتا ہے اور آپؐ نے لڑکیوں کے حق میں فیصلہ دیا۔ بعض دفعہ یہ ہوا کہ

لڑکی نے کہا میں نہیں چاہتی۔ چنانچہ ایک دفعہ اسی طرح ایک لڑکی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ ہم عورتوں کو رشتوں کے معاملہ میں کوئی حق نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا بالکل ہے۔ تو اس نے کہا کہ میرا باپ میرا رشتہ فلاں بوڑھے شخص سے کرنا چاہتا ہے، یا کر رہا ہے یا کر دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں اجازت ہے لیکن اس نیک فطرت بچی نے کہا کہ میں صرف عورت کا حق قائم کرنا چاہتی تھی اپنے باپ کا دل توڑنا نہیں چاہتی مجھے اپنے باپ سے بہت پیار ہے میں اس رشتے پر بھی راضی ہوں لیکن حق بہرحال عورت کا قائم ہونا چاہئے اس کے لئے میں حاضر ہوئی تھی۔

پھر ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک لڑکی کے باپ کا طے کیا ہوا رشتہ (جو لڑکی کی مرضی کے خلاف تھا) تڑوا دیا۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا اس کا اس سے ایک بچہ بھی تھا بچے کے چچا نے عورت کے والد سے اس بیوہ کا رشتہ مانگا عورت نے بھی رضامندی کا اظہار کیا لیکن لڑکی کے والد نے اس کا رشتہ اس کی رضامندی کے بغیر کسی اور جگہ کر دیا اس پر وہ لڑکی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور شکایت کی۔ حضور نے اس کے والد کو بلا کر دریافت کیا اس کے والد نے کہا اس کے دیور سے بہتر آدمی کے ساتھ مَیں نے اس کا رشتہ کیا ہے۔ حضور ﷺ نے باپ کے کئے ہوئے رشتے کو توڑ کر بچے کے چچا یعنی عورت کے دیور سے اس کا رشتہ کر دیا۔

(مسند الاما م الاعظم کتاب ا لنکاح عدم جواز النکاح بغیر رضا المرء ۃ)

اب یہاں بیوہ کا حق فائق تھا اور دوسرے عورت (لڑکی) کی مرضی بھی دیکھنی تھی۔

لیکن یہ جماعت احمدیہ میں بہرحال دیکھا جائے گا کہ لڑکی جہاں رشتہ کر رہی ہے یا جہاں رشتے کی خواہش رکھتی ہے وہ لڑکا بہرحال احمدی ہو کیونکہ ان تمام باتوں کا مقصد پاک معاشرے کا قیام ہے نیکیوں کو قائم کرنا ہے اور نیک اولاد کا حصول ہے۔ اگر احمدی لڑکے احمدی لڑکیوں کو چھوڑ کر اور احمدی لڑکیاں احمدی لڑکوں کو چھوڑ کر دوسروں سے شادی کریں

گے تو معاشرے میں، خاندان میں فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہو گا نئی نسل کے دین سے ہٹنے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے دین کا کفو دیکھنا بھی اس طرح ضروری ہے جس طرح دنیا کا۔ ہمارے لڑکوں اور لڑکیوں کو بعضوں کو بڑا رجحان ہوتا ہے غیروں میں رشتے کرنے کا اس طرف توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے خاص طور پر اس آزاد معاشرے میں نظام کی بھی فکر اس لئے بڑھ گئی ہے کہ ایسے معاملات اب کافی زیادہ ہونے لگ گئے ہیں کہ اپنی مرضی سے غیروں میں، دوسرے مذاہب میں رشتے کرنے لگ جاتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابو حاتم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہارے پاس کوئی ایسا شخص کوئی رشتہ لے کر آئے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اسے رشتہ دے دیا کرو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ وفساد پیدا ہو گا۔ سوال کرنے والے نے سوال کرنا چاہا لیکن آپ ﷺ نے تین دفعہ یہی فرمایا کہ اگر تمہارے پاس کوئی شخص رشتہ لے کر آئے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اسے رشتہ دے دیا کرو۔

(ترمذی کتاب النکاح باب ماجاء جاء کم من ترضون دینہ ......)

تو آپ ﷺ نے اس طرف توجہ دلائی کہ دیندار لڑکے سے رشتہ کر لیا کرو مالی کمزوری بھی اگر ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دین پر قائم ہے تو اللہ تعالیٰ مالی حالات بھی درست فرما دے گا۔ اس لئے جب بچیوں کے رشتے آتے ہیں تو زیادہ لٹکانا نہیں چاہئے بلکہ اگر دینداری کی تسلی ہو گئی ہے تو رشتہ کر دینا چاہئے۔ اس طرح لڑکوں کو بھی آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ رشتے کرتے وقت لڑکی کی ظاہری اور دنیاوی حالت کو نہ دیکھو اس حیثیت کو نہ دیکھا کرو بلکہ یہ دیکھو کہ اس میں نیکی کتنی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو اس کے مال کی وجہ سے یا اس کے

خاندان کی وجہ سے یا اس کے حسن و جمال کی وجہ سے یا اس کی دینداری کی وجہ سے۔لیکن تُو دیندار عورت کو ترجیح دے اللہ تیرا بھلا کرے اور تجھے دیندار عورت حاصل ہو۔

(بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین)

تو اس طرف توجہ دلا کر آئندہ نسلوں کے دیندار ہونے کے ظاہری سامان کی طرف اصل میں توجہ دلائی ہے اپنے گھریلو ماحول کو پرسکون بنانے کی طرف توجہ دلائی ہے کیونکہ اگر ماں نیک اور دیندار ہوگی تو عموماً اولاد بھی دیندار ہوتی ہے۔اور نیک اور دیندار اولاد سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے جو انسان کو سکون پہنچا سکے۔ایک مومن کے لئے معاشرے میں عزت کا باعث نیک اور دیندار اولاد ہی بن سکتی ہے۔تو اس طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہئے۔یہ شکایتیں اب بڑی عام ہونے لگ گئی ہیں کہ بچی نیک ہے، شریف ہے، بااخلاق ہے، پڑھی لکھی ہے، جماعتی کاموں میں حصہ بھی لیتی ہے، لیکن شکل ذرا کم ہے یا قد اس کا دیکھنے والوں کے معیار کے مطابق نہیں ہے۔تو لوگ آتے ہیں دیکھتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔اس بارے میں پہلے بھی ایک دفعہ توجہ دلا چکا ہوں کہ شکل اور قد کاٹھ تو تصویر اور معلومات کے ذریعہ سے بھی پتہ لگ سکتا ہے۔پھر گھر جا کر بچیوں کو دیکھنا اور ان کو تنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان چیزوں کو نہ دیکھو، دینداری کو دیکھو اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنی نسلوں کو سنبھالنا ہے تو دینداری دیکھا کرو اگر بچیوں کی دینداری دیکھیں گے تو آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کے وارث بھی بنیں گے اور اپنی نسل کو بھی دین پر چلتا ہوا دیکھنے والے ہوں گے۔

بعض لوگ تو رشتے کے وقت لڑکیوں کو اس طرح ٹٹول کر دیکھ رہے ہوتے ہیں جس طرح قربانی کے بکرے کو ٹٹولا جاتا ہے۔شادی تو ایک معاہدہ ہے ایک فریق کی قربانی کا نام نہیں ہے بلکہ دونوں فریقوں کی ایک دوسرے کی خاطر قربانی کا نام ہے۔یہ ایسا بندھن ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دنیا تو سامان زیست ہے اور نیک عورت سے بڑھ کر اور کوئی سامان زیست نہیں ہے۔

(ابن ماجہ ابواب النکاح باب افضل النساء)

پس ان لوگوں کے لئے جو ہر چیز کو دنیا کے پیمانے سے ناپتے ہیں۔ان کو بھی یہ حدیث ذہن میں رکھنی چاہئے کہ نیک عورت سے بڑھ کر تمہارے لئے کوئی زندگی کا اور دنیاوی سامان نہیں ہے۔نیک عورت تمہارے گھر کو بھی سنبھال کے رکھے گی اور تمہاری اولاد کی بھی اعلیٰ تربیت کرے گی۔نتیجتاً تم دین و دنیا کی بھلائیاں حاصل کرنے والے ہوگے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ صالح مرد اور صالح عورتوں کی شادی کروایا کرو۔

(سنن الدارمی کتاب النکاح باب فی النکاح الصالحین)

تو اس میں بھی نیک لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کی طرف اشارہ ہے اور یہ نیک کام معاشرے کو فساد سے بچانے کا ذریعہ ہے اس لئے اس میں جلدی بھی کرنی چاہئے لیکن آج کل تو بعض دفعہ دیکھا ہے ایسے لوگ کافی تعداد میں ہیں ماں باپ کے ساتھ لڑکے آتے ہیں 34-35 سال کی عمر ہوتی ہے لیکن ان کو اپنے ساتھ چمٹائے رکھا ہوا ہے۔ان کی ابھی تک شادیاں نہیں کروائیں۔شادی کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

بعض لوگ ایسے ہیں جو بیٹیوں کی کمائی کھانے کے لئے اس طرح کر رہے ہوتے ہیں۔بعض بیٹوں کی کمائی کھانے کے لئے اس طرح کر رہے ہوتے ہیں۔اور جو بیٹیوں کی کمائی کھانے والے ہیں وہ صرف اس لئے کہ گھر کے جو لڑکے ہیں وہ نکمے ہیں، کوئی کام نہیں کر رہے پڑھے لکھے نہیں اس لئے گھر بیٹیوں کی کمائی پر چل رہا ہے اور اگر شادی کر بھی دی تو کوشش یہ ہوتی ہے کہ داماد، گھر داماد بن کر رہے، گھر میں ہی موجود رہے جو اکثر ناممکن ہوتا ہے۔جس سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔اس لئے شادی کرنے کے بعد اگر میاں بیوی

علیحدہ رہنا چاہتے ہیں اور ان کو توفیق ہے اور والدین عمر کے اس آخری حصے میں نہیں پہنچے ہوتے جہاں ان کو کسی کی مدد کی ضرورت ہو اور کوئی بچہ ان کے پاس نہ ہو، پھر تو ایک اور بات ہے قربانی کرنی پڑتی ہے وہ بھی لڑکوں کا کام ہے اگر کسی کے لڑکا نہ ہو تو پھر لڑکی کی مجبوری ہے لیکن عموماً لڑکی بیاہ کر جب دوسرے گھر میں بھیج دی تو اس کو اپنا گھر بسانے دینا چاہئے اور اس طرف جماعتی نظام کے ساتھ ہماری تینوں ذیلی تنظیمیں لجنہ، خدام، انصار، ان کو بھی توجہ دینی چاہئے ان کو بھی اپنے طور پر تربیت کے تحت سمجھاتے رہنا چاہئے۔ انصار والدین کو سمجھائیں، لجنہ والدین کو، لڑکیوں کو اور خدام لڑکوں کو سمجھائیں۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت مغیرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک جگہ منگنی کا پیغام دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس لڑکی کو دیکھ لو کیونکہ اس طرح دیکھنے سے تمہارے اور اس کے درمیان موافقت اور الفت کا امکان زیادہ ہے۔

(ترمذی کتاب النکاح باب فی النظر الی المخطوبة)

اس اجازت کو بھی آج کل کے معاشرے میں بعض لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے اور یہ مطلب لے لیا ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے ہر وقت علیحدہ بیٹھے رہیں، علیحدہ سیریں کرتے رہیں دوسرے شہروں میں چلے جائیں تو کوئی حرج نہیں، گھروں میں بھی گھنٹوں علیحدہ بیٹھے رہیں تو یہ چیز بھی غلط ہے مطلب یہ ہے کہ آمنے سامنے آ کر شکل دیکھ کر ایک دوسرے کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ بعض حرکات کا باتیں کرتے ہوئے پتہ لگ جاتا ہے پھر آجکل کے زمانے میں گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کھانا کھاتے ہوئے بھی ایک دوسرے کی بہت سی حرکات وعادات ظاہر ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی بات ناپسندیدہ لگے تو بہتر ہے کہ پہلے پتہ لگ جائے اور بعد میں جھگڑے نہ ہوں اور اگر اچھی باتیں ہیں تو موافقت اور الفت اس رشتے کے ساتھ اور بھی پیدا ہو جاتی ہے یا رشتے کے پیغام کے ساتھ تو ایک تعلق شادی سے پہلے ہو جائے گا۔ دوسرے لوگ بعض دفعہ ان کا

کردار یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی کا رشتہ ہو گیا ہے تو اس کو تڑوانے کی کوشش کریں ان کو آمنے سامنے ملنے سے موقع نہیں ملے گا ایک دوسرے کی حرکات دیکھنے سے کیونکہ ایک دوسرے کو جانتے ہوں گے۔ لیکن بعض لوگ دوسری طرف بھی انتہا کو چلے گئے ہیں ان کو یہ بھی برداشت نہیں کہ لڑکا لڑکی شادی سے پہلے یا پیغام کے وقت ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ بھی سکیں اس کو غیرت کا نام دیا جاتا ہے تو اسلام کی تعلیم ایک سموئی ہوئی تعلیم ہے نہ افراط نہ تفریط نہ ایک انتہا نہ دوسری انتہا اور اسی پر عمل ہونا چاہئے اسی سے معاشرہ امن میں رہے گا اور معاشرے سے فساد دور ہوگا۔

پھر ایک روایت ہے حضرت معقلؓ بن یسار بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم ایسی عورتوں سے شادی کرو جو محبت کرنا جانتی ہوں اور جن سے زیادہ اولاد پیدا ہو تاکہ میں کثرت افراد کی وجہ سے سابقہ امتوں پر فخر کر سکوں۔

(ابو داؤد۔ کتاب النکاح۔ باب النھی عن تزویج من لم یلد من النساء)

تو زیادہ بچوں والی عورت کو آپ نے یہ بھی مقام دیا کہ ان کا بچوں کی کثرت کی وجہ سے ایک مقام ہے کیونکہ یہ میری امت میں اضافے کا سبب بن سکتی ہیں۔ یہاں آپ کی مراد صرف یہ نہیں ہے کہ گنتی بڑھا لو، افراد زیادہ ہو جائیں۔ بلکہ ایسی اولاد ہو جو نیکیوں میں بڑھنے والی بھی ہو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والی بھی ہو تبھی وہ آپ کے لئے باعث فخر ہے۔ پس اس میں عورتوں پر یہ ذمہ داری بھی ڈالی ہے کہ صرف اولاد پر فخر نہ کریں بلکہ نیکیوں پر چلنے والی اولاد بنانے کی کوشش کریں جو آپ ﷺ کی امت کہلانے میں فخر محسوس کرے اور آپ ﷺ جس طرح فرما رہے ہیں کہ مجھے بھی ان عورتوں پر فخر ہوگا جن کی اولادیں زیادہ ہوں گی اور نیکیوں پر قائم بھی ہوں گی۔

آنحضرت ﷺ خود بھی صحابہ کو شادی کی اکثر تلقین فرماتے رہتے تھے بلکہ بار بار توجہ دلاتے رہتے تھے۔ اور بعض دفعہ جب کسی کا رشتہ طے کرواتے تو خود بھی بڑی دلچسپی لے

کر ذاتی طور پر انتظامات فرماتے۔اسی طرح کی ایک روایت حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی ہے۔(لمبی روایت ہے) مسند احمد بن حنبل میں آئی ہے۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ (حضرت ربیعہ) رسول کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے ایک دفعہ رسول کریمؐ نے فرمایا ربیعہ! شادی نہیں کرو گے۔تو انہوں نے عرض کی نہیں پھر کچھ عرصے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ربیعہ! شادی نہیں کرو گے تو انہوں نے کہا نہیں۔ربیعہ نے خود ہی سوچا کہ میرا برا بھلا چاہنے والے تو آنحضرت ﷺ ہیں آپ ﷺ جانتے ہیں کہ کیا بھلا ہے کیا برا ہے اگر اب مجھ سے پوچھا تو مَیں ہاں میں جواب دوں گا۔جب رسول کریم ﷺ نے تیسری دفعہ پوچھا تو انہوں نے ہاں میں جواب دیا کہ جی ہاں یا رسول اللہ! اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انصار کے فلاں خاندان کی طرف جاؤ اور ان کو میرا پیغام دو کہ فلاں لڑکی سے تمہاری شادی کر دیں۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے پیغام پر اس نے فوراً تسلیم کر لیا اور ان کی شادی اس لڑکی سے ہو گئی۔اس پر رسول کریم ﷺ نے ولیمہ کا انتظام بھی سارا خود فرمایا اور خود ولیمے میں شامل بھی ہوئے اور دعا بھی کروائی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 58)

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب کسی شخص کے پاس کوئی یتیم لڑکی ہوتی تو وہ اس پر ایک کپڑا ڈال دیتا تھا جب وہ کپڑا ڈال دیتا تھا تو کسی کی مجال نہیں ہوتی تھی کہ کوئی اس لڑکی سے نکاح کر سکے اگر تو وہ خوبصورت اور صاحب مال ہوتی تو وہ خود اس سے نکاح کر لیتا اور اس کا مال کھا جاتا اور شکل وصورت زیادہ اچھی نہ ہوتی اور مالدار ہوتی تو وہ شخص اس کو ساری عمر اپنے پاس روک لیتا یہاں تک کہ وہ مر جاتی جب وہ مر جاتی تو اس کے مال ومتاع کا وہ مالک بن جاتا۔

تو عرب کے یہ حالات تھے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیواؤں اور یتیموں کی شادیوں کی طرف توجہ دلائی اور آنحضرت ﷺ نے بھی خاص دلچسپی لے کر اپنے صحابہ

اور صحابیات کی شادیاں کروائیں اور اس حکم پر عمل کروایا اور تلقین فرمائی کہ بلوغت کی عمر کو پہنچنے پر عورت و مرد کی شادی کر دو۔بیوائیں بھی اگر جوانی کی عمر میں ہیں یا شادی کی خواہش مند ہیں تو ان کی شادیاں کرو اور صرف ذاتی دنیاوی فائدے اٹھانے کے لئے گھروں میں لڑکیوں کو بٹھائے نہ رکھو اور نہ ہی لڑکوں کی اس لئے شادیوں میں تاخیر کرو۔تو یہ اب پورے معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ قابل شادی لوگوں کی شادیاں کروانے کی طرف توجہ دے۔

اس زمانے میں بڑی فکر کے ساتھ قرآن اور آنحضرت ﷺ کے حکم پر عمل کرنے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوشش فرمائی ہے اور خاص طور پر یہ کوشش اور توجہ فرمائی کہ احمدی لڑکیوں اور لڑکوں کے رشتے جماعت میں ہی ہوں تاکہ آئندہ نسلیں دین پر قائم رہنے والی نسلیں ہوں۔آپؑ نے جماعت میں رشتے کرنے کے بارے میں آپس میں بڑی تلقین فرمائی ہے۔ان لوگوں کے لئے جو غیروں میں رشتے کرتے ہیں یہ ان کے لئے ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ "چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے اور اب ہزاروں تک اس کی نوبت پہنچ گئی اور عنقریب بفضلہٖ تعالیٰ لاکھوں تک پہنچنے والی ہے۔" اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں تک پہنچی ہوئی ہے۔" اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان کے باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لئے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بداثر اور بدنتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاح کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے۔یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر متعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اسی جماعت میں داخل نہ ہوں اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں مال میں، دولت میں، علم میں، فضیلت میں، خاندان میں، پرہیزگاری میں، خداترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں۔اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت

میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے ہیں اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثناخوان اور تابع ہیں۔" یعنی اگر خود نہیں کہتے لیکن جو لوگ کہنے والے ہیں ان کی تعریف کرتے ہیں۔ اور "یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سن لے کہ راست باز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے اس لئے مَیں نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ خاص میرے ہاتھ میں مستور اور مخفی طور پر "یعنی Confidential ہوگا" ایک کتاب رہے جس میں اس جماعت کی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام لکھے رہیں۔ اور اگر کسی لڑکی کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو اور نیک چلن اور نیز ان کے اطمینان کے موافق لائق ہو۔ ایسا ہی اگر ایسی لڑکی نہ پاویں تو اس صورت میں ان پر لازم ہوگا کہ وہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں۔ اور ہر ایک کو تسلی رکھنی چاہئے کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غمخوار کی طرح تلاش کریں گے اور حتی الوسع یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی جو تلاش کئے جائیں اہل رشتہ کے ہم قوم ہوں۔ اور یا اگر یہ نہیں تو ایسی قوم میں سے ہوں جو عرف عام کے لحاظ سے باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہوں۔ اور سب سے زیادہ یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی نیک چلن اور لائق بھی ہوں اور نیک بختی کے آثار ظاہر ہوں۔ یہ کتاب پوشیدہ طور پر رکھی جائے گی اور وقتاً فوقتاً جیسی صورتیں پیش آئیں گی اطلاع دی جائے گی اور کسی لڑکے یا لڑکی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کی جائے گی جب تک اس کی لیاقت اور نیک چلنی ثابت نہ ہو جائے۔" بعض لوگ ویسے بھی پوچھ لیتے ہیں آگے کے پہلے بتاؤ۔" اس لئے ہمارے مخلصوں پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی ایک فہرست اسماء (ناموں کی ایک فہرست) بقید

عمر و قومیت بھیج دیں تا وہ کتاب میں درج ہو جائے"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 51,50)

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایک اعلان تھا۔ اسی کے تحت اب یہ شعبہ رشتہ ناطہ مرکز میں بھی قائم ہے، تمام دنیا میں بھی قائم ہے، بعض انفرادی طور پر بھی لوگ دلچسپی رکھتے ہیں ان کے سپرد بھی یہ کام جماعتی طور پر کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشتے طے ہوتے ہیں لیکن پھر بھی بعض مشکلات ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ بھی دور فرمائے لیکن اس میں ان لوگوں کا تسلی بخش جواب بھی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ باہر ہمیں رشتے کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ فرمایا کہ اگر خود ایسے لوگ کافر نہیں کہتے یا فتوے نہیں لگاتے لیکن ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں، ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ خوف کی وجہ سے کچھ کہہ نہیں سکتے ان کی مسجدوں میں جاتے ہیں ان کی باتیں سنتے ہیں تو وہ انہی لوگوں میں شامل ہیں اور ایسے لوگوں سے رشتہ داریاں نہیں کرنی چاہئیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے نام بھجیں اب ہمارا یہ شعبہ رشتہ ناطہ ہے جیسا کہ میں نے کہا جماعت میں ہر جگہ قائم ہے ان کے خلاف عموماً یہ شکایات ہوتی ہیں کہ لڑکیوں کے رشتے نہیں کرواتے۔ اس کی ایک تو یہ دقت ہے کہ ماں باپ لڑکیوں کے نام بھجوا دیتے ہیں لیکن لڑکوں کے نام نہیں بھجواتے اگر لڑکے بھی فہرست میں ہوں تو پھر ہی رشتے کروانے میں سہولت بھی ہوگی۔ عموماً لڑکیوں کی تعداد نسبتاً لڑکوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ ٹھیک ہے۔ لیکن نسبت اتنی زیادہ ہی ہے کہ اگر 51-52 لڑکیاں ہیں تو 48، 49 لڑکے ہوں گے۔ لیکن جو جماعت کے پاس کوائف آتے ہیں اس میں اگر 7-8 لڑکیوں کے کوائف ہوتے ہیں تو ایک لڑکے کے کوائف ہوتے ہیں۔ اس طرح تو پھر رشتے ملانے بہت مشکل ہو جاتے ہیں۔ اگر دونوں طرف کے مکمل کوائف آئیں تو رشتے کروانے میں سہولت ہوگی۔ لڑکوں کے رشتے بعض دفعہ ماں باپ دونوں ہی بلکہ اکثر خود کروانے کی کوشش کرتے ہیں۔ سوائے قریبی رشتہ داریوں کے یا عزیز داریوں کے، لڑکوں

کے رشتوں کے لئے بھی نام اور فہرست اور کوائف نظام جماعت کو مہیا ہونے چاہئیں۔ تبھی پھر لڑکیوں کے رشتے بھی ہو سکتے ہیں تاکہ آپس میں دیکھ کے طے کئے جاسکیں۔ اس لئے والدین کے علاوہ لڑکوں کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ ایک تو جماعت کے اندر لڑکیوں کا رشتہ طے کرنے کی کوشش کریں اور اگر اپنے عزیز رشتہ داروں میں نہیں ملتا تو جماعتی نظام کے تحت طے کرنے کی کوشش کریں۔ اور پھر بعض لوگ خاندانوں اور ذاتوں اور شکلوں وغیرہ کے مسئلے میں الجھ جاتے ہیں۔ تھوڑا سا میں نے پہلے بھی بتایا تھا اور پھر انکار کر دیتے ہیں۔ پھر ان مسئلوں میں اس طرح الجھتے ہیں تو پھر لڑکیوں کے رشتے طے کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔ تو یہ ذاتیں وغیرہ بھی اب چھوڑنی چاہئیں۔

اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائی ہیں اور آجکل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کی کوئی سند نہیں حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے"۔ تو پھر ان چیزوں کے چکر میں نہیں پڑنا چاہئے۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ پر چلتے ہوئے رشتے قائم کرنے کی توفیق دے۔ بچوں کے رشتے کروانے کی توفیق دے اور قرآنی حکم کے مطابق یتیموں، بیواؤں ہر ایک کے رشتے کروانے کی توفیق دے نظام جماعت کو بھی اور لوگوں کو بھی معاشرے کو بھی اور سب بچیاں جن کے والدین پریشان ہیں ان سب کی پریشانیاں دور فرمائے۔" آمین

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 923 تا 940)

17

میاں بیوی کی تلخیوں میں زیادہ قصور لڑکے، لڑکی کے ماں باپ کا ہوتا ہے

میاں بیوی کا بندھن ایک معاہدہ ہے جس میں خدا کو گواہ ٹھہرا کر یہ اقرار کیا جاتا ہے کہ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں گے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 24/جون 2005ء بمقام ٹورانٹو کینیڈا میں فرمایا۔

"مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کینیڈا میں بڑی تیزی کے ساتھ شادیوں کے بعد میاں بیوی کے معاملات میں تلخیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور میرے خیال میں اس میں زیادہ قصور لڑکے، لڑکی کے ماں باپ کا ہوتا ہے ذرا بھی ان میں برداشت کا مادہ نہیں ہوتا۔ یا کوشش یہ ہوتی ہے کہ لڑکے کے والدین بعض اوقات یہ کر رہے ہوتے ہیں کہ بیوی کے ساتھ انڈرسٹینڈنگ (Understanding) نہ ہو اور ان کا آپس میں اعتماد پیدا نہ ہونے دیا جائے کہ کہیں لڑکا ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ یا پھر اس لئے بھی رشتے ٹوٹتے ہیں کہ بعض پاکستان سے آنے والے لڑکے، باہر آنے کے لئے رشتے طے کر لیتے ہیں اور یہاں پہنچ کر پھر رشتے توڑ دیتے ہیں۔ کچھ بھی ایسے لوگوں کو خوف نہیں ہے ان لڑکوں کو کچھ تو خدا کا خوف کرنا چاہئے۔ ان لوگوں نے، جن کے ساتھ آپ کے رشتے طے ہوئے، آپ پر احسان کیا ہے کہ باہر آنے کا موقع دیا۔ تعلیمی قابلیت تمہاری کچھ نہیں تھی ایجنٹ کے ذریعے سے آتے

تو15-20 لاکھ روپیہ خرچ ہوتا مفت میں یہاں آ گئے کیونکہ اکثر یہاں آنے والے لڑکے ٹکٹ کا خرچہ بھی لڑکی والوں سے لے لیتے ہیں۔ تو یہاں آ کر پھر یہ چالاکیاں دکھاتے ہیں۔ یہاں آ کر رشتے توڑ کر کوئی اپنی مرضی کا رشتہ تلاش کر لیتا ہے یا پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق بعض رشتے ہو جاتے ہیں۔ اور بعض دوسری بیہودگی میں پڑ جاتے ہیں۔ اور پھر ایسے لڑکوں کے ماں باپ بھی ان کے ساتھ شامل ہوتے ہیں، چاہے وہ یہاں رہنے والے ہیں یا پاکستان میں رہنے والے ماں باپ ہیں۔

پھر بعض مائیں ہیں جو لڑکیوں کو خراب کرتی ہیں اور لڑکے سے مختلف مطالبے لڑکی کے ذریعے کرواتی ہیں کچھ خدا کا خوف کرنا چاہئے ایسے لوگوں کو۔ پھر بعض لڑکے، لڑکیوں کی جائیدادوں کے چکر میں ہوتے ہیں۔ بچے بھی ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی بجائے اس کے کہ بچوں کی خاطر قربانی دیں قانون سے فائدہ اٹھا کر علیحدگی لے کر جائیداد ہڑپ کرتے ہیں۔ اور اگر بیوی نے بیوقوفی میں مشترکہ جائیداد کر دی تو جائیداد سے فائدہ اٹھایا اور پھر بچوں اور بیوی کو چھوڑ کر چلے گئے۔

کچھ مرد غلط اور غلیظ الزام لگا کر بیویوں کو چھوڑ دیتے ہیں جو کسی طرح بھی جائز نہیں ایسے لوگوں کا تو قضا کو کیس سننا ہی نہیں چاہئے جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں ان کو سیدھا انتظامی ایکشن لے کر امیر صاحب کو اخراج کی سفارش کرنی چاہئے۔ غرض کہ ایک گند ہے جو کینیڈا سمیت مغربی ملکوں میں پیدا ہو رہا ہے اور پھر اس طبقے کے لوگ ایک دوسرے کو تکلیف پہنچا کر خوش ہوتے ہیں۔ بعض بچیوں کے جب دوسری جگہ رشتے ہو جاتے ہیں تو ان کو تڑوانے کے لئے غلط قسم کے خط لکھ رہے ہوتے ہیں کوئی خوف نہیں ایسے لوگوں کو، اللہ تعالیٰ کے عظمت وجلال کی ان کو کوئی بھی فکر نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے سایۂ رحمت سے دور رہنے کی ان کو کوئی بھی پروا نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ کے رسول کے حکم کے خلاف چلتے ہیں اور بجائے اس کے کہ ایک دوسرے کی تکلیف کو محسوس کریں اور اس تکلیف پر ایک جسم کی طرح

، جس طرح جسم کا کوئی عضو بیمار ہونے سے تکلیف ہوتی ہے اُسے محسوس کریں، بے چینی کا اظہار کریں وہ بے حسی میں بڑھ جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ تو تمام مومنوں کو یہ فرما رہے ہیں کہ ایک لڑی میں پروئے جانے کے بعد تم ایک دوسرے کی تکلیف کو محسوس کرو۔ میاں بیوی کا بندھن تو اس سے بھی آگے قدم ہے، اس سے بھی زیادہ مضبوط بندھن ہے، یہ تو ایک معاہدہ ہے جس میں خدا کو گواہ ٹھہرا کر تم یہ اقرار کرتے ہو کہ ہم تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ تم اس اقرار کے ساتھ ان کے لئے اپنے عہد و پیمان کر رہے ہوتے ہو کہ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ہم ہر وقت اس فکر میں رہیں گے کہ ہم کن کن نیکیوں کو آگے بھیجنے والے ہیں۔ وہ کون سی نیکیاں ہیں جو ہماری آئندہ زندگی میں کام آئیں گی۔ ہمارے مرنے کے بعد ہمارے درجات کی بلندی کے کام بھی آئیں۔ ہماری نسلوں کو نیکیوں پر قائم رکھنے کے کام بھی آئیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس وارننگ کے نیچے یہ عہد و پیمان کر رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خبیر ہے۔ جو کچھ تم اپنی زندگی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کرو گے یا کر رہے ہو گے دنیا سے تو چھپا سکتے ہو لیکن خدا تعالیٰ کی ذات سے نہیں چھپا سکتے۔ وہ تو ہر چیز کو جانتا ہے۔ دلوں کا حال بھی جاننے والا ہے۔ دنیا کو دھوکا دے سکتے ہو کہ میری بیوی نے یہ کچھ کیا تھا یا بعض اوقات بیویاں خاوند پہ الزام لگا دیتی ہیں لیکن (اکثر صورتوں میں بیویوں پر ظلم ہو رہا ہوتا ہے) لیکن خدا تعالیٰ کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ اکثر یہی دیکھنے میں آیا ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مرد، عورت کو دھوکا دیتے ہیں۔ لڑکیاں بھی بعض اس زمرے میں شامل ہیں لیکن ان کی نسبت بہت کم ہے۔

اور پھر عہدیدار بھی غلط طور پر مردوں کی طرفداری کی کوشش کرتے ہیں۔ عہدیداروں کو بھی مَیں یہی کہتا ہوں کہ اپنے رویوں کو بدلیں، اللہ نے اگر ان کو خدمت کا موقع دیا ہے تو اس سے فائدہ اٹھائیں یہ نہ ہو کہ ایسے تقویٰ سے عاری عہدیداروں کے خلاف بھی مجھے تعزیری کارروائی کرنی پڑے۔

مرد کو اللہ تعالیٰ نے قَــوَّام بنایا ہے، اس میں برداشت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے اس کے اعصاب زیادہ مضبوط ہوتے ہیں اگر چھوٹی موٹی غلطیاں، کوتاہیاں ہو بھی جاتی ہیں تو ان کو معاف کرنا چاہئے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں ایک صحابی کی اپنی بیوی سے سختی کی باتوں کا ذکر ہو رہا تھا جو صحابہ پاس بیٹھے ہوئے تھے وہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات پر اس قدر رنج اور غصہ تھا کہ ہم نے کبھی ایسی حالت میں آپ کو نہیں دیکھا۔ ایک اور صحابی اس مجلس میں بیٹھے تھے جو اپنی بیوی سے اسی طرح سختی سے پیش آیا کرتے تھے، ان کے حقوق کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ حالت دیکھ کر اس مجلس سے اٹھے، بازار گئے، بیوی کے لئے کچھ تحفے تحائف لئے اور گھر جا کر اپنی بیوی کے سامنے رکھے اور بڑے پیار سے اس سے باتیں کرنے لگے بیوی حیران پریشان تھی کہ آج ان کو ہو کیا گیا ہے یہ کایا کس طرح پلٹ گئی، اس طرح نرمی سے باتیں کر رہے ہیں آخر ہمت کر کے پوچھ ہی لیا، پہلے تو جرأت نہیں پڑتی تھی۔ کہنے لگے آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیویوں پر سختی کرنے کی وجہ سے بہت غصے کی حالت میں دیکھا ہے اس سے پہلے کہ میری شکایت ہو مَیں اپنی حالت بدلتا ہوں۔

تو دیکھیں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ نمونہ بنیں اس صحابی نے فوراً توبہ کی اور نمونہ بننے کی کوشش کی۔ آج آپ میں سے اکثریت بھی جو یہاں بیٹھی ہوئی ہے یا کم از کم کافی تعداد میں یہاں لوگ ایسے ہیں جو ان صحابہ کی اولاد میں سے ہیں جنہوں نے بیعت کے بعد نمونہ بننے کی کوشش کی اور بنے۔ آپ بھی اگر اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں داخل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو یہ نیکیاں اختیار کریں آج عہد کریں کہ ہم نے نیکی کے نمونے قائم کرنے ہیں۔ اپنی بیویوں کے قصور معاف کرنے ہیں اور جو لڑکی والے ہیں زیادتی کرنے والے،

وہ عہد کریں کہ لڑکوں کے قصور معاف کرنے ہیں تو ان جھگڑوں کی وجہ سے جو مختلف خاندانوں میں، معاشرے میں جو تلخیاں ہیں وہ دور ہو سکتی ہیں اگر ایسی چیزیں ختم کر دیں اگر ان عائلی جھگڑوں میں، میاں بیوی کے جھگڑوں میں علیحدگی تک بھی نوبت آ گئی ہے تو ابھی سے دعا کرتے ہوئے، اس نیک ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دعاؤں پر زور دیتے ہوئے، ان پھٹے دلوں کو جوڑنے کی کوشش کریں۔ اور اسی طرح بعض اور وجوہ کی وجہ سے معاشرے میں تلخیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جھوٹی اناؤں کی وجہ سے جو نفرتیں معاشرے میں پنپ رہی ہیں یا پیدا ہو رہی ہیں ان کو دور کریں ایک دوسرے کی غلطیوں اور زیادتیوں اور کوتاہیوں سے پردہ پوشی کو اختیار کریں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے ان کی برائیاں مشہور کرنے کی بجائے پردہ پوشی کا راستہ اختیار کریں ہر ایک کو اپنی برائیوں پر نظر رکھنی چاہئے اللہ کا خوف کرنا چاہئے۔"

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 377 تا 381)

18

جہاں گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے مردوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ نیک نمونہ قائم کریں وہاں ماؤں کی بھی ذمہ داری ہے کہ ان کی اولاد ضائع نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والی ہو

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 25/جون 2005ء جلسہ سالانہ کینیڈا مستورات سے خطاب میں فرمایا۔

"مَیں تقریباً ابتدا سے ہی جب سے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس منصب پر فائز فرمایا ہے جماعت کو تربیتی امور کی طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ اگر آپ اپنے آپ کو اور اپنی آئندہ نسلوں کو دنیا کی غلاظتوں سے بچانا چاہتے ہیں تو اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دیں اور اپنے بچوں کو بھی ان غلاظتوں سے بچانے کی کوشش کریں اور اس کے لئے ان کے سامنے نیک نمونے قائم کریں تا کہ بچے بھی بڑوں کو دیکھ کر ایسی راہوں پر چلنے والے ہوں جو دین کی طرف لے جانے والی راہیں ہیں، جو خدا تعالیٰ کا قرب عطا کرنے والی راہیں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کا پیار سمیٹنے والی راہیں ہیں اور نتیجۃً دنیا و آخرت سنوارنے والی راہیں ہیں۔

جہاں گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے مردوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ نیک نمونے قائم کریں تا کہ ان کے بیوی بچے ان پر انگلی نہ اٹھا سکیں کہ اے ہمارے باپ تم تو ہمیں یہ نصیحت کرتے ہو کہ نیکیوں پر قائم ہو اور یہ یہ عمل کرو اور خود تمہارے عمل یہ ہیں جو کہ مکمل طور پر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں، وہاں ماؤں کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ اگر وہ خدا سے پیار کرنے والی عورتیں ہیں اگر وہ خدا کا خوف دل میں رکھنے والی خواتین ہیں تو یہ نہ دیکھیں کہ

مرد کیا کرتے ہیں۔ یہ دیکھیں کہ ان کی اولاد ضائع نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والی ہو۔ آپ اپنی ذمہ داری نبھائیں۔ وہ مثالیں قائم کریں جو پہلوں نے قائم کی تھیں۔

جب آنحضرتؐ کے صحابہ عبادتوں میں بڑھنے اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کرتے تھے تو صحابیات بھی پیچھے نہیں رہتی تھیں۔ ان میں بھی ایسی خواتین تھیں جو اس نکتہ کو سمجھنے والی تھیں کہ انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے اور اس سے ہی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔ اس کے لئے وہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر بھی عبادتیں کیا کرتی تھیں، راتوں کو جاگتی تھیں، نیند آنے کی صورت میں رسّے لٹکائے ہوتے تھے جن کو پکڑ کر سہارا لے کر عبادتیں کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ بعض صحابہ کو یہ شکوہ تھا کہ ان کی بیویاں ضرورت سے زیادہ اپنے آپ کو عبادتوں میں مشغول رکھتی ہیں۔ راتیں بھی عبادت میں گزارتی ہیں اور دن ان کے روزوں میں گزرتے ہیں اور نتیجۃً وہ مردوں کے حقوق ادا نہیں کرتیں، اپنی اولاد کے حقوق ادا نہیں کرتیں۔ آنحضرتؐ کے پاس یہ شکایات آتی تھیں کہ ان کو روکیں کہ ہمارے بھی حقوق ادا کریں اور بچوں کے بھی حقوق ادا کریں، صرف اپنی عبادتوں کی فکر نہ کریں انہی میں وقت نہ گزاریں۔ اس بات پر آنحضرتؐ نے ایسی عورتوں کو تاکید فرمائی کہ اپنے مردوں کے حقوق ادا کریں اور اپنی عبادتوں کو کم کریں۔ یہ وہ مثالیں ہیں جو ہمارے لئے نمونہ بننے والی خواتین ہمارے سامنے رکھ گئی ہیں۔ اب آپ کو بھی جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ان عبادتوں کی ہلکی سی جھلک بھی آپ میں نظر آتی ہے۔ ہر ایک خود اپنا جائزہ لے۔ اگر نہیں تو ہمیں فکر کرنی چاہیے کہ اس مادی دنیا میں اگر عبادتوں کی طرف توجہ نہ دی تو پھر اگلی نسل جو آپ کی گودوں میں پل رہی ہے اور پلنی ہے جس نے جماعت کی ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں، جن کو عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے چاہئیں، کیا ان نمونوں سے وہ اعلیٰ معیار حاصل کر سکتے ہیں۔ پس اپنے مقصدِ پیدائش کو پورا کرنے کی خاطر، اپنی نسلوں کو اس مقصد کی پہچان کرانے کی خاطر ہمیں اپنی عبادتوں کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔ جیسا کہ

مَیں نے پہلے بھی کہا کہ یہ ٹھیک ہے کہ مردوں کو اپنے نمونے قائم کرنے چاہئیں بلکہ حضرت مسیح موعودؑ تو فرماتے ہیں کہ "مرد کو ایسا نمونہ دکھانا چاہئے کہ عورت کا یہ مذہب ہو جاوے کہ میرے خاوند جیسا اور کوئی نیک بھی دنیا میں نہیں ہے۔ اور وہ یہ اعتقاد کرے کہ یہ باریک سے باریک نیکی کی رعایت کرنے والا ہے"۔ یعنی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کرنے والا ہے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ مردوں کو ایسا کرنا چاہئے لیکن نیک عورت اور خدا کا خوف رکھنے والی عورت، ایک احمدی عورت اور ایمان میں مضبوط عورت کی یہ پہچان بھی ہمیں قرآن کریم نے بتائی ہے کہ ﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ (النسآء: 35) یعنی پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ نے تاکید کی ہے۔ ان تاکید کی جانے والی چیزوں میں سے ایک اولاد کی تربیت بھی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران بنائی گئی ہے وہ اس کی غیر حاضری میں اس کے گھر اور اس کی اولاد کی نگرانی اور حفاظت کی ذمہ دار ہے۔

پس یہ تربیتِ اولاد عورت پر سب سے زیادہ فرض ہے۔ جب تک احمدی عورت اس ذمہ داری کو سمجھتی رہے گی اور اپنے بچوں کی دنیاوی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ان سے بڑھ کر دینی تعلیم و تربیت کی طرف بھی توجہ دیتی رہے گی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک نسل پروان چڑھتی رہے گی۔ بچوں نے کیونکہ زیادہ وقت ماں کے زیرِ سایہ گزارنا ہوتا ہے اس لئے ماں کا اثر بہر حال بچوں پر زیادہ ہوتا ہے۔ اس مغربی معاشرے میں بھی جہاں لوگوں کا خیال ہے کہ جب بچے سکول جانا شروع ہو جاتے ہیں (کیونکہ یہاں تو چھوٹی عمر میں سکول جانا شروع ہو جاتے ہیں) تو اس ماحول کے زیرِ اثر وہ ہماری باتیں نہیں مانتے۔ لیکن جائزہ لیا گیا ہے اور ایک ریسرچ ہوئی ہے جو چھپی ہوئی ہے اس میں بچوں کے کوائف لئے گئے ہیں کہ وہ اپنے والدین میں سے کس سے زیادہ متاثر ہیں، کس کی زیادہ بات مانتے ہیں۔ تو

ایک بڑی تعداد کے یہ نتائج سامنے آئے ہیں کہ پندرہ سولہ سال کی عمر تک لڑکے بھی، صرف لڑکیاں نہیں، بلکہ لڑکے بھی اپنی ماؤں سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ ان کی بات کو زیادہ وزن دیتے ہیں، ان سے دوستی کا تعلق رکھتے ہیں، ان سے راز و نیاز کی باتیں کر لیتے ہیں جبکہ باپوں سے یہ تعلق بہت معمولی ہے لیکن اس عمر کے بعد کیونکہ مغربی معاشرے میں مرد زیادہ آزاد ہیں اور عموماً یہاں ایک عمر کے بعد دیکھا گیا ہے کہ جب بچے بڑے ہونے کی عمر کو پہنچ رہے ہوتے ہیں تو (عورت اور مرد کے تعلقات بھی خراب ہونے شروع ہو جاتے ہیں) اس وقت مرد بچوں کو کھینچنے کے لئے اور کچھ ماحول کے زیرِ اثر بچوں کو آزادی کی طرف چلاتا ہے اور اس وجہ سے بچے مردوں کی طرف زیادہ مائل ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ روک ٹوک نہیں کر رہے ہوتے، اس معاشرے کی گندگیوں اور غلاظتوں میں پڑنے سے باپ اپنے بچوں کو اس طرح نہیں روک رہے ہوتے اس لئے باپوں کی طرف زیادہ رجحان ہو جاتا ہے۔ لیکن اس عمر میں بھی جن ماؤں نے بچوں کو صحیح طرح سنبھالا ہوتا ہے ان کے بچوں کا رجحان ماؤں کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔ تو یہ سبق جو آج پتہ لگ رہا ہے یہ سبق ہمیں پہلے ہی اسلام نے دے دیا کہ مائیں گھر کی نگران کی حیثیت سے بچوں کی تربیت کی زیادہ ذمہ دار ہیں۔ اس لئے وہ بچوں کو اپنے ساتھ لگائیں اور ان کی تربیت کا حق ادا کریں، ان کو برے بھلے کی تمیز سکھائیں۔ اگر اس صحیح رنگ میں تربیت کرنے کی وجہ سے ان کی نفسیات کو سمجھ کر ان کو برے بھلے کی تمیز سکھا کر، صحیح دین کی واقفیت ان کے ذہنوں میں پیدا کر کے ان کو سنبھالو گی تو پھر آپ اگلی نسل کو سنبھالنے والی کہلا سکتی ہیں، تب آپ اپنے خاوند کے گھروں کی حفاظت کرنے والی کہلا سکتی ہیں۔

پس ہر عورت کو اس اہم امر کی طرف بڑی توجہ دینی چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کی اس رنگ میں تربیت کرے اور یہ تربیت اپنے پاک نمونے قائم کرتے ہوئے ایسے اعلیٰ معیار کی ہو جس کو دیکھ کر یہ کہا جاسکے کہ ایک احمدی ماں خود بھی ایک ایسا پاک خزانہ ہے جو اللہ تعالیٰ

کے فضل کو سمیٹنے والا ہے اور ان کی اولادیں بھی ایک ایسا پاک مال ہیں جو اپنی ماں کی تربیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ مال بن چکا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر ہے، جس کی پاک تربیت کو دیکھ کر دنیا رشک کرتی ہے۔ جو کسی چیز کا اگر حرص اور لالچ رکھتا ہے تو وہ دنیاوی چیزوں کا نہیں بلکہ دین میں آگے بڑھنے کا ہے، اپنے ماں باپ کا نام روشن کرنے کا ہے، نیکیوں پر قائم ہونے کا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ جب آیتِ کریمہ ﴿وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لا فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ﴾ (التوبہ:34) نازل ہوئی اس وقت ہم کسی سفر میں آنحضورؐ کے ساتھ تھے۔ اس پر بعض صحابہؓ نے کہا کہ یہ آیت سونا چاندی کے بارے میں اتری ہے۔ یعنی یہ سونا چاندی جب ان کو جمع کیا جاتا ہے تو بعض دفعہ ابتلاء میں ڈالنے والی چیزیں ہیں۔ صحابہ نے کہا کہ کونسا مال بہتر ہے جو ہم جمع کریں۔ تو یہ سن کر آپؐ نے فرمایا کہ سب سے افضل (مال) ذکرِ الٰہی کرنے والی زبان ہے اور شکر کرنے والا دل اور مومنہ بیوی ہے جو اس کے دین پر اس کی مددگار رہوتی ہے۔

(جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن سورۃالتوبہ)

اللہ کرے کہ ہر احمدی عورت مومنہ بیوی اور مومنہ ماں بن کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہو اور آنحضرتؐ نے جس طرح فرمایا ہے اس لحاظ سے بہترین مال ثابت ہو۔ ان عورتوں کی نظر میں دنیاوی مال کی کوئی حیثیت نہ ہو بلکہ ان کو اس بات پر فخر ہو کہ ہمیں آنحضرتؐ نے دین کی خدمت اور اولاد کی بہترین تربیت کی وجہ سے افضل مال قرار دیا ہے، ہمیں اب دنیاوی مالوں سے کوئی غرض نہیں۔ جب یہ سوچ ہوگی تو خدا تعالیٰ اپنی جناب سے اپنے وعدوں کے مطابق آپ کی ضروریات بھی پوری فرمائے گا اور ایسے ایسے راستوں سے آپ کی مدد فرمائے گا جس کا آپ سوچ بھی نہیں سکتیں۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے ایک جگہ ﴿وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا o لا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ط﴾ (الطلاق:3-4) کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ یعنی "جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا اس کو اللہ تعالیٰ ایسے طور سے رزق پہنچائے گا کہ جس طور سے معلوم بھی نہ ہوگا۔ رزق کا خاص طور سے اس واسطے ذکر کیا کہ بہت سے لوگ حرام مال جمع کرتے ہیں۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں اور تقویٰ سے کام لیویں تو خدا تعالیٰ خود ان کو رزق پہنچاوے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ﴾ (الاعراف: 197) جس طرح پر ماں بچے کی متولّی ہوتی ہے اسی طرح پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں صالحین کا متکفّل ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں کو ذلیل کرتا ہے اور اس کے مال میں طرح طرح کی برکتیں ڈال دیتا ہے۔ انسان بعض گناہ عمداً بھی کرتا ہے اور بعض گناہ اس سے ویسے بھی سرزد ہوتے ہیں۔ جتنے انسان کے عضو ہیں ہر ایک عضو اپنے اپنے گناہ کرتا ہے۔ انسان کا اختیار نہیں کہ بچے۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے فضل سے بچاوے تو بچ سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے گناہ سے بچنے کے لئے یہ آیت ہے ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ (الفاتحہ: 5) جو لوگ اپنے ربّ کے آگے انکسار سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ شاید کوئی عاجزی منظور ہو جاوے تو ان کا اللہ تعالیٰ خود مددگار ہو جاتا ہے"۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 374)

پس اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننا ہے جو کہ یقیناً ہر احمدی عورت کی خواہش ہے تو تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے اپنے تقویٰ کے معیاروں کو اُونچا کرتے ہوئے خود بھی قدم بڑھانے ہونگے اور اپنی اولاد کی بھی ایسے رنگ میں ترقی کرنی ہوگی کہ وہ آپ کے بعد آپ کا نام روشن کرنے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور آپ کی اولاد کو بھی صالحین کی جماعت میں شامل فرمائے۔ خود آپ کا کفیل ہو، آپ کی ضروریات کو پورا کرنے والا ہو، آپ کو اور آپ کی نسل کو حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا مقصد پورا کرنے والا بنائے اور کوئی ایسا فعل آپ یا

آپ کی اولاد سے سرزد نہ ہو جو جماعت کی بدنامی کا باعث ہو۔

اس ضمن میں یعنی اللہ تعالیٰ کے غیب سے رزق دینے کے بارے میں ایک اور بات بھی میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے کہ یہاں ان مغربی ملکوں میں بعض مجبوریوں کی وجہ سے بعض خواتین کو ملازمت بھی کرنی پڑتی ہے، نوکریاں کرنی پڑتی ہیں لیکن احمدی عورت کو ہمیشہ ایسی ملازمت کرنی چاہیے جہاں اس کا وقار اور تقدس قائم رہے۔ کوئی ایسی ملازمت ایک احمدی عورت یا احمدی لڑکی کو نہیں کرنی چاہیے جس سے اسلام کے بنیادی حکموں پر زد آتی ہو، جس سے آپ پر انگلیاں اٹھیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں نیک لوگوں کو، تقویٰ پر قائم لوگوں کو رزق مہیا فرماتا ہوں، ان کی ضروریات پوری کرتا ہوں۔ اگر خالص ہو کر اس کی خاطر کچھ قربانی بھی کرنی پڑے تو ایک عزم اور ارادے کے ساتھ اس پر قائم رہیں تو خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرماتا ہے کہ وہ ضروریات کچھ تنگی کے بعد پوری ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے، اس لئے وہ یقیناً تقویٰ پر قائم رہنے والے لوگوں کے لئے اپنا وعدہ ضرور پورا کرتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وعدہ کرے اور اس کو پورا نہ کرے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 2/ مارچ 2007ء)

19

وہ عورتیں جو اپنے لڑکوں کے ذریعہ بہوؤں پر ظلم کرواتی ہیں وہ تقویٰ پر چلتے ہوئے ان کی زندگی کو جنت بنائیں

بعض بہوئیں خاوندوں کے ذریعہ ساسوں کے حقوق تلف کر رہی ہوتی ہیں اپنے آپ کو تقویٰ کے لباس سے مزین کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 30/ جولائی 2005ء جلسہ سالانہ یو۔ کے میں مستورات سے خطاب میں فرمایا۔

"ان عورتوں کو بھی آج یہ عہد کرنا چاہئے جو اپنے لڑکوں کے ذریعہ سے اپنی بہوؤں پر ظلم کرواتی ہیں اور ان کی زندگی اجیرن کی ہوئی ہے۔ یہ زندگی چندروزہ ہے اس میں تقویٰ پہ چلتے ہوئے بجائے اس کے کہ اس زندگی کو جنت بنائیں۔ اپنے لئے بھی اور اپنے بیٹوں کے لئے بھی اور ان کی اولاد کے لئے بھی۔ ان لغویات میں پڑ کر کہ بیٹا ہاتھ سے نہ چلا جائے سب کی زندگی جہنم بنا رہی ہوتی ہیں۔

اسی طرح بعض بہوئیں ہیں، اپنے خاوندوں کے ذریعہ سے اپنی ساسوں کے حقوق تلف کر رہی ہوتی ہیں۔ پس خدا کے لئے خدا کا خوف دل میں قائم کرتے ہوئے اپنے دلوں کے تکبر کو ختم کریں اور اپنے آپ کو تقویٰ کے لباس سے مزیّن کریں۔ اپنی اولادوں پر بھی رحم کریں اور ان کی نسلوں پر بھی رحم کریں۔ اگر ماؤں کو یہ خیال ہے کہ یہ ہمارے بیٹے ہیں اس لئے ہم جس طرح چاہیں ان کے ذریعہ سے اپنی بہوؤں پر ظلم کروالیں تو پھر آپ ان ماؤں میں شمار نہیں ہو سکتیں جن کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ کیونکہ آپ نے وہ تعلیم آگے

پھیلائی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف ہے۔ یہ جاگ آپ نے لگائی ہے۔ جو ہوسکتا ہے کہ آگے آپ کی بہوؤں اور بیٹیوں میں بھی چلے اور بیٹوں میں بھی چلے۔ جب ان کو موقعہ ملے گا وہ بھی یہی سلوک اپنے بچوں سے کریں گے، اپنی بہوؤں سے کریں گے۔ تو خدا تعالیٰ کے حکموں کے خلاف چلنے سے جنّتیں نہیں ملا کرتیں۔ جو قانونِ قدرت ہے وہ تو اسی طرح نتیجے نکالے گا جس طرح کہ ایسے عملوں کے نتیجے نکلنے چاہئیں۔ پس یہ چیزیں بھی نفس کی خواہشات کے زمرہ میں آتی ہیں۔ ایک دوسرے سے ساس بہو کے سلوک اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق نہیں تو یہ بھی نفس کی خواہشات ہیں اور پھر اس کے نتیجہ میں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بڑے خوفناک نتائج سامنے آئیں گے۔ پس اگر عذاب سے بچنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی چادر کے نیچے آنا ہے تو تمام نفسانی خواہشات کو ختم کرنا ہوگا، جلانا ہوگا، تباہ کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پس یہ ایک دو مثالیں ہیں جو مَیں نے دی ہیں لیکن قرآنِ کریم ان حکموں سے بھرا پڑا ہے جو نیکیوں کو قائم رکھنے کے لئے ہمیں دیئے گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے تو ایک جگہ فرمایا ہے کہ ان کی تعداد سات سو تک ہے۔ پس اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو جنت کے راستوں کی طرف چلانے کے لئے ان تمام حکموں پر چلنے کی کوشش کرنی ہوگی اور حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی ادا کرنے ہوں گے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم اپنے بارے میں چھ باتوں کی ضمانت دو مَیں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ وہ چھ باتیں کیا ہیں جن کی آپ نے ہم سے ضمانت مانگی ہے۔

فرمایا کہ پہلی بات یہ ہے کہ گفتگو کرو تو سچ بولو۔ اب دیکھیں ہر کوئی اپنا جائزہ لے کہ کیا ہر معاملہ میں سچ بات کہتی ہیں۔ کئی باتیں ایسی آجاتی ہیں جہاں اس بات کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ عورتیں عورتوں کو نیچا دکھانے کے لئے اپنے پاس سے بعض باتیں گھڑ کے مشہور کر دیتی

ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ مرد اس سے پاک ہیں لیکن جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں عورت کی گود میں تربیت پانے والے بچے بھی اسی طرح تربیت پائیں گے جیسی کہ ماں کی ہے۔

آنحضرت ﷺ تو اس حد تک فرماتے تھے کہ اگر تم اپنے بچے کو چیز دینے کے لئے بلاؤ اور پھر نہ دو تو تم نے جھوٹ بولا ہے۔ یعنی کہ مذاق میں بھی ایسی بات نہیں کرنی، ٹالنے کے لئے بھی ایسی بات نہیں کرنی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔ تو دیکھیں اس باریکی سے جا کر اگر اپنا جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ کس حد تک ہمارے سے بے احتیاطیاں ہو جاتی ہیں۔ کس حد تک احتیاط کی ضرورت ہے۔ کس حد تک پھونک پھونک کر قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بچہ اپنے ماں باپ کے زیر اثر رہ کر اور خاص طور پر ایک عمر تک ماں کے زیر اثر رہ کر وہی کچھ سیکھتا ہے جو ماں کا عمل ہو چاہے آپ اس کو وہ باتیں کہہ رہی ہوں یا نہ کہہ رہی ہوں غیر محسوس طریقہ پر یا لاشعوری طور پر وہ چیزیں سیکھ رہا ہوتا ہے یا اثر قبول کر رہا ہوتا ہے۔

پھر دوسری بات جو آپ ﷺ نے جنت میں جانے کی ضمانت کے طور پر فرمائی وہ یہ ہے۔ فرمایا جب تم وعدہ کرو تو وفا کرو، اُسے پورا کرو۔ پس مومن کا وعدہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اُس نے وہ کام کر کے دکھا دیا ہو اور کام کر دیا ہو۔ پھر فرمایا جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو امانت رکھوانے والا اسے مانگے تو اسے دے دیا کرو پھر ٹال مٹول سے کام نہ لیا کرو۔ یہ امانت کا مضمون بھی بہت وسیع مضمون ہے اس وقت تو اس کی تفصیل نہیں بتائی جا سکتی۔ لیکن بہر حال میں صرف اتنا بتا دیتا ہوں کہ احمدیت کی آئندہ نسلیں جو آپ کی گودوں میں پل رہی ہیں اور خاص طور پر واقفین نو، یہ آپ کے پاس جماعت کی امانت ہے۔ پس ان امانتوں کو بھی آپ نے اس طرح جماعت کو لوٹانا ہے جس طرح جماعت نے آپ سے توقع کی ہے، جس طرح خلیفۂ وقت نے آپ سے توقع کی ہے۔

پھر فرمایا کہ تیسری چیز جنت میں جانے کی ضمانت کے طور پر یہ ہے کہ اپنے فروج کی حفاظت کرو۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد کان ناک منہ وغیرہ بھی ہیں۔ اس لئے ایک احمدی عورت کے کان لغویات سننے سے ہر وقت محفوظ رہنے چاہئیں۔ ایک احمدی عورت کو ہر اس نظارے کو دیکھنے سے اپنی آنکھ محفوظ رکھنی چاہئے جس سے دوسری عورت، احمدی ہو یا غیر ہو، اس کے عیب اسے نظر آتے ہوں کیونکہ ایک دوسرے کے عیب تلاش کرنے کا بعضوں کو بڑا شوق ہوتا ہے۔ ہر احمدی عورت کے منہ سے کبھی کوئی ایسا کلمہ نہ نکلے جو دوسرے کے لئے تکلیف کا باعث ہو۔ پس اگر اس بات پر عمل کرنے لگ جائیں تو کبھی معاشرے میں جھگڑے نہ ہوں۔ ساس بہو، نند بھابھی میں آپس میں محبت اور پیار نظر آتا ہو تو سب ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہوں گے۔

پھر پانچویں بات آپ نے یہ بتائی فرمایا کہ غضِ بصر سے کام لینے والے ہوں۔ اور یہ غضِ بصر سے کام لینا ہی ہے جس پر اگر عمل کیا جائے مردوں کی طرف سے بھی اور عورتوں کی طرف سے بھی تو پردے کی طرف توجہ پیدا ہو سکتی ہے جس کا میں پہلے تفصیل سے ذکر کر آیا ہوں۔

اور چھٹی بات آپ نے یہ بیان فرمائی کہ اپنے ہاتھوں کو ظلم سے روکے رکھو۔

(الجامع الصغیر باب حرف التاء حدیث نمبر 3350)

ہاتھوں کو ظلم سے روکنے کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی سے لڑائی نہیں کرنی بلکہ اس زمانہ میں ایک دوسرے کے خلاف خطوط لکھ کر یا کمپیوٹر وغیرہ کے ذریعہ باتیں پھیلا کر ایک دوسرے کو بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے یہ بھی اسی زمرہ میں آتا ہے۔ گو کہ اس میں مرد زیادہ نظر آتے ہیں لیکن بعض دفعہ عورتیں یہ ظلم کرواتی ہیں، مردوں کی مددگار بن رہی ہوتی ہیں یا مردوں کو اکسا رہی ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ کئی ایسے معاملات آجاتے ہیں، میرے پاس بھی آئے ہیں، کہ جن میں ماں نے بچے کو کہا کہ اس طرح اپنی سابقہ بیوی کے بارہ میں لکھ کر

مختلف لوگوں کو بھیجو، بدنام کرنے کی کوشش کرو۔ ای میل کر دیتے ہیں، انٹرنیٹ پر دے دیتے ہیں یا ویسے خط لکھ دیتے ہیں تا کہ اس کا کہیں رشتہ نہ ہو۔ تو یہ انتہائی گھٹیا حرکتیں ہوتی ہیں۔ ہمیشہ ہر احمدی کو ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا جماعت پر بہت فضل ہے کہ کہیں کہیں اِکّا دُکّا ایسے واقعات نظر آتے ہیں جو غیروں میں تو بہت زیادہ ہیں۔ لیکن یہ اِکّا دُکّا واقعات بھی جو ہیں، مَیں ہمیشہ کہا کرتا ہوں دل میں بے چینی پیدا کرنے والے ہوتے ہیں کہ یہ بُرائیاں کہیں بڑھ نہ جائیں۔ پس ہر احمدی عورت یہ جہاد کرے کہ اس نے ان بُرائیوں کو بڑھنے نہیں دینا۔ بلکہ نہ صرف بڑھنے نہیں دینا بلکہ نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنی ہے۔ ان بُرائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہے تا کہ کہیں بھی وہ جماعت کے کسی طبقہ میں کبھی نظر نہ آئیں۔ اور جب یہ عمل کر رہی ہوں گی تو آپ میں سے ہر ایک اللہ کے رسولؐ کے وعدوں کے مطابق جنت کی وارث بن رہی ہوگی۔ جنت میں جانے کی ضمانت حاصل کرنے والی ہوگی اور نہ صرف خود جنت کی وارث بن رہی ہوگی بلکہ اپنی نسلوں کو بھی جنت کی ضمانت دے رہی ہوگی۔ کیونکہ ان پاک گودوں میں پلنے والے بچے بھی یقیناً نیکی اور پاکیزگی کے ماحول میں پرورش پاتے ہوئے آگے اپنی جنت بنانے والے ہوں گے۔ اور یوں سلسلہ در سلسلہ آپ اللہ کے رسولؐ کی جنت میں جانے کی ضمانت حاصل کرتی چلی جائیں گی۔ کیونکہ یہ نسلیں اس دعا سے فیض پانے والی اور وہ دعا کرنے والی نسلیں ہوں گی جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہے کہ فرمایا ﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ج اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (الاحقاف:16) "اے میرے رب مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیں اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جس سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری ذریّت کی بھی اصلاح کر دے یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرماں برداروں

میں سے ہوں۔" لیکن آپ کو اپنے آپ کو اس دعا کا وارث بنانے کے لئے اور اپنی نسلوں کو
بھی اس دعا کا فیض حاصل کرنے والا بنانے کے لئے تا کہ وہ بھی اللہ کے فضلوں کے وارث
ہوں اور فرمانبرداروں میں شامل ہوں، دعاؤں کے ساتھ نیک اعمال بھی بجا لانے
ہوں گے جو اللہ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔ ان دعاؤں کے ساتھ جب نیک عمل ہو
رہے ہونگے تو یہ اگلی نسل کی اصلاح کے بھی باعث بنا رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اسی
طرح زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ "دنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت
لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو۔ کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو۔ خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو
ان کی حیثیت سے باہر ہیں۔ کوشش کرو کہ تا معصوم اور پاک دامن ہونے کی حالت میں
قبروں میں داخل ہو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سُستی مت کرو۔ اپنے
خاوندوں کی دل وجان سے مطیع رہو۔ بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔
سو تم اپنی ذمہ واری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی
جاؤ۔ اسراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بے جا طور پر خرچ نہ کرو۔ خیانت نہ کرو۔
چوری نہ کرو۔ گلہ نہ کرو۔ ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے"۔

(کشتیٔ نوح از روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 81)

پس یہ ہیں وہ توقعات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک احمدی عورت سے
رکھی ہیں اور یہ ہے وہ تعلیم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلامنے ایک احمدی عورت کو دی ہے۔
پس آپ میں سے ہر ایک جو یہاں بیٹھی ہے یا دنیا کے کسی کونے میں موجود ہے۔ ہر احمدی
عورت جو ہے وہ اپنا جائزہ لے کہ وہ کہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات پر پورا
اتر رہی ہے۔ کہاں تک وہ اس عہد بیعت کو نبھا رہی ہے جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سے کیا ہے۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی عورت ان توقعات اور تعلیمات پر پورا اُترنے والی ہو۔
اللہ تعالیٰ ہر احمدی میں وہ روح پیدا کر دے اور جن میں وہ روح ہے ان میں وہ ہمیشہ قائم
رکھے کہ وہ اس بنیادی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں
دی اور جس کو نئے سرے سے آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم میں جاری کیا۔ خدا
کرے کہ آپ کی زینتیں اور آپ کے فخر دنیاوی ساز وسامان اور لہو ولعب نہ ہوں بلکہ
خدا تعالیٰ کی رضا ہو، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہو، اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنا ہو، آپ کا
اوڑھنا بچھونا، اٹھنا بیٹھنا صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے ہو۔ آپ کا تعلق کسی
خاص وقت اور کسی خاص دور کے لئے جماعت کے ساتھ نہ ہو۔ آپ کا خلافت احمدیہ کے
ساتھ تعلق اور پیار کا رشتہ عارضی اور وقتی نہ ہو بلکہ مستقل ہو، ہمیشہ رہنے والا ہو، اپنی نسلوں
میں جاری کرنے والا ہو۔ اور آپ کے خدا تعالیٰ کی خاطر اس تعلق کی وجہ سے آپ کی گودوں
میں پرورش پانے والی مائیں اور آپ کی گودوں میں پرورش پانے والے مستقبل کے باپ
جماعت احمدیہ کو ہمیشہ ملتے رہیں جن کی گودوں اور تربیت سے وہ بچے پروان چڑھیں جو
جماعت اور خلافت احمدیہ پر جان نچھاور کرنے والے ہوں۔ آپ کی گودوں سے وہ بچے پل
کر جوان ہوں جن کی زندگیوں کا مقصد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھانا
ہو اور حضرت محمد ﷺ کا جھنڈا تمام دنیا پر گاڑنا ہو اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہو۔ اللہ
کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اس سوچ اور عمل کے ساتھ زندگی گزارنے والا ہو۔ اور جب
خدا کے حضور حاضر ہوں تو خدا کی پیار کی نظر ہم پر پڑے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کہے کہ اے میری
بندیو اور اے میرے بندو! تمہارے عمل سے میں خوش ہوا۔ تم جو پاک تربیت یافتہ نسل پیچھے
چھوڑ آئے ہو اس سے میں خوش ہوا، اب جاؤ جنت کے جس دروازہ سے تم جنت میں داخل
ہونا چاہتے ہو، ہو جاؤ اور میری رضا کے پھل کھاؤ۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ خدا کرے کہ ایسا

ہی ہو۔ اے میرے خدا رحم اور فضل کرنے والے خدا یہ سب عمل جو تیری رضا حاصل کرنے والے ہیں تیرے فضل کے بغیر نہیں ہو سکتے۔ پس تو ہمیشہ ہم پر فضل کی نظر رکھنا اور ہمیں ان راہوں پر چلانا جو تیری رضا کی راہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 11رمئی 2007ء)

20

بیرون ممالک رشتہ کرتے وقت پوری تحقیق کرلیا کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 24رستمبر 2005ء کو اوسلو (ناروے) میں ایک میٹنگ کے دوران ہدایت دیتے ہوئے فرمایا۔

" اگر والدین اپنی اولاد کی صحیح تربیت کر رہے ہوں تو ایسے کیس نہیں آنے چاہئیں...... علیحدگی کی ابتداء لڑکوں کی طرف سے زیادہ ہوتی ہے...... جو رشتے باہر کے ممالک میں ہوتے ہیں ان میں جلدی نہ کیا کریں بلکہ پہلے پوری تحقیق کروایا کریں۔"

حضور نے فرمایا "شروع سے ہی اولاد کی ایسی تربیت کریں کہ بعد میں جھگڑوں کی اور علیحدگی کی نوبت ہی نہ آئے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 11رنومبر 2005ء)

21

ایسا مہر مقرر نہ ہو جو دکھاوے کی خاطر اور معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والا ہو بلکہ ایسا ہو جو ادا ہو سکے

آجکل شادی بیاہوں پر خرچ بہت بڑھ گیا ہے لڑکی اور لڑکے والے اسراف سے کام لے رہے ہوتے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 25/نومبر 2005ء بمقام بیت الفتوح لندن میں فرمایا۔

"پھر شادی بیاہوں میں مہر مقرر کرنے کا بھی ایک مسئلہ ہے۔ یہ بھی رہتا ہے ہروقت۔اور اگر کبھی خدانخواستہ کوئی شادی ناکام ہو جائے تو پھر لڑکے کی طرف سے اس بارے میں لیت ولعل سے کام لیا جاتا ہے جس کی وجہ سے پھر ان کے خلاف ایکشن بھی ہوتا ہے۔اس لئے پہلے ہی سوچ سمجھ کر مہر رکھنا چاہئے دنیا کے دکھاوے کے لئے نہ رکھنا چاہئے بلکہ ایسا ہو جو ادا ہو سکے۔ایسا مہر مقرر نہ ہو، جیسا کہ مَیں نے کہا، صرف دکھاوے کی خاطر ہو اور پھر معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والا ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مَیں نے انصار کی ایک عورت کو شادی کا پیغام بھجوایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کہ کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کوئی چیز ہوتی ہے۔اس نے کہا مَیں نے اسے دیکھ لیا ہے۔آپ نے فرمایا تو مہر کیا رکھ رہے ہو؟ اس نے کہا چار اوقیہ

چاندی۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا چار اوقیہ؟ سوال کیا۔ چار اوقیہ گویا تم اس پہاڑ کے گوشے سے چاندی کھود کر اسے دو گے۔ ہمارے پاس اتنا نہیں ہے جو ہم تجھے دیں لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ ہم تمہیں کسی مہم پر بھجوا دیں وہاں سے تم کچھ مال غنیمت حاصل کرلو۔ پھر آپ نے ایک دستہ بنی عبس کی طرف بھجوایا تو اس شخص کو اس میں شامل کیا۔

(مسلم كتاب النكاح باب ندب من اراد نكاح امرأة الى ان ينظر الى وجهها)

تو دیکھیں مہر کے بارے میں بھی آپ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ طاقت سے بڑھ کر ہو۔ جو اس کی حیثیت کے مطابق نہیں تھا تو کہا یہ بہت زیادہ ہے۔اور پھر یہ بھی پتہ تھا کہ آپ سے مانگے گا، نظام سے درخواست کرے گا۔آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ مہم پر جاؤ مال غنیمت مل گیا تو اس سے اپنا مہر ادا کر دینا اور یہی بات ہے کہ مہر جو ہے سوچ سمجھ کر رکھنا چاہئے جتنی توفیق ہو جتنی طاقت ہو۔

مہر ایک ایسا معاملہ ہے جس کی وجہ سے بہت سی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔قضاء میں بہت سارے کیس آتے ہیں۔ایسے موقعوں پر تو بڑی عجیب صورت پیدا ہو جاتی ہے۔شادی سے پہلے لڑکی والے لڑکے کو باندھنے کی غرض سے زیادہ مہر لکھوانے کی کوشش کرتے ہیں اور شادی کے بعد اگر کہیں جھگڑے کی صورت پیدا ہو جائے ،طلاق کی صورت ہو جائے ،تو لڑکے بہانے بنا کر اس کو ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر نظام کے لئے اور میرے لئے اور بھی زیادہ تکلیف دہ صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں سزا بھی دینی پڑتی ہے۔اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے واضح ارشادات فرمائے ہیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ کسی نے پوچھا مہر کے متعلق کہ اس کی تعداد کس قدر ہونی چاہئے۔آپؑ نے فرمایا کہ مہر تراضیٔ طرفین سے ہو، آپس میں جو فریقین ہیں ان کی رضامندی سے ہو جس پر کوئی حرف نہیں آتا اور شرعی مہر سے یہ مراد نہیں کہ نصوص یا احادیث میں کوئی اس کی حد مقرر کی گئی ہے۔کوئی حد نہیں ہے مہر کی بلکہ اس

سے مراد اس وقت کے لوگوں کے مروجہ مہر سے ہوا کرتی ہے۔ ہمارے ملک میں یہ خرابی ہے کہ نیت اور ہوتی ہے اور محض نمود کے لئے لاکھ لاکھ روپے کا مہر ہوتا ہے۔ صرف ڈراوے کے لئے یہ لکھا جایا کرتا ہے کہ مرد قابو میں رہے اور اس سے پھر دوسرے نتائج خراب نکل سکتے ہیں۔ نہ عورت والوں کی نیت لینے کی ہوتی ہے نہ خاوند کی دینے کی۔ جیسا کہ فرمایا مسائل اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب لڑائی جھگڑے ہوں۔ فرمایا کہ میرا مذہب یہ ہے کہ جب ایسی صورت میں تنازع آ پڑے تو جب تک اس کی نیت ثابت نہ ہو کہ ہاں رضا و رغبت سے وہ اسی قدر مہر پر آمادہ تھا جس قدر کہ مقرر شدہ ہے تب تک مقرر مہر نہ دلایا جاوے اور اس کی حیثیت اور رواج وغیرہ کو مدنظر رکھ کر پھر فیصلہ کیا جاوے کیونکہ بدنیتی کی اتباع نہ شریعت کرتی ہے اور نہ قانون۔

تو اس بارے میں جو معاملات آتے ہیں اس کو بھی قضاء کو دیکھنا چاہئے۔ اتنا ہی نظام کو یا قضاء کو بوجھ ڈالنا چاہئے جو اس کی حیثیت کے مطابق ہو اور اس کے مطابق حق مہر کا تعین کرنا چاہئے۔ ایسے موقعوں پر بڑی گہرائی میں جا کر جائزہ لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ حیثیت کا تعین کرنے کے لئے فریقین کو بھی قول سدید سے کام لینا چاہئے۔ نہ دینے والا حق مارنے کی کوشش کرے اور نہ لینے والا اپنے پیٹ میں انگارے بھرنے کی کوشش کرے۔

حق مہر کی ادائیگی کے بارے میں ایک اور مسئلہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ ایک عورت اپنا مہر نہیں بخشتی۔ (شادی کر کے اس کو کہتے ہیں کہ بخش بھی دو) تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "یہ عورت کا حق ہے۔ اسے دینا چاہئے اول تو نکاح کے وقت ہی ادا کرے ورنہ بعد ازاں ادا کرنا چاہئے۔ پنجاب اور ہندوستان میں یہ شرافت ہے کہ موت کے وقت یا اس سے پیشتر (یعنی عورتوں کی یہ شرافت ہے کہ موت کے وقت یا اس سے پیشتر) خاوند کو اپنا مہر بخش دیتی ہیں۔ یہ صرف رواج ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 606)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی نے عرض کیا کہ میری بیوی نے مجھے مہر بخش دیا ہے، معاف کر دیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا تم نے اس کے ہاتھ پر رکھا تھا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ پہلے ہاتھ پہ رکھو پھر اگر وہ بخش دے، معاف کر دے تو پھر ٹھیک ہے۔ تو جب واپس آئے کہتے ہیں مَیں نے تو اس کے ہاتھ پر رکھا اور وہ دینے سے انکاری ہے۔ فرمایا یہی طریقہ ہے۔

(تلخیص ازالازھار لذوات الخمار صفحہ 160 طبع دوم)

اصل طریقہ بھی یہی ہے پہلے ہاتھ پر رکھو پھر معاف کرواؤ۔ اس لئے جو کوشش کرتے ہیں ناں مقدمہ لانے سے پہلے کہ جو ہم نے یہ کہہ دیا وہ کہہ دیا ان کو سوچنا چاہئے۔

اور پھر اسی ضمن میں ایک اور بات بھی بیان کر دوں کیونکہ کل ہی بنگلہ دیش سے ایک نے خط لکھ کر پوچھا تھا کہ میری بیوی فوت ہو گئی ہے اور مہر میں نے ادا نہیں کیا تھا تو ایسی صورت میں اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ تو اسی قسم کا ایک سوال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں پیش ہوا تھا کہ میری بیوی فوت ہو گئی ہے مَیں نے نہ مہر اس کو دیا ہے نہ بخشوایا ہے۔ اب کیا کروں۔ تو آپ نے فتویٰ دیا، فرمایا کہ "مہر اس کا ترکہ ہے اور آپ کے نام قرض ہے۔ آپ کو ادا کرنا چاہئے اور اس کی یہ صورت ہے کہ شرعی حصص کے مطابق اس کے دوسرے مال کے ساتھ تقسیم کیا جاوے۔ جس میں ایک حصہ خاوند کا بھی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے نام پر صدقہ دیا جاوے۔"

(فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 148)

تو بعض لوگ جو یہ سمجھتے ہیں یہاں یورپ میں بعض دفعہ ایسے جھگڑے آ جاتے ہیں کہ ملکی قانون جو ہے وہ حقوق دلوا دیتا ہے طلاق کی صورت میں وہ کافی ہے حق مہر نہیں دینا چاہئے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ حقوق بعض دفعہ اگر بچے ہوں تو بچوں کے ہوتے ہیں۔ دوسرے کچھ حد تک اگر بیوی کے ہوں بھی تو وہ ایک وقت تک کے لئے ہوتے ہیں اس لئے

بعد میں یہ مطالبہ کرنا کہ حق مہر نہ دلوایا جائے اور حق مہر میں اس کو ایڈجسٹ کیا جائے یہ میرے نزدیک جائز نہیں۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلی تو بات یہ کہ دیکھ کر حق مہر مقرر کیا جائے۔ حیثیت سے بڑھ کر نہ ہو۔ اس کا تعین قضا کر سکتی ہے کتنا ہے۔ اور جب تعین ہو گیا ہے تو فرمایا کہ یہ تو ایک قرض ہے اور قرض کی ادائیگی بہر حال کرنی ضروری ہے اس لئے یہ بہانے نہیں ہونے چاہئیں کہ حق مہر ادا نہیں کیا۔ تو یہ قرض جو ہے وہ قرض کی صورت میں ادا ہونا چاہئے اس کا ان حقوق سے کوئی تعلق نہیں جو ملکی قانون دلواتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ جس کی حیثیت دس روپے کی ہے اس کا مہر ایک لاکھ کس طرح مقرر ہو سکتا ہے۔ اس لئے حیثیت کے مطابق حق مہر مقرر کرنے کا حق یا تبدیل کرنے کا حق نظام جماعت کو ہے۔ غیر احمدیوں نے تو عجیب عجیب ایسی رسمیں بنالی ہیں یعنی دین کو بھی بالکل تمسخر بنا دیا ہے۔ بیہودہ قسم کے رسم و رواج جو ہیں وہ بیچ میں ڈال دیئے ہیں مثلاً برصغیر میں ہندوستان، پاکستان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی رواج تھا وہیں سے مَیں نے مثال دی ہے کہ مثلاً حق مہر دو من مچھر کی چربی۔ اب نہ اتنی چربی اکٹھی ہو اور نہ حق مہر ادا ہو۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو بالکل غلط طریق کار ہے۔ ہمیں شکر کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم نے مان لیا جنہوں نے ان بے عمل علماء کے فیصلوں اور فتووں سے ہمیں بچا لیا۔ پس اس بات کا شکرانہ بھی اس بات میں ہے کہ شادی کرنے والے جوڑے بھی ہمیشہ قول سدید اور تقویٰ سے کام لیں اور ان کے عزیز رشتہ دار بھی۔

ایک خرچ جو آجکل شادی بیاہوں پر بہت بڑھ گیا ہے اور کم طاقت رکھنے والے اس خرچ کو پورا کرنے کے لئے مطالبہ بھی کرتے ہیں، مدد کی درخواست بھی کرتے ہیں وہ کھانے کا خرچ ہے۔ لڑکی والے بھی اسراف سے کام لے رہے ہوتے ہیں اور لڑکے والے بھی گو کہ

اب پاکستان میں قانون بن گیا ہے کھانا نہیں کھلانا اور ایسی دعوت نہیں کرنی لیکن پھر بھی کچھ لوگ اس کام کو کرتے ہیں اور پھر مختلف طریقے نکال لئے ہیں۔ جب کہا جائے کہ اخراجات تو توفیق اور حیثیت کے مطابق ہونے چاہئیں تو جواب یہی ہوتا ہے کہ صرف ایک کھانا پکایا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ دھوکا نہیں ہے۔ اگر توفیق نہیں تو نہیں کرنا چاہئے یہ کام۔ پھر قانون کے مطابق عمل ہونا چاہئے۔ یا گھر میں سادہ سا جو بھی توفیق ہو اس کے مطابق اتنے آدمیوں کو بلا کر کھلایا جائے۔

اسی طرح بعض صاحب حیثیت جو ہیں وہ اپنی شادیوں پر بلاوجہ کھانوں کا ضیاع کر رہے ہوتے ہیں۔ آٹھ دس قسم کے سالن تیار کئے ہوتے ہیں جو کھائے تو جاتے نہیں، ضائع ہو رہے ہوتے ہیں۔ ان میں بہت سے یہاں یورپ سے جانے والے بھی شامل ہیں جو جا کر اپنی شادیاں کرتے ہیں یا اپنے عزیزوں کی شادیاں کرتے ہیں دکھاوے کی خاطر کہ ہم یورپ سے آ رہے ہیں۔ اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ کھانا پھر بچ جاتا ہے وہ غریبوں میں بھی تقسیم نہیں ہو سکتا کہ چلو کسی غریب کے کام آ جائے تب بھی کوئی بات ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اگر اتنی کشائش ہے کہ اتنے کھانے پکا سکتے ہیں اور خرچ بھی کر سکتے ہیں تو جیسا کہ مَیں نے کہا تھا غریبوں کی شادیوں پر خرچ کرنے کے لئے چندہ دے دیں۔

پھر عام طور پر غیر معمولی سجاوٹیں کی جاتی ہیں اس کے لئے کوشش ہو رہی ہوتی ہے۔
بعض لوگ ربوہ میں شادی کرنے والے اس احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں۔ یہاں سے، باہر سے جانے والے بھی اور ربوہ کے رہنے والے بھی شاید ہوں، رہنے والوں کے پاس تو کم ہی پیسہ ہوتا ہے اس لئے وہ تو اس طرح نہیں کرتے ایک آدھ کے علاوہ، کہ شادی کا انتظام کرنے کے لئے جو لوگ موجود ہیں، جو کاروبار کرتے ہیں ان سے کام کروانے کی بجائے یا ان سے کھانے پکوانے کی بجائے، باہر سے، لاہور وغیرہ سے منگوائے جاتے ہیں کہ زیادہ اعلیٰ انتظام ہوگا۔ ٹھیک ہے ہر ایک کی اپنی اپنی پسند ہے اس کے مطابق کریں۔

لیکن کسی احساس کمتری کے تحت یہ کام نہیں ہونا چاہئے۔احمدی میں اس قسم کا دکھاوے کے لئے احساس کمتری بالکل نہیں ہونا چاہئے بلکہ کسی قسم کا بھی احساس کمتری نہیں ہونا چاہئے۔یہی طوق ہیں جو گردنوں کو جکڑے ہوئے ہیں۔

دوسرے یہ بھی ہے کہ ربوہ میں جو شادی بیاہ کے انتظامات کا کام کرنے والے ہیں۔ان کا بھی خیال رکھنا چاہئے اب وہاں تمام سہولتیں میسر ہیں۔ربوہ میں جو لوگ اس کاروبار میں بیٹھے ہوئے ہیں یا اور دوسرے جو کاروباری لوگ ہیں ان کی مدد کرنی چاہئے۔چھوٹا سا ایک شہر ہے۔وہاں یہ کاروباری لوگ اس سہولت کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں تا کہ احمدیوں کو سہولت میسر آ جائے تو احمدی کو بہر حال احمدی کا خیال رکھنا چاہئے۔اور یہ جو کاروباری لوگ ہیں ربوہ میں، ان کو بھی میں یہ کہتا ہوں کہ اپنی چیزوں کے اعلیٰ معیار قائم کریں۔اپنی سروسز کے اعلیٰ معیار قائم کریں تا کہ کسی قسم کی کمی نہ رہے ان کا بھی دوسروں سے مقابلہ ہونا چاہئے۔اپنی قیمتوں کو بھی مناسب رکھیں تا کہ یہ شکوہ نہ ہو کہ زیادہ قیمتیں لیتے ہیں اس لئے ہم نے کام نہیں کروایا۔تو یہی کاروبار کا گر ہے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ربوہ قائم فرمایا، بنیاد ڈالی، تو اس وقت جو دکانداروں کو نصیحت فرمائی تھی وہ بھی یہی تھی کہ ایک تو اشیاء کے معیار اچھے رکھو دوسرے کم سے کم منافع لو۔کاروبار اس سے چمکے گا۔کاروبار کسی دھوکے سے کامیاب نہیں ہوتے۔اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے کہ اس کے مطابق عمل کریں۔

اللہ کرے کہ ہم ہر قسم کے رسم و رواج بدعتوں اور بوجھوں سے اپنے آپ کو آزاد رکھنے والے ہوں۔اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کرنے والے ہوں اور ہمیشہ اس زمانے کے حَکَم و عدل کی تعلیم کے مطابق دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔دین کو دنیا پر مقدم کرنا بھی ایسا عمل ہے جو تمام نیکیوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے اور تمام برائیوں اور لغو رسم و رواج کو ترک کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔تو اس کی طرف بھی خاص توجہ کرنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 695 تا 700)

22

اپنی رنجشوں کو دور کریں اور صلح وصفائی کی فضا پیدا کریں

اگر آپ کے دل میں بخل کینے پلتے رہے تو خدا ایسے دلوں میں نہیں اترتا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 15 ر اپریل 2006ء کو بمقام آسٹریلیا جلسہ سالانہ میں مستورات سے خطاب میں فرمایا۔

"خدا کرے سب بچیوں کی شادیاں ہو جائیں۔ان کو نیک اور سلجھے ہوئے خاوند مل جائیں جو احمدیت کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔دین کی خدمت کرنے والے ہوں اور آئندہ نسلوں میں بھی احمدیت کی جاگ لگتی چلی جائے............

حضور انور نے فرمایا عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ عورتیں اچھے حالات کی وجہ سے پہلے سے گزارے ہوئے تنگی کے حالات کو بھول جاتی ہیں۔لیکن ایک احمدی عورت کو چاہئے کہ ان اچھے حالات میں بھی اپنے گھروں کو عبادت سے ہمیشہ سجائے رکھیں۔پس اپنے گھروں کو اللہ کی عبادت سے سجائے رکھیں اور آپ کے گھروں میں زندگی کے آثار ہمیشہ نظر آتے رہیں۔

حضور انور نے فرمایا پس اپنی ذاتی عبادتوں کی حفاظت اور گھر کی ذمہ داری صرف مرد کی نہیں عورتوں کی بھی ہے۔پس جس گھر میں عورتیں اپنی راتوں کو زندہ کرنے والی ہوں گی، اپنے مردوں اور بچوں کو عبادت کی طرف توجہ دلانے والی ہوں گی، ان کے گھر خدا کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں گے اور گھریلو ماحول جنّت بن رہے ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا بعض عورتوں کے یہ شکوے بھی دور ہوں گے کہ خاوند توجہ نہیں دیتے۔ایک احمدی مرد بہر حال کچھ نہ کچھ خدا کا خوف دل میں رکھتا ہے۔آپ کے عمل اور آپ کی عبادتوں کو دیکھ کر اس کا دل پھرے گا۔ایک نیک عورت کی سب سے پہلے یہی

خواہش ہونی چاہئے کہ اس کا خدا اس سے راضی ہو۔ پھر خاوند راضی ہو۔ اپنے بچوں کی بہترین تربیت کرے اور خلافت سے وفا کا تعلق باندھے۔ جس گھر میں یہ چیز پیدا ہو جائے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔

حضور انور نے فرمایا یاد رکھیں ہر احمدی گھر جماعت کا اثاثہ ہے۔ کوئی بھی برداشت نہیں کرتا کہ اس کا گھر ضائع ہو جائے۔ جماعت کا اثاثہ ہر مرد، ہر عورت اور ہر بچہ اور ہر بوڑھا ہے۔ ہر ایک کی تربیت کی کوشش کی جاتی ہے کہ کہیں یہ اثاثہ ضائع نہ ہو۔ اس لئے تنظیموں کا نظام قائم ہے۔ تربیت کا نظام قائم ہے کہ ہر شخص اپنے آپ کو جماعت کا اثاثہ سمجھے۔

حضور انور نے فرمایا سب سے اہم ذمہ داری عورت کی ہے جس کے ہاتھ سے ایک نسل پل کر نکلتی ہے۔ اس لئے گھر کی سطح پر اگر ایک احمدی عورت اپنے فرائض کی بجا آوری کرے تو وہ بچے جو ایسی ماؤں کے ہاتھوں میں پل کر جماعتی زندگی میں آتے ہیں وہ ہمیشہ نمازیں پڑھنے والے باوفا بچے ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا جن گھروں میں نظام کے خلاف باتیں ہوتی ہیں وہاں جماعت سے بھی دوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور عبادت سے بھی دوری پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض گھر جہنم کا نمونہ پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ بچوں کی تربیت خراب ہو رہی ہوتی ہے۔ بعض بچے اپنے والدین کے منہ پر کہہ دیتے ہیں کہ ہماری اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح کریں۔ عورت جو گھر کی نگران بنائی گئی ہے وہ اپنی دنیاوی خواہشات کے پیچھے لگ کر گھر کو تباہ کر رہی ہوتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا پس بچوں کی تربیت کرنا جہاں ماؤں کی ذمہ داری ہے وہاں باپ کی بھی ذمہ داری ہے۔ پس آپ دونوں اولاد کی تربیت کے لئے اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو مائیں اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرتی ہیں آنحضرت ﷺ نے اس وجہ سے عورت کو خاص مقام عطا فرمایا ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔

حضور انور نے فرمایا یہ آپ کے بچوں کی اعلیٰ تربیت ہی ہے جو ہر وقت بچوں کو خدا سے جوڑے رکھے گی۔ بچوں کی دعائیں آپ کو بھی اگلے جہان میں جنت کے اعلیٰ درجوں تک پہنچانے کا باعث بن رہی ہوں گی۔

حضور انور نے فرمایا اگر آپ یہ ذمہ داری ادا کرتی ہیں، آپ کے قول وفعل میں تضاد نہ ہو، سچ پر قائم رہیں تو جماعت کی آئندہ نسلیں خدا سے تعلق جوڑنے والی نسلیں ہوں گی۔ پس عبادتوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ قرآن کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ نیکیاں اختیار کرنے والی بنیں۔ برائیوں کو روکنے والی بنیں۔ آپس میں ایک دوسرے سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔ آپس کی رنجشوں کو بھلا دیں۔ اگر آپ کے دل میں بخل، کینے پلتے رہے تو خدا ایسے دلوں میں نہیں اترتا۔

حضور انور نے فرمایا دعاؤں کی قبولیت کے لئے اپنی رنجشوں کو دور کرنا اور صلح وصفائی کی فضا پیدا کرنا ضروری ہے۔ عاجزی دکھانے والی بنیں، دوسروں پر بڑائی دکھانے والی نہ ہوں۔ ہمیشہ اپنے اندر قناعت پیدا کریں۔ دوسرے کے پاس اچھی چیز دیکھ کر بے صبری پیدا نہ ہو، حسد نہ ہو، ناشکری اور بے صبری کبھی نہ دکھائیں۔ ہمیشہ خدا کی شکر گزار بنی رہیں۔ ہمیشہ اپنے اندر قناعت پیدا کئے رکھیں اور ناشکری، حسد سے بچیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض خواتین ملاقات کے دوران اس بات کا اظہار کرتی ہیں کہ اولاد کی بڑی فکر ہے یہاں کا ماحول اثر انداز نہ ہو۔ تو جب آپ عملی نمونہ دکھائیں گی ،خلافت سے تعلق جوڑیں گی اور سب سے بڑھ کر عبادت گزار بنیں گی، مالی قربانی کرتی رہیں گی اور بچوں کو توجہ دلاتی رہیں گی تو خدا تعالیٰ آپ کی ان فکروں کو دور کر دے گا اور آپ کی اولاد سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی۔ خدا آپ کی فکریں دور فرمائے اور آپ کی اولاد جماعت کا سرمایہ بن کر رہے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 19 رمئی 2006ء)

23

شادیوں کے نتیجے میں جورحمی رشتے قائم ہوتے ہیں ان کا بھی خیال رکھو

بیوی نے خاوند کے رشتہ داروں کا خیال رکھنا ہے۔خاوند نے بیوی کے رشتہ داروں کا خیال رکھنا ہے

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ آسٹریلیا میں اختتامی خطاب 16/اپریل 2006ء میں فرمایا۔

" کئی مرد جو نمازیں پڑھنے والے ہیں، چندہ دینے والے ہیں جماعتی کاموں میں حصہ لینے والے ہیں، لیکن گھر جائیں تو بیویوں سے ناروا سلوک کرتے ہیں ۔بعض والدین اپنے بچوں کے ذریعہ حقوق تلف کروا رہے ہوتے ہیں۔بعض بیویاں اپنے خاوندوں کے ذریعہ اس کے والدین کے حقوق تلف کروارہی ہوتی ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ بعض بیویاں چھوڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ انہیں رکھتے ہیں اور نہ بساتے ہیں ۔آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی ایک ایسا ہی واقعہ پیش ہوا کہ ایک خاوند نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے نہ رکھوں گا نہ بساؤں گا۔ پھر جب طلاق والی آیات نازل ہوئیں اور طلاق کی تعداد مقرر ہوئی تو تب اس عورت کی جان چھوٹی۔لیکن اب بھی ایسے معاملے سامنے آتے ہیں کہ مرد کہتے ہیں کہ ہم تنگ کریں گے۔طلاق، خلع کے معاملہ کو لٹکائیں گے اور دستخط وغیرہ نہیں کریں گے ۔ بہرحال ایسی صورت میں نظام جماعت ایکشن لیتا ہے اور لینا چاہئے۔

حضورانور نے فرمایا جو آیت تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً وہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبّر اور شیخی بگھارنے والا ہو۔

حضورانور نے فرمایا دیکھیں قریبی رشتہ داروں میں سے جو قریب ترین رشتہ ہے وہ ماں باپ کا ہے اور تعلیم یہ ہے کہ ان کے حقوق سے لے کر معاشرہ کے اُس شخص کے حقوق ادا کرو جس کو تم جانتے بھی نہیں ہو۔حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ اعلیٰ نیکی یہی ہے کہ بدی کا بدلہ نیکی سے دو، احسان سے دو۔یہی اعلیٰ اخلاق ہیں اور یہی حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔

حضورانور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ بندوں کے حقوق میں سے پہلا حق والدین کا ہے جو اپنے بچوں کی شروع سے ہی پرورش کر رہے ہوتے ہیں۔ ماں بچہ کی زیادہ پرورش کر رہی ہوتی ہے۔ اپنے آپ کو جسمانی مشقت میں ڈال کر بچے کی پرورش کر رہی ہوتی ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ کس کا مجھ پر زیادہ حق ہے؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تیری ماں کا۔تین بار پوچھنے پر یہی فرمایا تیری ماں کا۔ چوتھی بار فرمایا پھر تیرے باپ کا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ماں باپ تجھے ایسی بات کہہ دیں جو تجھے ناپسندیدہ ہو تب بھی تم نے اُف نہیں کرنا بلکہ ان کی فرمانبرداری کرنی ہے۔ اور ان کے لئے دعا کرنی ہے اور عاجزانہ رویّہ کا اظہار کرنا ہے۔تو یہ حق ہے ماں باپ کا بچوں پر۔

حضورانور نے فرمایا تو جب تک یہ حقوق ادا ہوتے رہیں گے تو ماں باپ کی دعاؤں

کے طفیل ان حقوق کے ادا کرنے والوں کی زندگیاں سنورتی رہیں گی۔ ورنہ جو سلوک آج کے نوجوان اپنے والدین سے کر رہے ہیں کل کے بچے وہی سلوک آپ سے کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ شادیاں ہونے کے نتیجہ میں جو رحمی رشتے قائم ہوتے ہیں ان کا بھی خیال رکھو۔ بیوی نے خاوند کے رشتہ داروں کا خیال رکھنا ہے اور خاوند نے بیوی کے رشتہ داروں کا خیال رکھنا ہے۔ اور ان سب کے حقوق ادا کرنے ہیں اور حقوق اسی وقت ادا ہوتے ہیں جب ایک دوسرے سے احسان کے ساتھ پیش آنے کی روح پیدا ہوتی ہے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 19 مئی 2006ء)

24

اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد اور بیوی کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 5 مئی 2006ء میں ارشاد فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ ﴿اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ﴾ (الاحقاف: 16) میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں۔ اور اکثر بیوی کی وجہ سے"۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 456)

تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے جائزہ لیں تو یہ 100 فیصد حقیقت نظر آئے گی کہ ان ملکوں میں بعض خاندان اس لئے بھی ابتلا میں پڑ گئے کہ اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا کہ غیروں میں شادیاں کرنے سے نسلیں برباد ہو جاتی ہیں اور دین سے دور چلی جاتی ہیں۔ کئی ایسے دور ہٹے ہوئے ہیں جن کو اب ہٹنے کا احساس ہو رہا ہے۔ یہاں جو خاندان آئے ہیں ان کے حالات اپنے پہلے ملک کی نسبت بہرحال بہتر ہیں۔ یہ بہتری آپ کو دین سے دُور لے جانے والی اور اپنی قدروں اور اپنی تعلیم اور اپنی روایات کو بھلانے والی نہیں ہونی چاہئے۔ بعض دفعہ وہ جو غلطی کرتے ہیں پھر نظام جماعت کی طرف سے بعض دفعہ کوئی سختی ہو تو پھر نظام کو الزام دیتے ہیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو گئی یا جماعت سے نکال دیا گیا یا ہماری بدنامی کی گئی۔ اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو گا اور دین کا علم ہو گا تو یہ صورتحال کبھی پیدا نہیں ہو گی۔ پس خود بھی اور اپنے بیوی بچوں کا بھی جماعت سے اور

خلافت سے تعلق جوڑے رکھیں اور اس کے لئے آنحضرت ﷺ کی یہ دعا ہمیشہ یاد رکھیں۔

ایک روایت میں آتا ہے شہر بن حوشب ؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت ام سلمہ ؓ سے کہا اے ام المؤمنین! رسول اللہ ﷺ جب آپ کے پاس ہوتے تھے تو کونسی دعا بکثرت کیا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا آپ ﷺ اکثر یہ دعا کرتے کہ اے دلوں کے الٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثبات بخش، ثابت قدم رکھ۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اُمّ سلمہ! ہر آدمی کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جس کے لئے چاہے اس کو قائم کر دے اور جس کے متعلق چاہے اس کو ٹیڑھا کر دے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء فی عقد التسبیح بالید)

پس ہر احمدی کو یہ دعا کرنی چاہئے کہ جو نعمت اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو دے دی ہے۔ اس کو ہمیشہ دلوں میں بٹھائے رکھیں لیکن یہ بغیر اللہ کے فضلوں کے نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ اس کا ذکر کرنا ہے اس کو یاد رکھنا ہے۔ پس اپنے اندر بھی اور اپنی اولادوں کو بھی اس کی عادت ڈال دیں۔

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 228-227)

25

معاشرہ کی برائیوں کا اثر اولاد اور میاں بیوی کے حالات پر ہوتا ہے

اپنے آپ کو اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ 13 رمئی 2006ء جلسہ سالانہ جاپان کے اختتامی خطاب میں فرمایا۔

"معاشرہ کی برائیوں کا اثر اولاد پر ہوتا ہے۔ میاں بیوی کے حالات پر ہوتا ہے۔ رشتے ٹوٹتے ہیں۔ بعض مرد برائیوں میں بڑھ گئے۔ جن عورتوں نے برائیوں کا ساتھ نہیں دیا اور اپنے خاوندوں کو بچانے کی کوشش کی تو ان خاوندوں نے برائیاں تو نہ چھوڑیں لیکن مقدس رشتہ توڑ دیا۔ اللہ کرے ان کے بچوں پر اس کا برا اثر نہ ہو۔"

حضور انور نے فرمایا کہ جاپانی ماؤں سے مَیں کہتا ہوں کہ اپنے خاوندوں کی وجہ سے پیچھے نہ ہٹیں بلکہ خدا سے کئے گئے وعدے کو پورا کریں اور عہد کر لیں کہ خاوند کی طرف سے رشتہ ٹوٹنے کی وجہ سے آپ کی احمدیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ آپ خود اپنے آپ کو ان کے رنگ میں رنگین کرنے کی بجائے اسلامی تعلیم میں ڈھالنے کی کوشش کریں اور دوسروں کے لئے نمونہ بن جائیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 30رجون 2006ء)

26

ہر احمدی اپنا اور اپنے گھر کا جائزہ لے۔ اگر ہمارے اپنے گھروں میں نرمی اور اعلیٰ اخلاق کے نظارے نظر نہیں آ رہے تو ہم نے بھٹکے ہوئے لوگوں کو رستہ کیا دکھانا ہے

(خطبہ جمعہ مؤرخہ 10 ر نومبر 2006ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (النسآء: 2)

"آجکل پھر عائلی جھگڑوں کی شکایات بہت زیادہ ہوگئی ہیں۔ میاں بیوی کے جو معاملات ہیں، آپس کے جھگڑے ہیں ان میں بعض دفعہ ایسے ایسے بیہودہ اور گھناؤنے معاملات سامنے آتے ہیں جن میں ایک دوسرے پر الزام تراشیاں بھی ہوتی ہیں یا مردوں کی طرف سے یا سسرال کی طرف سے ایسے ظالمانہ رویے ہوتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا حکم ذَکِّرْ سامنے نہ ہو کہ نصیحت کرتے رہو، نصیحت یقیناً فائدہ دیتی ہے تو انسان مایوس ہو کر بیٹھ جائے کہ ان بگڑے ہوؤں کو ان کے حال پر چھوڑ دو، یہ سب حدیں پھلانگ چکے ہیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ کے مسیح ومہدی کی غلامی اور نمائندگی میں نصیحت کرنے کے فرمان الٰہی کے مطابق نصیحت کرتے چلے جانے کی طرف توجہ پیدا ہوتی

ہے کہ جن لوگوں نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے یقیناً ان میں شرافت کا کوئی بیج تھا جس سے یہ نیکی کا شگوفہ پھوٹا ہے کہ احمدیت قبول کر لی اور اس پر قائم ہیں۔ پس اللہ کے حکم کے مطابق اور جو کام ذمہ لگایا گیا ہے اس کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہ نصیحت کرو یقیناً اللہ برکت ڈالے گا، میں اللہ تعالیٰ کے اس برکت ڈالنے کے سلوک کی امید کرتے ہوئے آج پھر اس بارے میں کچھ سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے الفاظ میں اثر پیدا کر دے کہ اجڑتے ہوئے گھر جنت کا گہوارہ بن جائیں گو کہ مَیں گزشتہ خطبات میں اشارۃً بھی اس طرف توجہ دلاتا رہا ہوں لیکن آج ذرا کچھ وضاحت سے یہ فرض ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا آجکل بذریعہ خطوط یا بعض ملنے والوں سے سن کر طبیعت بے چین ہو جاتی ہے کہ ہمارے مقاصد کتنے عظیم ہیں اور ہم ذاتی اناؤں کو مسائل کا پہاڑ سمجھ کر کن چھوٹے چھوٹے لغو مسائل میں الجھ کر اپنے گھر کی چھوٹی سی جنت کو جہنم بنا کر جماعتی ترقی میں مثبت کردار ادا کرنے کی بجائے منفی کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان مسائل کو کھڑا کرنے میں جو بھی فریق اپنی اناؤں کے جال میں اپنے آپ کو بھی اور دوسرے فریق کو بھی اور نظام جماعت کو بھی اور پھر آخر کار بعض اوقات مجھے بھی الجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے عقل دے اور وہ اس مقصد کو سمجھے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ "وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کو دوبارہ قائم کروں۔"

پھر آپؑ فرماتے ہیں" خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ

ایسے دلائل اس کو ملیں جن کی رو سے اس کو یقین آ جائے کہ خدا ہے"۔

پس یہ بڑا مقصد ہے جس کے پورا کرنے کی ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے اور اس کو جستجو رہنی چاہئے۔ اور کوئی احمدی بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مقصد کے حصول کے لئے آپ کی مدد نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اپنی اَناؤں سے چھٹکارا حاصل نہیں کرتا ان پاک ہدایتوں پر عمل نہیں کرتا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دی ہیں۔ اگر ہمارے اپنے گھروں میں نرمی اور اعلیٰ اخلاق کے نظارے نظر نہیں آ رہے تو ہم نے گم گشتہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو راستہ کیا دکھانا ہے؟ ہم تو خود ان گم گشتہ لوگوں میں شامل ہیں، ہم تو خود اپنی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے، اپنے گھر کا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم قرآنی تعلیم سے ہٹے ہوئے تو نہیں ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے لاشعوری طور پر دور تو نہیں چلے گئے؟ اپنی اَناؤں کے جال میں تو نہیں پھنسے ہوئے؟ اس بات کا جائزہ لڑکے کو بھی لینا ہوگا اور لڑکی کو بھی لینا ہوگا، مرد کو بھی لینا ہوگا، عورت کو بھی لینا ہوگا، دونوں کے سسرال والوں کو بھی لینا ہوگا کیونکہ شکایت کبھی لڑکے کی طرف سے آتی ہے، کبھی لڑکی کی طرف سے آتی ہے، کبھی لڑکے والے زیادتی کر رہے ہوتے ہیں، کبھی لڑکی والے زیادتی کر رہے ہوتے ہیں لیکن اکثر زیادتی لڑکے والوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ یہاں میں نے گزشتہ دنوں امیر صاحب کو کہا کہ جو اتنے زیادہ معاملات آپس کی ناچاقیوں کے آنے لگ گئے ہیں اس بارے میں جائزہ لیں کہ لڑکے کس حد تک قصوروار ہیں، لڑکیاں کس حد تک قصوروار ہیں اور دونوں طرف کے والدین کس حد تک مسائل کو الجھانے کے ذمہ دار ہیں۔ تو جائزے کے مطابق اگر ایک معاملے میں لڑکی کا قصور ہے تو تقریباً تین معاملات میں لڑکا قصوروار ہے، یعنی زیادہ مسائل لڑکوں کی زیادتی کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں اور تقریباً 30-40 فیصد معاملات کو دونوں طرف کے سسرال بگاڑ رہے ہوتے ہیں۔ اس میں بھی لڑکی کے ماں باپ کم ذمہ دار ہوتے ہیں اور لڑکے کے ماں باپ اپنی ملکیت کا حق

جتانے کی وجہ سے ایسی باتیں کر جاتے ہیں جس سے پھر لڑکیاں ناراض ہو کر گھر چلی جاتی ہیں۔ یہ بھی غلط طریقہ ہے، لڑکے کا کام ہے کہ اپنے ماں باپ کی خدمت کرے لیکن بیویوں کو بھی ان کا حق دے۔ جب ایسی صورت ہوگی تو پھر بیویاں عموماً خاوند کے ماں باپ کی بہت خدمت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ایسی بھی بہت ساری مثالیں ہیں کہ ساس سسر کو اپنے بچوں سے زیادہ اپنی بہوؤں پر اعتماد ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ خدانخواستہ جماعت میں نیکی اور اخلاق رہے ہی نہیں، بالکل ختم ہی ہو گئے ہیں، اکثریت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیکی پر قائم ہے۔ مگر جو مثالیں سامنے آتی ہیں وہ پریشان کرتی ہیں کہ یہ اتنی بھی کیوں ہیں؟ جو جائزہ میں نے یہاں لیا ہے اگر کینیڈا میں، امریکہ میں یا یورپ کی جماعتوں میں لیا جائے تو وہاں بھی عموماً یہی تصویر سامنے آئے گی۔ پس شعبہ تربیت کو ہر جگہ، ہر لیول (Level) پر جماعتی اور ذیلی تنظیموں میں فعال ہونے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

اسلام نے ہمیں اپنے گھریلو تعلقات کو قائم رکھنے اور محبت و پیار کی فضا پیدا کرنے کے لئے کتنی خوبصورت تعلیم دی ہے۔ ایسے لوگوں پر حیرت اور افسوس ہوتا ہے جو پھر بھی اپنی اَناؤں کے جال میں پھنس کر دو گھروں، دو خاندانوں اور اکثر اوقات پھر نسلوں کی بربادی کے سامان کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔ اسلامی نکاح کی یا اس بندھن کے اعلان کی یہ حکمت ہے کہ مرد و عورت جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق میاں اور بیوی کے رشتے میں پروئے جا رہے ہوتے ہیں، نکاح کے وقت یہ عہد کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم ان ارشادات الٰہی پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے جو ہمارے سامنے پڑھے گئے ہیں۔ ان آیات قرآنی پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے جو ہمارے نکاح کے وقت اس لئے تلاوت کی گئیں تاکہ ہم ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں۔ اور ان میں سے سب سے پہلی نصیحت یہ ہے کہ تقویٰ پر قدم مارو، تقویٰ اختیار کرو۔ تو نکاح کے وقت اس نصیحت کے تحت ایجاب وقبول کر رہے ہوتے ہیں، نکاح کی منظوری دے رہے ہوتے ہیں کہ ہم ان پر عمل کریں گے۔ کیونکہ

اگر حقیقت میں تمہارے اندر تمہارے اس رب کا، اس پیارے رب کا پیار اور خوف رہے گا جس نے پیدائش کے وقت سے لے کر بلکہ اس سے بھی پہلے تمہاری تمام ضرورتوں کا خیال رکھا ہے، تمام ضرورتوں کو پورا کیا ہے تو تم ہمیشہ وہ کام کرو گے جو اس کی رضا کے کام ہیں اور اس کے نتیجہ میں پھر ان انعامات کے وارث ٹھہرو گے۔ میاں بیوی جب ایک عہد کے ذریعہ سے ایک دوسرے کے ساتھ بندھ گئے اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے کا عہد کیا تو پھر یہ دونوں کا فرض بنتا ہے کہ ان رشتوں میں مزید بہتری پیدا کرنے کے لئے پھر ایک دوسرے کے رشتہ داروں کا بھی خیال رکھیں۔ یاد رکھیں کہ جب خود ایک دوسرے کا خیال رکھ رہے ہوں گے اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھ رہے ہوں گے، عزیزوں اور رشتہ داروں کا خیال رکھ رہے ہوں گے، ان کی عزت کر رہے ہوں گے، ان کو عزت دے رہے ہوں گے تو رشتوں میں دراڑیں ڈالنے کے لئے پھونکیں مارنے والوں کے حملے ہمیشہ ناکام رہیں گے کیونکہ باہر سے ماحول کا بھی اثر ہو رہا ہوتا ہے۔ آپ کی بنیاد کیونکہ تقویٰ پر ہوگی اور تقویٰ پر چلنے والے کو خدا تعالیٰ شیطانی وساوس کے حملوں سے بچاتا رہتا ہے۔ جب تقویٰ پر چلتے ہوئے میاں بیوی میں اعتماد کا رشتہ ہوگا تو پھر بھڑکانے والے کو چاہے وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو یا اس کا بہت زیادہ اثر ہی کیوں نہ ہو اس کو پھر یہی جواب ملے گا کہ میں اپنی بیوی کو یا بیوی کہے گی میں اپنے خاوند کو جانتا ہوں یا جانتی ہوں، آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، ابھی معاملہ صاف کر لیتے ہیں۔ اور ایسا شخص جو کسی بھی فریق کو دوسرے فریق کے متعلق بات پہنچانے والا ہے اگر وہ سچا ہے تو یہ کبھی نہیں کہے گا کہ اپنے خاوند سے یا بیوی سے میرا نام لے کر نہ پوچھنا، میں نے یہ بات اس لئے نہیں کہی کہ تم پوچھنے لگ جاؤ۔ بات کر کے پھر اس کو آگے نہ کرنے کا کہنے والا جو بھی ہو تو سمجھ لیں کہ وہ رشتے میں دراڑیں ڈالنے والا ہے، اس میں فاصلے پیدا کرنے والا ہے اور جھوٹ سے کام لے رہا ہے۔ اگر کسی کو ہمدردی ہے اور اصلاح مطلوب ہے، اصلاح چاہتا ہے تو وہ ہمیشہ ایسی بات کرے گا جس سے میاں بیوی کا

رشتہ مضبوط ہو۔

پس مردوں، عورتوں دونوں کو ہمیشہ یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ تقویٰ سے کام لینا ہے، رشتوں میں مضبوطی پیدا کرنے کے لئے دعا کرنی ہے، ایک دوسرے کے عزیزوں اور رشتہ داروں کا احترام کرنا ہے، ان کو عزت دینی ہے اور جب بھی کوئی بات سنی جائے، چاہے وہ کہنے والا کتنا ہی قریبی ہو میاں بیوی آپس میں بیٹھ کر پیار محبت سے اس بات کو صاف کریں تا کہ غلط بیانی کرنے والے کا پول کھل جائے۔ اگر دلوں میں جمع کرتے جائیں گے تو پھر سوائے نفرتوں کے اور دوریاں پیدا ہونے کے اور گھروں کے ٹوٹنے کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ پہلے بھی مَیں ذکر کر آیا ہوں کہ کیونکہ تقویٰ پر نہیں چل رہے ہوتے، اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں نہیں ہوتا اس لئے بعض دفعہ دوسروں کی باتوں میں آ کر یا ماحول کے اثر کی وجہ سے اپنی بیوی پر بڑے گھناؤنے الزام لگاتے ہیں یا دوسری شادی کے شوق میں، جو بعض اوقات بعضوں کے دل میں پیدا ہوتا ہے بڑے آرام سے پہلی بیوی پر الزام لگا دیتے ہیں۔ اگر کسی کو شادی کا شوق ہے، اگر جائز ضرورت ہے اور شادی کرنی ہے تو کریں لیکن بیچاری پہلی بیوی کو بدنام نہیں کرنا چاہئے۔ اگر صرف جان چھڑانے کے لئے کر رہے ہو کہ اس طرح کی باتیں کروں گا تو خود ہی خلع لے لے گی اور مَیں حق مہر کی ادائیگی سے (اگر نہیں دیا ہوا) تو بچ جاؤں گا تو یہ بھی انتہائی گھٹیا حرکت ہے۔ اول تو قضاء کو حق حاصل ہے کہ ایسی صورت میں فیصلہ کرے کہ چاہے خلع ہے حق مہر بھی ادا کرو۔ دوسرے یہاں کے قانون کے تحت، قانونی طور پر بھی پابند ہیں کہ بعض خرچ بھی ادا کرنے ہیں۔

اب میں بعض عمومی باتیں بتاتا ہوں۔ اگر علیحدگی ہوتی ہے تو بعض لوگ یہاں قانون کا سہارا لیتے ہوئے بیوی کے پیسے سے لئے ہوئے مکان کا نصف، اپنے نام کرا لیتے ہیں۔ قانون کی نظر میں تو شاید وہ حقدار ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک کھلے کھلے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ اگر تم نے بیوی کو ڈھیروں

مال بھی دیا ہے تو واپس نہ لو۔ کجا یہ کہ بیوی کے مال پر بھی ڈاکے ڈالنے لگ جاؤ، اس کی چیزیں بھی قبضے میں کر لو۔

پھر بعض دفعہ بہانہ جو مردوں کی طرف سے ایک الزام یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ یہ نافرمان ہے، بات نہیں مانتی، میرے ماں باپ کی نہ صرف عزت نہیں کرتی بلکہ ان کی بےعزتی بھی کرتی ہے، میرے بہن بھائیوں سے لڑائی کرتی ہے، بچوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتی ہے، یا گھر سے باہر محلے میں اپنی سہیلیوں میں ہمارے گھر کی باتیں کر کے ہمیں بدنام کر دیا ہے۔ تو اس بارے میں بڑے واضح احکام ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَالّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ فَعِظُوۡهُنَّ وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِی الۡمَضَاجِعِ وَاضۡرِبُوۡهُنَّ ۚ فَاِنۡ اَطَعۡنَکُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَیۡهِنَّ سَبِیۡلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیۡرًا﴾ (النّسآء: 35) اور وہ عورتیں جن سے تمہیں باغیانہ رویے کا خوف ہو ان کو پہلے تو نصیحت کرو، پھر ان کو بستروں میں الگ چھوڑ دو پھر اگر ضرورت ہو تو انہیں بدنی سزا دو۔ یعنی پہلی بات یہ ہے کہ سمجھاؤ، اگر نہ سمجھے اور انتہا ہو گئی ہے اور ارد گرد بدنامی بہت زیادہ ہو رہی ہے تو پھر سختی کی اجازت ہے لیکن اس بات کو بہانہ بنا کر ذرا ذرا سی بات پر بیوی پر ظلم کرتے ہوئے اس طرح مارنے کی اجازت نہیں کہ اس حد تک مارو کہ زخمی بھی کر دو، یہ انتہائی ظالمانہ حرکت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی اس حدیث کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کبھی مارنے کی بھی ضرورت پیش بھی آ جائے تو مار اس حد تک ہو کہ جسم پر نشان نظر نہ آئے۔ یہ بہانہ کہ تم میرے سامنے اونچی آواز میں بولی تھی، میرے لئے روٹی اس طرح کیوں پکائی تھی، میرے ماں باپ کے سامنے فلاں بات کیوں کی، کیوں اس طرح بولی، عجیب چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں، ان باتوں پر تو مارنے کی اجازت نہیں ہے۔ پس اللہ کے حکموں کو اپنی خواہشوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کریں اور خدا کا خوف کریں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری بیوی نے ایک انتہائی قدم جو اٹھایا اور اس پر تمہیں

اس کو سزا دینے کی ضرورت پڑی تو یاد رکھو کہ اب اپنے دل میں کینے نہ پالو۔ جب وہ تمہاری پوری فرمانبردار ہو جائے، اطاعت کر لے تو پھر اس پر زیادتی نہ کرو۔ ﴿فَاِنۡ اَطَعۡنَکُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَیۡهِنَّ سَبِیۡلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیۡرًا﴾ (النّسآء: 35) پس اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو پھر تمہیں ان پر زیادہ کا کوئی حق نہیں ہے۔ یقیناً اللہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔ یاد رکھو اگر تم اپنے آپ کو عورت سے زیادہ مضبوط اور طاقتور سمجھ رہے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے سے بہت بڑا، مضبوط اور طاقتور ہے۔ عورت کی تو پھر تمہارے سامنے کچھ حیثیت ہے بلکہ برابری کی ہی حیثیت ہے لیکن تمہاری تو خدا تعالیٰ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے، اس لئے اللہ کا خوف کرو اور اپنے آپ کو ان حرکتوں سے باز کرو۔

پھر یہ معاملات بھی اب سامنے آنے لگے ہیں کہ شادی ہوئی تو ساتھ ہی نفرتیں شروع ہو گئیں بلکہ شادی کے وقت سے ہی نفرت ہو گئی۔ شادی کی کیوں تھی؟ اور بدقسمتی سے یہاں ان ملکوں میں یہ تعداد بہت زیادہ بڑھ رہی ہے، شاید احمدیوں کو بھی دوسروں کا رنگ چڑھ رہا ہے حالانکہ احمدیوں کو تو اللہ تعالیٰ نے خالص اپنے دین کا رنگ چڑھانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ پس ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اگر مرضی کی شادی نہیں ہوئی تب بھی پہلے اکٹھے رہو، ایک دوسرے کو سمجھو، اس نصیحت پر غور کرو جس کے تحت تم نے اپنے نکاح کا عہد و پیمان کیا ہے کہ تقویٰ پر چلنا ہے، پھر سب کچھ کر گزرنے کے بعد بھی اگر نفرتوں میں اضافہ ہو رہا ہے تو کوئی انتہائی قدم اٹھاؤ اور اس کے لئے بھی پہلے یہ حکم ہے کہ آپس میں حَکَمَیْن مقرر کرو، رشتہ دار ڈالو، سوچو، غور کرو۔ دونوں طرف کے فریقوں کو مختلف قسم کے احکام ہیں۔

افسوس کی بات یہ ہے، گو بہت کم ہے لیکن بعض لڑکیوں کی طرف سے بھی پہلے دن سے ہی یہ مطالبہ آ جاتا ہے کہ ہماری شادی تو ہو گئی لیکن ہم نے اس کے ساتھ نہیں رہنا۔ جب تحقیق کرو تو پتہ چلتا ہے کہ لڑکے یا لڑکی نے ماں باپ کے دباؤ میں آ کر شادی تو کر لی

تھی ورنہ وہ کہیں اور شادی کرنا چاہتے تھے۔ تو ماں باپ کو بھی سوچنا چاہئے اور دو زندگیوں کو اس طرح برباد نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن لڑکوں کی ایک خاص تعداد ہے جو پاکستان، ہندوستان وغیرہ سے شادی ہو کر ان ملکوں میں آتے ہیں اور یہاں آکر جب کاغذات پکے ہو جاتے ہیں تو لڑکی سے نباہ نہ کرنے کے بہانے تلاش کرنے شروع کر دیتے ہیں، اس پر ظلم اور زیادتیاں شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (النساء: 20) کہ ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو اگر تم انہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔ پس جب شادی ہو گئی تو اب شرافت کا تقاضا یہی ہے کہ ایک دوسرے کو برداشت کریں، نیک سلوک کریں، ایک دوسرے کو سمجھیں، اللہ کا تقویٰ اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اللہ کی بات مانتے ہوئے ایک دوسرے سے حسن سلوک کرو گے تو بظاہر ناپسندیدگی، پسند میں بدل سکتی ہے اور تم اس رشتے سے زیادہ بھلائی اور خیر پا سکتے ہو کیونکہ تمہیں غیب کا علم نہیں اللہ تعالیٰ غیب کا علم رکھتا ہے اور سب قدرتوں کا مالک ہے۔ وہ تمہارے لئے اس میں بھلائی اور خیر پیدا کر دے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے ایک لڑکے کے بارے میں پتہ چلا کہ اس کا اپنی بیوی سے نیک سلوک نہیں ہے، بلکہ بڑی بداخلاقی سے پیش آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن وہ مجھے راستے میں مل گیا، میں نے اس کو اس آیت کی روشنی میں سمجھایا۔ وہ وہاں سے سیدھا اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی کو کہا کہ تم جانتی ہو کہ مَیں نے تمہارے سے بڑا دشمنوں والا سلوک کیا ہے لیکن آج حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں، مَیں اب تم سے حسن سلوک کروں گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد سے اللہ تعالیٰ نے اس کو انعامات سے نوازا اور اس کے ہاں چار بڑے خوبصورت بیٹے پیدا ہوئے اور ہنسی خوشی رہنے لگے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی

رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس کے حکم کے مطابق عمل کرو تو اللہ تعالیٰ یہ انعامات دیتا ہے۔

پس جو لڑکے پاکستان وغیرہ ملکوں سے یہاں آکر پھر چند روز بعد اپنی بیویوں کو چھوڑ دیتے ہیں کہ ہمیں پسند نہیں ہے یا بعض لڑکے پاکستان سے اپنے ماں باپ کے کہنے پر یہاں لڑکیاں لے آتے ہیں اور بعد میں جب یہ کہتے ہیں کہ ہمیں پسند نہیں آئی ہم نے ماں باپ کے کہنے پر مجبوری سے یہ شادی کر لی تھی تو وہ ذرا اپنے جائزے لیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہ لڑکے جن کی وجہ سے مسائل کھڑے ہوتے ہیں دو قسم کے ہیں، ایک تو یہاں کے رہنے والے، شادی کر کے لائے اور یہ سوچ رہے ہوتے ہیں کہ کچھ عرصہ دیکھیں گے، طبیعت ملتی ہے کہ نہیں ملتی، کیونکہ یہاں کے ماحول میں یہی سوچ ہو گئی ہے کہ پہلے دیکھو طبیعت ملتی ہے کہ نہیں اور اگر طبیعت نہیں ملتی تو ٹھوکر مار کے گھر سے نکال دو اور یہ لوگ پھر فوری طور پر یہاں اپنی شادیاں اور نکاح رجسٹر بھی نہیں کراتے کہ لڑکی کو کوئی قانونی تحفظات حاصل نہ ہو جائیں اور یہاں رہ کر ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ کر سکے۔ اور ایسے معاملات میں والدین بھی برابر کے قصوروار ہوتے ہیں۔ بہرحال پھر جماعت ایسی بچیوں کو سنبھالنے کی کوشش کرتی ہے لیکن ان کے یہ عمل ظاہر کر رہے ہوتے ہیں کہ یہ کسی طرح بھی جماعت میں رہنے کے حقدار نہیں ہیں۔

دوسری قسم کے لڑکے وہ ہیں جو باہر سے آکر یہاں کی لڑکیوں سے شادیاں کرتے ہیں اور فوری طور پر نکاح رجسٹر کروانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب نکاح رجسٹر ہو جائے اور ان کو ویزا وغیرہ مل جائے تو پھر ان کو لڑکیوں میں برائیاں نظر آنی شروع ہو جاتی ہیں اور پھر علیحدگی اور اپنی مرضی کی شادی۔ تو یہ دونوں قسم کے لوگ تقویٰ سے ہٹے ہوئے ہیں۔ اپنی جانوں پر ظلم نہ کریں، جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش نہ کریں اور تقویٰ پر قائم ہوں، تقویٰ پر قدم ماریں، تقویٰ پر چلیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے ظلم کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ

ان پر بھی ایک بالا ہستی ہے جو بہت طاقتور ہے۔

پھر ایک بیماری جس کی وجہ سے گھر برباد ہوتے ہیں، گھروں میں ہر وقت لڑائیاں اور بے سکونی کی کیفیت رہتی ہے وہ شادی کے بعد بھی لڑکوں کا توفیق ہوتے ہوئے اور کسی جائز وجہ کے بغیر بھی ماں باپ، بہن بھائیوں کے ساتھ اسی گھر میں رہنا ہے۔ اگر ماں باپ بوڑھے ہیں، کوئی خدمت کرنے والا نہیں ہے، خود چل پھر کر کام نہیں کر سکتے اور کوئی مددگار نہیں تو پھر اس بچے کے لئے ضروری ہے اور فرض بھی ہے کہ انہیں اپنے ساتھ رکھے اور ان کی خدمت کرے۔ لیکن اگر بہن بھائی بھی ہیں جو ساتھ رہ رہے ہیں تو پھر گھر علیحدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آجکل اس کی وجہ سے بہت سی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اکٹھے رہ کر اگر مزید گناہوں میں پڑنا ہے تو یہ کوئی خدمت یا نیکی نہیں ہے۔

گزشتہ دنوں جماعت کے اندر ہی کسی ملک میں ایک واقعہ ہوا، بڑا ہی دردناک واقعہ ہے کہ اسی طرح سارے بہن بھائی ایک گھر میں اکٹھے رہ رہے تھے کہ جائنٹ فیملی (Joint Family) ہے۔ ہر ایک نے دو دو کمرے لئے ہوئے تھے۔ بچوں کی وجہ سے ایک دیورانی اور جٹھانی کی آپس میں ان بن ہوگئی۔ شام کو جب ایک کا خاوند گھر میں آیا تو اس نے اس کے کان بھرے کہ بچوں کی لڑائی کے معاملے میں تمہارے بھائی نے اور اس کی بیوی نے اس طرح باتیں کی تھیں۔ اس نے بھی آؤ دیکھا نہ تاؤ بندوق اٹھائی اور اپنے تین بھائیوں کو مار دیا اور اس کے بعد خود بھی خودکشی کر لی۔ تو صرف اس وجہ سے ایک گھر سے چار جنازے ایک وقت میں اٹھ گئے۔

تو یہ چیز کہ ہم پیار محبت کی وجہ سے اکٹھے رہ رہے ہیں، اس پیار محبت سے اگر نفرتیں بڑھ رہی ہیں تو یہ کوئی حکم نہیں ہے، اس سے بہتر ہے کہ علیحدہ رہا جائے۔ تو ہر معاملہ میں جذباتی فیصلوں کی بجائے ہمیشہ عقل سے فیصلے کرنے چاہئیں۔

اس آیت کی تشریح میں کہ ﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ

حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْبُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْبُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ﴾ (النور:62) کہ اندھے پر کوئی حرج نہیں، لولے لنگڑے پر کوئی حرج نہیں، مریض پر کوئی حرج نہیں اور نہ تم لوگوں پر کہ تم اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے کھانا کھاؤ، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں لوگ اکثر اپنے گھروں میں خصوصاً ساس بہو کی لڑائی کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ اگر قرآن مجید پر عمل کریں تو ایسا نہ ہو۔ فرماتے ہیں دیکھو (یہ جو کھانا کھانے والی آیت ہے) اس میں ارشاد ہے کہ گھر الگ الگ ہوں، ماں کا گھر الگ اور شادی شدہ لڑکے کا گھر الگ، تبھی تو ایک دوسرے کے گھروں میں جاؤ گے اور کھانا کھاؤ گے۔ تو دیکھیں یہ جو لوگوں کا خیال ہے کہ اگر ہم ماں باپ سے علیحدہ ہو گئے تو پتہ نہیں کتنے بڑے گناہوں کے مرتکب ہو جائیں گے اور بعض ماں باپ بھی اپنے بچوں کو اس طرح خوف دلاتے رہتے ہیں بلکہ بلیک میل کر رہے ہوتے ہیں کہ جیسے گھر علیحدہ کرتے ہی ان پر جہنم واجب ہو جائے گی۔ تو یہ انتہائی غلط رویہ ہے۔

مَیں نے کئی دفعہ بعض بچیوں سے پوچھا ہے، ساس سسر کے سامنے تو یہی کہتی ہیں کہ ہم اپنی مرضی سے رہ رہے ہیں بلکہ ان کے بچے بھی یہی کہتے ہیں لیکن علیحدگی میں پوچھو تو دونوں کا یہی جواب ہوتا ہے کہ مجبوریوں کی وجہ سے رہ رہے ہیں۔ اور آخر پر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ بہو ساس پر ظلم کر رہی ہوتی ہے اور بعض دفعہ ساس بہو پر ظلم کر رہی ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو محبتیں پھیلانے آئے تھے۔ پس احمدی ہو کر ان محبتوں کو فروغ دیں اور اس کے لئے کوشش کریں نہ کہ نفرتیں پھیلائیں۔ اکثر گھروں والے تو بڑی محبت سے رہتے ہیں لیکن جو نہیں رہ سکتے وہ جذباتی فیصلے نہ کریں بلکہ اگر توفیق ہے اور سہولتیں بھی ہیں، کوئی مجبوری نہیں ہے تو پھر بہتر یہی ہے کہ علیحدہ رہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا یہ بہت عمدہ نکتہ ہے کہ اگر ساتھ رہنا اتنا ہی ضروری ہے تو پھر قرآن کریم میں ماں باپ کے گھر کا علیحدہ ذکر کیوں ہے؟ ان کی خدمت کرنے کا، ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کا، ان کی کسی بات کو برا نہ منانے کا، ان کے سامنے اُف تک نہ کہنے کا حکم ہے، اس کی پابندی کرنی ضروری ہے۔ بیوی کو خاوند کے رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنا چاہئے، اس کی پابندی بھی ضروری ہے اور خاوند کو بیوی کے رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنا چاہئے، اس کی پابندی بھی ضروری ہے۔ یہ بھی نکاح کے وقت ہی بنیادی حکم ہے۔

پس اصل چیز یہ ہے کہ ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہے اور ظلم جس طرف سے بھی ہو رہا ہو ختم کرنا ہے اور اس کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا تھا کہ بعض مرد اس قدر ظالم ہوتے ہیں کہ بڑے گندے الزام لگا کر عورتوں کی بدنامی کر رہے ہوتے ہیں، بعض دفعہ عورتیں یہ حرکتیں کر رہی ہوتی ہیں۔ لیکن مردوں کے پاس کیونکہ وسائل زیادہ ہیں، طاقت زیادہ ہے، باہر پھرنا زیادہ ہے اس لئے وہ اس سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اپنے زعم میں جو بھی فائدہ اٹھا رہے ہوتے ہیں اپنے لئے آگ کا انتظام کر رہے ہوتے ہیں۔ پس خوف خدا کریں اور ان باتوں کو چھوڑیں۔

بعض تو ظلموں میں اس حد تک چلے گئے ہیں کہ بچوں کو لے کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے اور پھر بھی احمدی کہلاتے ہیں۔ ماں بیچاری چیخ رہی ہے چلّا رہی ہے۔ ماں پر غلط الزام لگا کر اس کو بچوں سے محروم کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ قرآن کہتا ہے کہ فائدہ اٹھانے کے لئے غلط الزام نہ لگاؤ۔ اور پھر اس مرد کے، ایسے باپ کے سب رشتہ دار اس کی مدد کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے مرد اور ساتھ دینے والے ایسے جتنے رشتہ دار ہیں ان کے متعلق تو جماعتی نظام کو چاہئے کہ فوری طور پر ایکشن لیتے ہوئے ان کے خلاف تعزیری کارروائی کی سفارش کرے۔ یہ دیکھیں کہ قرآنی تعلیم کیا ہے اور ایسے لوگوں کے کرتوت کیا ہیں؟ افسوس اس بات پر بھی ہوتا ہے کہ بعض دفعہ بعض عہدیدار بھی ایسے مردوں کی مدد کر

رہے ہوتے ہیں اور کہیں سے بھی تقویٰ سے کام نہیں لیا جا رہا ہوتا۔ تو یہ الزام تراشیاں اور بچوں کے بیان اور بچوں کے سامنے ماں کے متعلق باتیں، جو انتہائی نامناسب ہوتی ہیں، بچوں کے اخلاق بھی تباہ کر رہی ہوتی ہیں۔ ایسے مرد اپنی اَناؤں کی خاطر بچوں کو آگ میں دھکیل رہے ہوتے ہیں اور بعض مردوں کی دینی غیرت بھی اس طرح مر جاتی ہے کہ ان غلط حرکتوں کی وجہ سے اگر ان کے خلاف کارروائی ہوتی ہے اور اخراج از نظام جماعت ہو گیا تو تب بھی ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی، اپنی اَنا کی خاطر دین چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

وقف نو کے حوالے سے یہاں ضمناً مَیں یہ بھی ذکر کر دوں کہ اگر ان کا بچہ واقف نو ہو تو والدین کے اخراج کی صورت میں اس کا بھی وقف ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے جماعتیں ایسی صورت میں جہاں جہاں بھی ایسا ہے خود جائزہ لیا کریں۔ پاکستان میں تو وکالت وقف نو اس بات کا ریکارڈ رکھتی ہے لیکن باقی ملکوں میں بھی امیر جماعت اور سیکرٹریان وقف نو کا کام ہے کہ اس چیز کا خیال رکھیں۔ اور پھر معافی کی صورت میں ہر بچے کا انفرادی معاملہ خلیفۂ وقت کے سامنے علیحدہ پیش ہوتا ہے کہ آیا اس کا دوبارہ وقف بحال کرنا ہے کہ نہیں؟ اس لئے ریکارڈ رکھنا بھی ضروری ہے۔

بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ اصل کام ظلم کو ختم کرنا ہے اور انصاف قائم کرنا ہے اور خلافت کے فرائض میں سے انصاف کرنا اور انصاف کو قائم کرنا ایک بہت بڑا فرض ہے۔ اس لئے جماعتی عہدیدار بھی اس ذمہ داری کو سمجھیں کہ وہ جس نظام جماعت کے لئے کام کر رہے ہیں وہ خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں کام کر رہا ہے۔ اس لئے انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا ان کا اولین فرض ہے۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر ہر ایک کو یہ ذمہ داری نبھانی چاہئے۔ فیصلے کرتے وقت، خلیفۂ وقت کو سفارش کرتے وقت ہر قسم کے تعلق سے بالا ہو کر سفارش کیا کریں۔ اگر کسی کی حرکت پر فوری غصہ آئے تو پھر دو دن ٹھہر کر سفارش کرنی چاہئے تاکہ کسی بھی قسم کی جانبدارانہ رائے نہ ہو۔

اور فریقین بھی یاد رکھیں کہ بعض اوقات اپنے حق لینے کے لئے غلط بیانی سے کام لیتے ہیں یا یہ کہنا چاہئے کہ ناجائز حق مانگتے ہیں۔ (تو انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے)

پس جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ نکاح کے وقت کی قرآنی نصائح کو پیش نظر رکھیں، تقویٰ سے کام لیں، قول سدید سے کام لیں تو یہ چیزیں کبھی پیدا نہیں ہوں گی۔ آپ جو ناجائز حق لے رہے ہیں وہ جھوٹ ہے اور جھوٹ کے ساتھ شرک کے بھی مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میرے سے ناجائز فیصلہ کروا لیتے ہو تو اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہو۔ تو تقویٰ سے دور ہوں گے تو پھر یقیناً شرک کی جھولی میں جا گریں گے۔ پس استغفار کرتے ہوئے اللہ سے اس کی مغفرت اور رحم مانگیں، ہمیشہ خدا کا خوف پیش نظر رکھیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ بعض ماں باپ بچوں کو دوسرے ملک میں لے گئے یا انہیں چھپا لیا یا کورٹ سے غلط بیان دے کر یا دلوا کر بچے چھین لئے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ والدہ کو اس کے بچے کی وجہ سے دکھ نہ دیا جائے، اور نہ والد کو اس کے بچے کی وجہ سے دکھ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم تقویٰ سے کام نہیں لوگے اور ایک دوسرے کے حق ادا نہیں کروگے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز جانتا ہے۔ وہ جانتا بھی ہے اور دیکھ بھی رہا ہے۔ اور اللہ پھر ظالموں کو یوں نہیں چھوڑا کرتا۔ پس اللہ سے ڈرو، ہر وقت یہ پیش نظر رہے کہ جس طرح آپ پر آپ کی ماں کا حق ہے اسی طرح آپ کے بچوں پر ان کی ماں کا بھی حق ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا اور جائزہ میں بھی سامنے آیا عموماً باپوں کی طرف سے یہ ظلم زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لئے میں مردوں کو توجہ دلا رہا ہوں کہ اپنی بیویوں کا خیال رکھیں۔ ان کے حقوق دیں۔ اگر آپ نیکی اور تقویٰ پر قدم مارنے والے ہیں تو الّا ماشاء اللہ عموماً پھر بیویاں آپ کے تابع فرمان رہیں گی۔ آپ کے گھر ٹوٹنے والے گھروں کی بجائے، بننے والے گھر ہوں گے جو ماحول کو بھی اپنے خوبصورت نظارے دکھا رہے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک صحابی کو نصیحت کا ایک خط لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "باعث تکلیف دہی ہے کہ مَیں نے بعض آپ کے سچے دوستوں کی زبانی جو درحقیقت آپ سے تعلق اخلاص اور محبت اور حسن ظن رکھتے ہیں سنا ہے کہ امور معاشرت میں جو بیویوں اور اہل خانہ سے کرنی چاہئے کسی قدر آپ شدّت رکھتے ہیں۔ یعنی غیظ وغضب کے استعمال میں بعض اوقات اعتدال کا اندازہ ملحوظ نہیں رہتا۔ میں نے اس شکایت کو تعجب کی نظر سے نہیں دیکھا کیونکہ اول تو بیان کرنے والے آپ کی تمام صفات حمیدہ کے قائل اور دلی محبت آپ سے رکھتے ہیں۔ اور دوسری چونکہ مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ حکومت قسّام ازلی نے دے رکھی ہے اور ذرّہ ذرّہ سی باتوں میں تادیب کی نیت سے یا غیرت کے تقاضا سے وہ اپنی حکومت کو استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے عورت کے ساتھ معاشرت کے بارے میں نہایت حلم اور برداشت کی تاکید کی ہے۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ آپ جیسے رشید اور سعید کو اس تاکید سے کسی قدر اطلاع کروں۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے ﴿عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ یعنی اپنی بیویوں سے تم ایسے معاشرت کرو جس میں کوئی امر خلاف اخلاق معروفہ کے نہ ہو اور کوئی وحشیانہ حالت نہ ہو۔ بلکہ ان کو اس مسافر خانہ میں اپنا ایک دلی رفیق سمجھو اور احسان کے ساتھ معاشرت کرو۔ اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ یعنی تم میں سے بہتر وہ انسان ہے جو بیوی سے نیکی سے پیش آوے اور حسن معاشرت کے لئے اس قدر تاکید ہے کہ میں اس خط میں لکھ نہیں سکتا۔ عزیز من، انسان کی بیوی ایک مسکین اور ضعیف ہے جس کو خدا نے اس کے حوالے کر دیا۔ اور وہ دیکھتا ہے کہ ہر یک انسان اس سے کیا معاملہ کرتا ہے۔ نرمی برتنی چاہئے اور ہر یک وقت دل میں یہ خیال کرنا چاہئے کہ میری بیوی ایک مہمان عزیز ہے جس کو خدا تعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے اور وہ دیکھ رہا ہے کہ میں کیونکر شرائط مہمانداری بجا لاتا ہوں۔ اور میں ایک خدا کا بندہ ہوں اور یہ بھی ایک خدا کی

بندی ہے مجھے اس پر کون سی زیادتی ہے۔ خونخوار انسان نہیں بننا چاہئے۔ بیویوں پر رحم کرنا چاہئے۔ اور ان کو دین سکھلانا چاہئے۔ اور درحقیقت میرا یہی عقیدہ ہے کہ انسان کے اخلاق کے امتحان کا پہلا موقعہ اس کی بیوی ہے۔ میں جب کبھی اتفاقاً ایک ذرا درشتی اپنی بیوی سے کروں تو میرا بدن کانپ جاتا ہے کہ ایک شخص کو خدا نے صدہا کوس سے میرے حوالہ کیا ہے شاید معصیت ہوگی کہ مجھ سے ایسا ہوا۔ تب مَیں ان کو کہتا ہوں کہ تم اپنی نماز میں میرے لئے دعا کرو کہ اگر یہ امر خلاف مرضی حق تعالیٰ ہے تو مجھے معاف فرماویں۔ اور میں بہت ڈرتا ہوں کہ ہم کسی ظالمانہ حرکت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ سو مَیں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی ایسا ہی کریں گے۔ ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ ﷺ کس قدر اپنی بیویوں سے حلم کرتے تھے۔ زیادہ کیا لکھوں۔ والسلام"

(الحکم جلد 9 نمبر 13 مورخہ 17 /اپریل 1905ء صفحہ 6)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا پر چلاتے ہوئے ان خوبصورت اعمال کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے جو اس کے رسول ﷺ اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتائے۔"

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 563 تا 574)

قریبی رشتہ داروں سے تمام رحمی رشتہ دار مراد ہیں جن میں والد اور والدہ کی طرف سے پھر بیوی اور خاوند کے رحمی رشتہ دار بھی شامل ہیں

دونوں پر یہ ذمہ داری ہے کہ ایک دوسرے کے رحمی رشتہ داروں کے حقوق ادا کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ یکم جون 2007ء بمقام بیت الفتوح لندن میں سورۃ نساء کی آیت 37 تلاوت کرنے کے بعد فرمایا۔

"اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی، اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر اور شیخی بگھارنے والا ہے............

پہلی بات یہ ہے کہ حکم دیا گیا کہ ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ یعنی والدین کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کا معاملہ کرو۔ اس بات کی طرف توجہ دلا دی کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے بعد تمہیں والدین کو ہر شر سے محفوظ رکھنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ

انہوں نے بھی تمہیں بچپن میں ہر شر سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی۔ تمہارے والدین ہی ہیں جو تمہاری صحت وسلامتی کے لئے تکلیفیں اٹھاتے رہے۔ پس آج بڑے ہو کر تمہارا فرض بنتا ہے کہ ان کے حقوق ادا کرو۔ ایک جگہ فرمایا اگر ان پہ بڑھاپا آ جائے تو انہیں اُف تک نہ کہو، ان کی باتیں مانو۔ ایک جگہ فرمایا کہ یہ دعا کرو کہ ﴿ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴾ (بنی اسرائیل :25) پس یہ دعا بھی اس لئے ہے کہ تمہارے جذبات، تمہارے خیالات ان کے لئے رحم کے رہیں اور پھر یہ دوطرفہ دعائیں ایک دوسرے پر سلامتی برسانے والی ہوں۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے والدین سے احسان کا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور شکر گزار بندہ بننے کا ذکر فرمایا۔

فرماتا ہے ﴿ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ط حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ط وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا لا حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً لا قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ط اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ (الاحقاف:16) اور ہم نے انسان کو تاکید کی، نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اُسے جنم دیا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ 30 مہینے ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور 40 سال کا ہو گیا تو اس نے کہا کہ اے میرے رب! مجھے توفیق عطا کر کہ مَیں تیری اس نعمت کا شکر ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری ذریت کی اصلاح کر دے، یقیناً مَیں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یعنی حقیقی فرمانبردار مَیں تبھی بن سکتا ہوں، حقیقی اسلام میرے اندر تبھی داخل ہو سکتا ہے، سلامتی پھیلانے والا میں تبھی کہلا سکتا ہوں جب ان حکموں پر عمل کرتے ہوئے

جس میں سے ایک حکم یہ ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کا سلوک کرو۔ ان کے احسانوں کو یاد کر کے ان سے احسان کا سلوک کرو۔ ان نعمتوں کا شکر گزار بنو۔ جو انسان یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ تُو مجھے ان نعمتوں کا شکر گزار بنا جو تُو نے مجھ پر کی ہیں، جو مجھ پر اللہ تعالیٰ نے کی ہیں میرے والدین پر کی ہیں کہ ان کی اولاد سلامتی پھیلانے والی اور نیک اعمال کرنے والی ہو اور پھر آئندہ نسل کی سلامتی اور نیکیوں پر قائم رہنے کی بھی دعا اے خدا میں تجھ سے مانگتا ہوں۔

یہاں والدین کو بھی یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہاں ایسے والدین کا ذکر ہے جن کی اولاد نیکیوں میں بڑھنے والی اور نیک اعمال کرنے والی ہو۔ پس والدین کو اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے اس کے حضور جھکتے ہوئے اولاد کی ایسی تربیت کرنی چاہئے جو سلامتیاں بکھیرنے والی ہو۔ جو فرمانبردار ہو ورنہ وہ ماں بھی تو تھی جس کا کان یا زبان اس کے بیٹے نے اس لئے کاٹ لی تھی کہ اگر یہ مجھے صحیح راستے پر ڈالنے والی ہوتی، مجھے سلامتی اور فساد کا فرق بتانے والی ہوتی تو آج میں ان جرموں کی وجہ سے جو میرے سے سرزد ہوتے رہے پھانسی کے تختے پر چڑھنے کی بجائے تیرے لئے رحم اور فضل کی دعا مانگ رہا ہوتا، ہر شر سے محفوظ رہنے کی دعا مانگ رہا ہوتا۔

پس والدین کو بھی اپنی ذمہ داری کو سمجھنا چاہئے۔ اس آیت میں دونوں کو توجہ دلائی ہے۔ پہلے اولاد بن کر والدین کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے لئے دعا پھر ماں باپ بن کر اولاد کی اصلاح اور نیکیوں پر قائم رہنے کے لئے دعا۔ تو یہ دعائیں ہیں جو ایک سچے عابد کو اپنے بڑوں کے بھی اور اپنے بچوں کے بھی حقوق ادا کرتے ہوئے اسے سلامتی پھیلانے والا بنائیں گی۔

پھر بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنے قریبی رشتہ داروں کا بھی خیال رکھو، ان سے بھی احسان کا سلوک کرو۔ یہ حسن سلوک ہے جس سے تمہارے

معاشرے میں صلح اور سلامتی کا قیام ہوگا۔

قریبی رشتہ داروں میں تمام رحمی رشتہ دار ہیں، تمہارے والد کی طرف سے بھی اور تمہاری والدہ کی طرف سے بھی۔ پھر بیوی کے رحمی رشتہ دار ہیں۔ پھر خاوند کے رحمی رشتہ دار ہیں۔ دونوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوگئی کہ ایک دوسرے کے رحمی رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو، ان کی عزت کرو، ان کا احترام کرو، ان کے لئے نیک جذبات اپنے دل میں پیدا کرو۔ غرض کہ وہ تمام حقوق جو تم اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے پسند کرتے ہو، ان قریبی رشتہ داروں کے لئے پسند کرتے ہو جن سے تمہارے اچھے تعلقات ہیں، کیونکہ قریبی رشتہ داروں میں بھی تعلقات میں کمی بیشی ہوتی ہے بعض دفعہ قریبی رشتہ داروں میں بھی دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں سے بھی حسن سلوک کرو۔ صرف ان سے نہیں جن سے اچھے تعلقات ہیں، جنہیں تم پسند کرتے ہو بلکہ جنہیں تم نہیں پسند کرتے، جن سے مزاج نہیں بھی ملتے ان سے بھی اچھا سلوک کرو۔ پس یہ حسن سلوک ہر قریبی رشتہ دار سے کرنا ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ صرف ان سے نہیں جن سے مزاج ملتے ہیں بلکہ ہر ایک سے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ نہ صرف اپنے قریبی رشتہ داروں سے بلکہ مرد کے لئے اپنی بیوی اور عورت کے لئے اپنے خاوند کے قریبی رشتہ داروں کے لئے بھی حسن سلوک کرنے کا حکم ہے۔ یہ سلوک ہے جو اللہ کی سلامتی کے پیغام کے ساتھ سلامتی پھیلانے والا ہوگا۔

کئی جھگڑے گھروں میں اس لئے ہو رہے ہوتے ہیں کہ ایک دوسرے کے رشتہ داروں کے لئے عزت اور احترام نہیں ہوتا۔ میاں اور بیوی کے سب سے قریبی رشتہ دار اس کے والدین ہیں۔ جہاں اپنے والدین سے احسان کے سلوک کا حکم ہے وہاں میاں اور بیوی کو ایک دوسرے کے والدین سے بھی حسن سلوک کا حکم ہے۔ بعض دفعہ خاوند زیادتی کر کے بیوی کے والدین اور قریبیوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور بعض دفعہ بیویاں زیادتی کر کے

خاوندوں کے والدین اور قریبی رشتہ داروں کو برا بھلا کہہ رہی ہوتی ہیں۔ تو احمدی معاشرے میں جس کو اللہ اور رسول کا حکم ہے کہ سلامتی پھیلاؤ، اس میں یہ باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ اس کے بعد کہ ہم نے زمانے کے امام کو مان لیا، اس کے بعد کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اعلیٰ اخلاق پر قائم رہنے کے طریقے بھی سکھا دیئے۔ یہ بھی بتا دیا کہ میرے سے تعلق رکھنا ہے تو اُن اعلیٰ اخلاق کو اپناؤ جن کا اللہ اور اس کا رسول حکم دیتا ہے، ہمیں سوچنا چاہئے کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد جبکہ ہمیں مخالفتوں کا سامنا اس لئے ہو رہا ہے کہ تم نے کیوں اس شخص کو مانا جو کہتا ہے کہ مَیں مسیح موعود نبی اللہ ہوں۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد بعض لوگوں کو اپنے رشتہ داروں سے بھی بڑی تکلیف اٹھانی پڑی۔ اپنوں نے بھی رشتے توڑ دیئے۔ باپوں نے اپنے بچوں پر سختیاں کیں اور گھروں سے نکال دیا۔ اس لئے نکال دیا کہ تم نے احمدیت کیوں قبول کی۔ تو اس صورتحال میں ایک احمدی کو کس قدر اپنے رشتوں کا پاس کرنا چاہئے۔ ہر ایک کو یہ سوچنا چاہئے کہ اُس شخص سے منسوب ہونے کے بعد جس کا نام خدا تعالیٰ نے سلامتی کا شہزادہ رکھا ہے ہمیں کس قدر سلامتی پھیلانے والا اور رشتوں کو مضبوط کرنے کی کوشش کرنے والا ہونا چاہئے۔

پس ہر احمدی کو اپنے اندر یہ احساس پیدا کرنا چاہئے کہ ہم سلامتی کے شہزادے کے نام پر بٹہ لگانے والے نہ ہوں۔ اگر ہم اپنے رشتوں کا پاس کرنے والے، ان سے احسان کا سلوک کرنے والے، ان کو دعائیں دینے والے، اور ان سے دعائیں لینے والے نہ ہوں گے تو ان لوگوں سے کس طرح احسان کا سلوک کر سکتے ہیں، ان لوگوں سے کس طرح احسان کا تعلق بڑھا سکتے ہیں، ان لوگوں کا کس طرح خیال رکھ سکتے ہیں جن سے رحمی رشتے بھی نہیں ہیں۔

بعض عہدیداروں کے بارے میں بھی شکایات ہوتی ہیں کہ بیوی بچوں سے اچھا سلوک نہیں ہوتا۔ پہلے بھی مَیں ذکر کر چکا ہوں، اس ظلم کی اطلاعیں بعض دفعہ اس کثرت

سے آتی ہیں کہ طبیعت بے چین ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا انقلاب پیدا کرنے آئے تھے اور بعض لوگ آپؑ کی طرف منسوب ہو کر بلکہ جماعتی خدمات ادا کرنے کے باوجود، بعض خدمات ادا کرنے میں بڑے پیش پیش ہوتے ہیں اس کے باوجود، کس کس طرح اپنے گھر والوں پر ظلم روا رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ رحم کرے اور ان لوگوں کو عقل دے۔ ایسے لوگ جب حد سے بڑھ جاتے ہیں اور خلیفۂ وقت کے علم میں بات آتی ہے تو پھر انہیں خدمات سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔ پھر شور مچاتے ہیں کہ ہمیں خدمات سے محروم کر دیا تو یہ پہلے سوچنا چاہئے کہ ایک عہدیدار کی حیثیت سے ہمیں احکام قرآنی پر کس قدر عمل کرنے والا ہونا چاہئے۔ سلامتی پھیلانے کے لئے ہمیں کس قدر کوشش کرنی چاہئے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ 17رجولائی 2007ء)

28

شادیوں میں عورتیں مردوں کو بے جا اسراف پر مجبور کرتی ہیں اور قرضے تلے آنے سے گھر کے حالات بگڑتے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یکم ستمبر 2007ء کے جلسہ سالانہ جرمنی پر مستورات سے خطاب میں فرمایا۔

"پھر اللہ کے نیک بندے نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ ہی کنجوسی سے کام لیتے ہیں۔ لیکن یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ دیکھا دیکھی لباس میں مقابلہ بازی ہو جاتی ہے۔ یہ لغو باتیں ہیں۔ بیویاں خاوندوں کو مجبور کرتی ہیں اور خاص طور پر پاکستان میں جا کر شادیوں پر پھر مرد بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں اور مرد زیادہ جاہل ہیں جو ان باتوں میں آ کر قرضے بھی لے لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی سے منع فرمایا ہے............

پھر اللہ تعالیٰ کا ایک حکم پردہ ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ معاشرہ کے زیر اثر پردہ کا خیال نہیں رکھتیں۔ بازاروں میں جاتے ہوئے پردہ نہیں کرتیں اور اپنے لباس کا خیال نہیں رکھتیں۔ ایک بات یاد رکھیں کہ حیا ایمان کا حصہ ہے اور پردے میں ہی ایک احمدی بچی کا تقدس ہے۔ اس کو ہمیشہ قائم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پردے کا حکم دیا ہے۔ ان لوگوں کی طرح نہ بنیں جو کہتے ہیں کہ پردے کا حکم پرانا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سارے حالات کا پتہ تھا۔ پس اپنے نفس کو دھوکہ نہ دیں۔ عورت کی ایک بہت بڑی زینت حیا ہے اور یہی ایک مومن کی نشانی ہے۔ یہ بھی بعض شکایات ہیں کہ شادیوں میں ڈانس ہوتا ہے اور جسم کی نمائش ہوتی ہے یہ انتہائی بے حیائی ہے۔ لڑکیوں کو لڑکیوں میں بھی ننگے لباس میں نہیں آنا

چاہئے اور نہ ہی ڈانس کی اجازت ہے۔ یہ بیہودگی ہے۔ ننگے لباس میں عورتوں کے سامنے ورزش کی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ دوسرے ڈانس کرتے وقت تو جذبات ہی بالکل اور ہوتے ہیں اور ورزش کرتے وقت خیالات اور ہوتے ہیں۔ شادیوں کے موقعہ پر بعض پاکیزہ نغمے بھی ہیں دعائیہ نظمیں بھی جو پڑھی جاسکتی ہیں۔ پس یہ سب بہانے ہیں۔ یہ سب شیطان کے بہکاوے میں آنے والی باتیں ہیں۔ جب آپ نے اپنے آپ کو زمانہ کے امام کے ہاتھ پر بیچ دیا ہے تو پھر آپ کے تمام جذبات اور خیالات کے ساتھ اس نے آپ کو خریدا ہے اور جس نے خریدا ہے اس نے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرنے کے لئے خریدا ہے۔

پس اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کئے جانے کے قابل ایک اچھے تحفہ کے طور پر بنائیں ورنہ آپ اس تحفہ کی طرح ہوں گی جو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اپنی نسلوں کو کارآمد تحفہ بنائیں جیسا کہ بیعت کا حق ہے۔ اس کے لئے نفس کی قربانیاں کرنی ہوں گی۔ عبادت کے معیار بڑھانے ہوں گے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ کسی قوم میں عورت کا کردار قوم کو بنانے میں انتہائی اہم ہوتا ہے۔ اگر عورت تعلیم یافتہ ہوگی تو ہی تعلیم دینے والی ہوگی۔ ایک احمدی عورت دین حق کی تعلیم کے مطابق اپنے گھر کی نگرانی کرتی ہے۔ اپنی اولاد کی اخلاقی اور روحانی نگرانی کرتی ہے۔ ماں باپ کی عملی زندگی کا اثر بچے قبول کرتے ہیں اور تضاد کی بناء پر بچے بعض دفعہ ماں باپ کا گھر چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر کمپرومائز ہو رہا ہوتا ہے کہ تمام بیہودگیوں کے ساتھ ہی سہی مگر گھر میں رہو اور دوسروں کے سامنے ہمیں ذلیل نہ کرو، عزیزوں کے سامنے رسوا نہ کرو۔ ایک احمدی عورت کو صرف اپنی زندگی میں ہی نہیں بلکہ اپنی نسلوں کو جو ملک اور جماعت کی امانت ہے ایسے رنگ میں پروان چڑھانا ہے کہ دنیاداری اور لغویات سے نفرت پیدا ہو جائے۔ اپنی مرضی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مرضی کے تابع کریں تا کہ ان انعاموں کی وارث بنیں جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آپ کی جماعت کو دیا ہے۔ اس کی ایک ہی صورت

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تعلیم دی ہے اس پر عمل کریں۔ اس کے لئے ایک مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ عبادتوں کے معیار بڑھانے کی ضرورت ہے۔ پس جب یہ صورت پیدا ہو جائے گی تو پھر خدا تعالیٰ اپنے فضل بھی ضرور فرمائے گا۔ نیک اور صالح اولاد عطا فرمائے گا شرط یہی ہے کہ آپ کی عبادتوں کے معیار بلند ہوں۔ اللہ کے حکم پر عمل کرنے والی ہوں اور اعمال صالحہ بجالانے والی ہوں۔ آپ کی کوشش سے آپ کی اولاد نیکی پر عمل کرے گی تو آپ کے مرنے کے بعد ان کے عمل کا ثواب بھی آپ کو ملے گا۔ ماں باپ کے لئے دعا ان بچوں کے منہ سے نکلے گی جو نیک ہوں گے اور جن کی اچھی پرورش کی ہوگی۔ وقف نو بچے جہاں خدمت دین کریں گے وہاں وہ اپنے والدین کے لئے بھی دعا کریں گے کہ جنہوں نے ان کو اس خدمت کے لئے وقف کیا۔ وہ دعائیں کریں کہ ﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ پس خدا سے اپنا بھی تعلق جوڑیں اور بچوں کا بھی تعلق جوڑیں۔ عورت ہی ہے جو ولی اللہ بھی پیدا کرتی ہے اور ڈاکو بھی بناتی ہے۔ حضور انور نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بچپن میں اپنی والدہ کی نیک نصیحت پر قائم رہنے والا واقعہ سنایا اور اسی طرح اس ڈاکو کا بھی واقعہ سنایا جس کی ماں بچپن میں اسے چوری اور بری باتوں سے منع کرنے کی بجائے اسے ان کی ترغیب دلاتی تھی۔"

(الفضل انٹرنیشنل 28 ستمبر 2007ء)

29

مردوں اور عورتوں دونوں کو حکم ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں

جب دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھو گے تو رشتہ پائیدار ہوگا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 16رنومبر 2007ء بمقام بیت الفتوح لندن میں فرمایا۔

" پھر تیسری آیت (البقرہ :229) عورتوں کے حقوق کے بارے میں ہے۔ اور جو مطلقہ عورت ہے اس کے حق کے بارے میں ہے کہ اگر طلاق ہو جاتی ہے تو عورت کے لئے مقررہ عدت ہے جو متعین کردہ ہے اس کے بعد وہ آزاد ہے کہ شادی کرے۔ دوسری جگہ حکم ہے کہ تم ان کی شادی میں روک نہ بنو۔ بلکہ شادی میں مدد کرو اور اب وہ خود ہوش والی ہے اس لئے اگر وہ شادی کا فیصلہ کرے تو ٹھیک ہے۔ لیکن عورتوں کو حکم ہے کہ طلاق کے بعد اگر تمہیں پتہ چلے کہ حاملہ ہو تو اپنے خاوند کو بتا دو، چھپانا نہیں چاہئے۔ اگر شادی کے بعد کسی وجہ سے نہیں بنی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انتقام لینے لگ جاؤ اور جو اس بچے کا باپ ہے اس کو نہ بتاؤ کہ تمہارا بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ تمہارے بتانے سے ہوسکتا ہے کہ اس کا دل نرم ہو جائے اور وہ رجوع کرے اور گھر آباد ہو جائے۔ فرمایا کہ خاوند زیادہ حق دار ہے کہ انہیں واپس لے لے اور گھر آباد ہو جائیں اور رنجشیں دور ہو جائیں۔ دوسرے قریبیوں اور رشتہ داروں کو بھی حکم ہے کہ اس میں وہ روک نہ بنیں۔ بعض دفعہ قریبی اور رشتہ دار بھی لڑکی کو خراب کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ اگر خاموش بھی ہے بلکہ رجوع کرنے پر

رضامند بھی ہے تو قریبی شور مچا دیتے ہیں کہ ایک دفعہ طلاق ہوگئی اب ہم لڑکی کو واپس نہیں بھیجیں گے۔ انا اور عزتوں کے معاملے اٹھ جاتے ہیں۔ کئی معاملات میرے پاس بھی آتے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے جب بعض دفعہ جھوٹی غیرت دکھاتے ہوئے اپنی بچیوں کے گھر برباد کر رہے ہوتے ہیں بعض بچیاں پھر خط لکھتی ہیں کہ ہم دونوں میاں بیوی اب بسنا چاہتے ہیں لیکن دونوں طرف کے والدین کی اَناؤں نے یہ مسئلہ بنالیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رشتہ داروں کو اس تعلق کے دوبارہ قائم ہونے میں روک نہیں بننا چاہئے۔ اگر مرد کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے تو پھر جھوٹی غیرتوں کے نام پر لڑکی کا گھر برباد نہیں کرنا چاہئے۔ پھر اللہ تعالیٰ عورت کے حقوق کی حفاظت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا مردوں کا عورتوں پر۔

یہ آیت تو مَیں نے پڑھی تھی۔ اس کا ترجمہ بھی پڑھ دیتا ہوں۔ فرمایا کہ " اور مطلقہ عورتوں کو تین حیض تک اپنے آپ کو روکنا ہوگا اور ان کے لئے جائز نہیں اگر وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتی ہیں کہ وہ اس چیز کو چھپائیں جو اللہ نے ان کے رِحموں میں پیدا کر دی ہے۔ اور اس صورت میں ان کے خاوند زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں واپس لے لیں اگر وہ اصلاح چاہتے ہیں۔ اور ان عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا مردوں کا ان پر ہے حالانکہ مردوں کو ان پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے اور اللہ کامل غلبے والا اور حکمت والا ہے"۔

پس انسان ہونے کے ناطے اور ایک ایسے رشتے کے لئے جو ایک عہد پر قائم ہوا ہے مَردوں کو بھی حکم ہے کہ عورت کے حقوق ادا کرو۔ عورت کو بھی حکم ہے کہ مردوں کے حقوق ادا کرو۔ اور جب دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھو گے تو رشتہ پائیدار ہوگا۔ پس یہ حکم عورت کے حق قائم کرنے والا ہے۔ اسلام کے یہی خوبصورت احکامات تھے

جنہوں نے معاشرے کی کایا پلٹ دی۔ اسلام سے پہلے عربوں نے عورتوں کو ہر قسم کے حق سے محروم کیا ہوا تھا بلکہ کسی مذہب نے بھی اس طرح حقوق قائم نہیں کئے جس طرح اسلام نے کئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے بے شمار جگہ عورتوں کے حق قائم فرمائے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهِ وَ اَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِي (سنن ترمذی باب فضل ازواج النبی ﷺ) یعنی تم میں سے خدا کے نزدیک بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں بہترین ہے اور مَیں تم سب میں اپنی بیویوں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے والا ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (النساء :20) کہ اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تم میں کوئی شخص اپنی بیوی کو ناپسند بھی کرتا ہو تو پھر بھی یاد رکھو کہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو مگر خدا تعالیٰ نے اس میں تمہارے لئے انجام کے لحاظ سے بڑی خیر مقدر کر رکھی ہو۔ پس مرد کو بھی اپنے فیصلوں میں جلد بازی نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ اس کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس چیز پر قدرت رکھتا ہے کہ انجام بہتر فرمائے۔ آئے دن طلاقیں ہو جاتی ہیں اس لئے مردوں کو بھی غور کر کے سوچ سمجھ کے پھر فیصلے کرنے چاہئیں اور اس امر کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ بعض چھوٹی چھوٹی وجہ سے مسائل بڑھ رہے ہوتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ تم اس بات کو ناپسند کرو لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس میں بہتری رکھی ہو۔

اگر خدا کی رضا کے لئے اور دعا کرتے ہوئے یہ سلوک اپنی بیوی سے کیا جائے تو اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے۔ جو گھر تباہی کے کنارے پر ہوتے ہیں، ٹوٹنے والے ہوتے ہیں اگر ان کے بچے ہیں تو بچے گھروں میں سہمے ہوئے ہوتے ہیں، وہی گھر پھر اللہ کی رضا حاصل کرنے والوں کے لئے پُر امن اور پیار اور محبت قائم رکھنے والے بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مرد اور عورت دونوں کو ایک نصیحت یہ بھی فرما دی کہ حقوق کے لحاظ سے گو تم دونوں برابر ہو لیکن مرد کو انتظامی لحاظ سے اور بعض طاقتوں کے لحاظ سے، بعض ذمہ داریوں کے لحاظ سے فوقیت حاصل ہے۔ اس لئے عورت کو اس بات کا بھی مرد کو مارجن (Margin) دینا چاہئے۔ مردوں کو بھی فرمایا کہ تمہیں اگر قوّام ہونے کے لحاظ سے فضیلت دی ہے تو ان ذمہ داریوں کو سمجھنا اور سنبھالنا بھی تمہارا کام ہے۔ گھر کے انتظامات اور اخراجات کے لئے رقم مہیا کرنا بھی تمہارا کام ہے۔ یہ نہیں کہ گھر میں پڑے رہو اور بیوی کو کہو کہ جاؤ جا کر باہر کماؤ اور کام کرو۔ یہاں مغربی معاشرہ میں بعض گھروں میں یہ بھی ہو رہا ہے۔ بیوی بچوں کی تمام ذمہ داری اٹھانا تمہارا کام ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو عزیز اور حکیم ہے عورتوں اور مردوں کے حقوق قائم فرما دئے۔ اور مردوں کو آخر پر عزیز اور حکیم کے الفاظ استعمال کر کے اس طرف توجہ دلا دی کہ یاد رکھو عورتوں پر جو فوقیت تمہیں ہے اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھانا کیونکہ وہ عزیز خدا تمہارے اوپر ہے۔ تمہارے سارے عمل دیکھ رہا ہے اس کی حکومت ہے۔ اس کی تم پر نظر ہے۔ تم اپنے اہل سے غلط سلوک کر کے پھر اس کی پکڑ میں آؤ گے۔ پس اپنی حاکمیت کو، اپنی فوقیت کو عورتوں پر اس حد تک جتاؤ جہاں تک تمہیں اجازت ہے اور اپنے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ رکھو۔ اور اگر ان باتوں کو مدّنظر رکھو گے تو پھر اس حکیم خدا کی حکمت سے بھی فائدہ اٹھاؤ گے جس نے تمہیں فوقیت دی ہے۔ پس یہ کامل غلبہ والے اور حکمت والے خدا تعالیٰ کے احکامات ہیں جن سے معاشرہ کا امن قائم ہوتا ہے۔ گھروں کا سکون قائم ہوتا ہے۔ نیکیاں پھیلتی ہیں۔ اس پُر حکمت تعلیم کا حسن دوبالا ہو کر پھیلتا چلا جاتا ہے۔ لیکن اگر ان باتوں کی طرف توجہ نہیں ہوگی تو جہاں معاشرے کا امن برباد ہوگا وہاں ایسا شخص پھر اس عزیز اور غالب خدا کی پکڑ میں بھی آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پُر حکمت تعلیم کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 7 ردسمبر 2007ء)

30

احمدی لڑکیاں احمدی لڑکوں سے شادی کریں تاکہ آئندہ نسلیں احمدیت پر قائم رہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 18/اپریل 2008ء بمقام باغ احمد غانا میں فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن کو کھول کر ہمیں بیان فرمایا ان میں سے اس وقت مَیں ایک کے حوالے سے بات کروں گا اور وہ بات ہے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے حوالے سے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اس بات پہ خاص طور پر توجہ دلائی ہے کہ احمدی لڑکیاں احمدی لڑکوں سے شادی کریں تاکہ آئندہ نسلیں احمدیت پر قائم رہیں۔ جب بچوں کے دو کشتیوں میں پاؤں ہوں تو بچے کو سمجھ نہیں آتی کہ وہ کیا کرے۔ کیونکہ عموماً باپوں کا اثر زیادہ ہوتا ہے اگر باپ احمدی نہیں ہے تو باوجود ماں کے احمدی ہونے کے بچہ بعض دفعہ احمدی نہیں رہتا۔ بلکہ بعض دفعہ دونوں کے دو مختلف مذہب ہونے کی وجہ سے بچہ مذہب سے ہی دُور چلا جاتا ہے۔ اسی طرح احمدی لڑکوں کو بھی چاہئے کہ احمدی لڑکیوں سے شادی کریں جن کو ایک تو وہ غیروں سے شادی کرکے احمدی لڑکی کو اس کے حق سے محروم کرتے ہیں۔ دوسرے پھر یہاں وہی دو عملی کی صورت پیدا ہو جائے گی اور بچے متاثر ہوں گے۔

پس اگر آپ نے اس ایمان پر اپنے بچوں کو قائم رکھنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے تو پھر صرف اپنی پسند کو نہ دیکھیں بلکہ دین کو دیکھیں۔ مجھے کئی لڑکیاں خط لکھتی ہیں یہاں

بھی اور دوسرے افریقن ملکوں سے بھی کہ گو کہ ہماری پسند کا رشتہ تو غیروں میں ہے لیکن آپ بتائیں کہ ہم اس سے شادی کرسکتی ہیں کہ نہیں۔ ان بچیوں کا یہ پوچھنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں اپنا دین اپنی پسند سے زیادہ پیارا ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ جب تک آپ اس بات کو پلّے باندھے رکھیں گی کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے اس وقت تک آپ اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے فیض پاتی رہیں گی اور اسی طرح لڑکے بھی فیض پاتے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے وارث بنتے رہیں گے۔ پس خلافت احمدیہ کے 100 سال پورے ہونے پر ہر احمدی یہ عہد کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو سب سے اوّل رکھے گا۔ اس کی عبادت اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کی حتی المقدور کوشش کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے ہوئے عہد بیعت کو ہمیشہ نبھانے کی کوشش کرے گا۔"

(الفضل انٹرنیشنل 9/مئی 2008ء)

31

شادیاں ہوجاتی ہیں تو پھر پسند، ناپسند کا سوال اٹھتا ہے اگر پسند دیکھنی ہے تو شادی سے پہلے دیکھیں جب شادی ہوجائے تو شریفانہ طریق یہی ہے کہ پھر اس کو نبھائیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 20/جون 2008ء بمقام پنسلوینیا (امریکہ) میں فرمایا۔

"ایک اور اہم بات جو یہاں امریکی احمدی معاشرے میں فکر انگیز طور پر بڑھ رہی ہے اور یہ بھی تقویٰ کی کمی ہے اور وہ یہ ہے کہ شادیاں کرنے کے بعد ان کا ٹوٹنا۔ کبھی لڑکی لڑکے کو دھوکہ دیتی ہے تو کبھی لڑکا لڑکی کو دھوکہ دیتا ہے۔ کبھی ایک دوسرے کے خاندان ایک دوسرے پر زیادتی کررہے ہوتے ہیں اور عموماً زیادتی کرنے والوں میں لڑکوں کی تعداد زیادہ ہے جو اس مکروہ فعل میں ملوث ہوتے ہیں۔ شادیاں ہوجاتی ہیں تو پھر پسند ناپسند کا سوال اٹھتا ہے۔ اگر پسند دیکھنی ہے تو شادی سے پہلے دیکھیں۔ جب شادی ہوجائے تو پھر شریفانہ طریق یہی ہے کہ پھر اس کو نبھائیں۔ خصوصاً جب بچیوں کی زندگیاں اس طرح برباد کی جاتی ہیں تو زیادہ پریشانی ہوتی ہے۔ گھر والوں کے لئے بھی اور جماعت کے لئے بھی اور میرے لئے بھی۔ پس ہمارے لڑکوں اور لڑکیوں کا اگر پسند کا سوال ہو تو یہ معیار ہونا چاہئے کہ دین کیسا ہے؟ مَیں یہ نہیں کہتا کہ کفو نہ دیکھیں یہ بھی ضروری ہے۔ مگر کفو میں بھی دینی پہلو کو نمایاں حیثیت ہونی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے ہمیں یہی فرمایا ہے کہ جب شادیوں کی پسند دیکھنی ہو تو بہترین رشتہ وہ ہے جس میں دینی پہلو دیکھا جاتا ہے۔

پس ایک تو بہت اہم چیز یہی ہے اس کو دیکھیں اور ایسے رشتے قائم کریں جو پھر قائم رہنے والے رشتے ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ بچیوں کو بھی مَیں کہتا ہوں کہ وہ دین میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ اپنی روحانیت کو بڑھائیں تا کہ کسی بچی پر یہ الزام نہ لگایا جائے کہ یہ بے دین ہے اس لئے میرا اس کے ساتھ گزارا نہیں ہوسکتا۔ دوسرے دین پر ترقی سے لڑکی میں اتنی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہوجاتا ہے اور اس تعلق کی وجہ سے پھر اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے اور مشکل حالات سے انہیں نکالتا ہے۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا آج کل یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور امریکہ میں خاص طور پر یہ بنتا جارہا ہے۔ مجھے نہیں پتہ کہ ابتدا میں قصور لڑکی کا ہوتا ہے یا لڑکے کا۔ کچھ نہ کچھ قصور دونوں کا ہوتا ہوگا۔ لیکن جو باتیں سامنے آتی ہیں، آخر میں لڑکا اور اس کے گھر والے عموماً زیادہ قصوروار ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ بچے ہوجاتے ہیں اور پھر میاں بیوی کی علیحدگی ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کو بچوں کے ذریعے سے جذباتی تکلیف پہنچا کر تنگ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کا بڑا واضح حکم ہے کہ نہ باپ کو اور نہ ماں کو بچوں کے ذریعہ سے تنگ کرو، تکلیف پہنچاؤ۔ اور پھر یہ نہیں کہ پھر تنگ ہی کرتے ہیں بلکہ بعض ماؤں سے بچے چھین لیتے ہیں اور جب مَیں نے اس بارے میں کئی کیسز میں تحقیق کروائی ہے تو مجھے پھر جھوٹ لکھ دیتے ہیں۔ اگر وہ جھوٹ لکھ کر مجھے دھوکہ دے بھی دیں تو خدا تعالیٰ کو تو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔ وہ تو عالم الغیب ہے۔ تو یہ سب کچھ بھی صرف اس لئے ہوتا ہے کہ تقویٰ میں کمی ہے اور اس میں بعض ماں باپ بھی اکثر جگہ قصوروار ہیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا یہ تعداد بڑھ رہی ہے جو مجھے فکرمند کررہی ہے۔ آپ کے کسی عہدیدار نے مجھے کہا کہ لڑکیوں سے کہیں کہ جماعت میں ایسے ہی لڑکے ہیں ان سے گزارا کریں۔ تو ایک تو ایسے عہدیداروں سے یہ مَیں کہتا ہوں کہ جب فیصلے کے لئے آپ کے پاس کوئی آئے تو خالی الذہن ہو کر فیصلہ کریں۔ نہ لڑکے کو مجبور کریں نہ لڑکی کو مجبور کریں اور نہ کسی پر کسی قسم کی زیادتی ہو۔

دوسرے میرے نزدیک یہ بات ہمارے احمدی نوجوانوں پر بھی بدظنی ہے کہ نہ ہی ان کی اصلاح ہوگی اور نہ ہوسکتی ہے۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ پر بھی بدظنی ہے کہ اُس میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ ان کی اصلاح کر سکے۔ مَیں نے تو نصیحت اور دعا سے کئی معاملات میں مختلف قسم کی طبائع میں بڑی واضح تبدیلیاں ہوتے دیکھی ہیں۔ مَیں کس طرح بچیوں سے کہوں کہ تمہارے معاملات کا کوئی حل نہیں ہے، زیادتیوں کو برداشت کرتی چلی جاؤ۔ یا لڑکوں کے بارہ میں یہ اعلان کردوں کہ وہ قابل اصلاح نہیں ہیں۔ مَیں نے تو یہاں آ کر نوجوانوں میں، لڑکوں میں بھی، مردوں میں بھی، جو اخلاص دیکھا ہے مَیں تو ان صاحب کی بات پہ یقین نہیں کرسکتا۔ مجھے تو بہت اخلاص سے بھرے ہوئے نوجوان نظر آ رہے ہیں۔ اگر چند ایک لڑکے جماعت میں زیادتی کرنے والے ہیں تو اس اعلان کے بعد گویا پھر لڑکوں کو تو کھلی چھوٹ مل جائے گی، مَیں کھلی چھوٹ دے رہا ہوں گا کہ تم بھی تقویٰ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کے نقش قدم پر چلنے والے بن جاؤ۔

پس عہدیدار بھی اپنے سر سے بوجھ اتارنے کی کوشش نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے تربیت کا جو کام ان کے سپرد کیا ہے اسے سرانجام دیں۔ اور لڑکوں اور لڑکیوں سے بھی مَیں یہ کہتا ہوں کہ اپنے اپنے جائزے لیں اور جس کی طرف سے بھی زیادتی ہے وہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیتے ہوئے اس حسین معاشرے کو جنم دینے کی کوشش کرے جس سے یہ دنیا بھی ان کے لئے جنت بن جائے۔ نرم دلی اور نیک اعمال اور عبادت کی طرف توجہ پیدا کریں جو تقویٰ کی اساس ہیں، بنیاد ہیں۔ اگر ہر احمدی اس کی اہمیت کو سمجھ لے تو حقیقی معنوں میں ایک انقلاب ہوگا جو ہم اپنی زندگیوں میں پیدا کرنے والے ہوں گے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 11؍جولائی 2008ء)

32

شادی کرنا ایک احسن عمل ہے نیک اور دیندار لڑکی کی تلاش کریں تا آپ ابتلاء سے بھی بچیں اور ثواب کمانے والے بھی ہوں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 4؍جولائی 2008ء بمقام کینیڈا میں فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"جو اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے وہ ظالم ہے" وہ اس حرکت کی شدت کو نہیں سمجھتے جو وہ بعض دفعہ شعوری طور پر یا لاشعوری طور پر کر رہے ہوتے ہیں جو انہیں بیعت کے دعویٰ سے منحرف کر رہا ہوتا ہے۔ جس کی ایک مثال میں پیش کرتا ہوں۔ یہ کمزوری ہے جو بعض دفعہ شدت سے بڑھنے لگ گئی ہے اور جو میرے نزدیک بڑی واضح اعتقادی غلطی بھی ہے اور یہ مسئلہ ہے شادی بیاہ کا۔

شادی کرنا ایک احسن عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس طرف توجہ دلائی ہے اور آنحضرت ﷺ نے بھی اس طرف توجہ دلائی ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے بیوگان کو ایک طرح کا حکم دیا ہے کہ وہ شادی کریں اور اس کے عزیز اس کے راستہ میں روک نہ بنیں۔ آنحضرت ﷺ بھی اپنے صحابہؓ کو تحریک فرماتے، شادی کی ترغیب دلاتے تھے، رشتے بھی تجویز فرماتے تھے۔ لیکن یہی مستحسن عمل جو ہے بعض حالتوں میں بعض احمدی خاندانوں کے لئے ابتلاء بن جاتا ہے اور اس میں نظام جماعت کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔ لیکن بعض لوگ نظام جماعت کو بھی الزام دیتے ہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب ایک شخص اپنی مرضی سے کسی غیر از جماعت لڑکی یا عورت سے شادی کرتا ہے اور اس خوف سے کہ نظام جماعت یا بُرا منائے گا اور مجھے اجازت نہیں ملے گی یا بعض اوقات غیر از جماعت لڑکی والوں کی طرف سے بھی یہ شرط رکھ

دی جاتی ہے کہ نکاح غیر از جماعت مولوی یا کوئی شخص پڑھائے تو ایسے لوگ غیر از جماعت سے نکاح پڑھوا لیتے ہیں اور ایک ایسی غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں جو انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سے باہر نکال دیتی ہے۔ کیونکہ یہ نکاح پڑھانے والے وہ شخص ہوتے ہیں، یا ہوتا ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی ہوئی ہوتی ہے۔ آپؑ کی تکفیر کرنے والے ہیں۔ گویا عملاً ایسا احمدی لڑکا یا اس کا خاندان جو اس شادی میں اس کا مددگار ہوتا ہے یہ اعلان کرتا ہے کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سے باہر نکل کر مولوی سے یہ نکاح پڑھوا کر نعوذ باللہ آپؑ کی تکفیر اور تکذیب کرتا ہوں۔ ایسے شخص یا اشخاص اعتقادی لحاظ سے آپؑ کے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت سے انکاری ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مکفّر اور مکذّب مولوی کو آپؑ کے مقابل پر کھڑا کیا ہے۔ اور جب اس بات پر اخراج از جماعت ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم پر ظلم ہوا ہے۔ نکاح تو ہم نے مسنون طریقہ سے پڑھایا تھا۔ اگر کسی کے باپ کو کوئی برا بھلا کہنے والا ہو تو اس پر تو مرنے مارنے پر تُل جاتے ہیں لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے غیرت کا سوال آتا ہے تو ایسے لوگوں کی غیرتیں مصلحت اور نفسانی خواہشات کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اگر ایسی کوئی اضطراری کیفیت ہے تو ایسے لوگ اجازت لے کر احمدی سے نکاح پڑھوا لیں تو اپنے ایمان کو بھی بچانے والے ہوں گے اور ابتلاء سے بھی بچ جائیں گے۔ دوسرے ایسے لوگوں کو ہمیشہ یہ سوچنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ کے بتائے ہوئے خوبصورت اصول کے مطابق اپنی خواہشات اور نفسانیت کا شکار ہونے کی بجائے دینی پہلو کو دیکھا کریں اور احمدی خاندانوں میں رشتہ کریں۔ نیک اور دیندار لڑکی کی تلاش کریں تو نہ صرف ابتلاء سے بچ جائیں بلکہ اپنے خاندانوں کو بھی ابتلاء سے بچانے والے ہوں بلکہ ثواب کمانے والے ہوں گے۔

اسی طرح بعض بچیاں جن کو ان کے ماں باپ نے آزادی دی ہوئی ہے یا کسی بھی

وجہ سے غیروں سے شادی کر لیتی ہیں، وہ بھی نہ صرف اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے علیحدہ کرتی ہیں بلکہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی اولاد کو غیروں کے ہاتھ میں دے دیتی ہیں۔ نہ چاہتے ہوئے مَیں نے اس لئے کہا ہے کہ بعض لڑکیاں نہیں چاہتیں کہ احمدیت سے تعلق توڑیں لیکن شادی کے بعد ایسے حالات ہوتے ہیں کہ ان کے لئے کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے کہ ان کی اولاد دوسروں کی گود میں پلے بڑھے۔ تو یہ مسئلہ چونکہ بڑھ رہا ہے اس لئے اس کا ذکر کرنا بھی مَیں نے ضروری سمجھا۔

پس ہر احمدی کو ہمیشہ اپنے اس عہد کی طرف توجہ کرنی چاہئے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ جہاں یہ احساس پیدا ہو کہ میرے کسی فعل کی وجہ سے میرا دین متاثر ہو رہا ہے وہاں تمام دنیاوی خواہشات اور عمل پر ایک سچے احمدی کو بند باندھ دینا چاہئے۔ اگر ہر احمدی اس کی پہچان کر لے، اگر اس پر عمل کرنا شروع کر دے تو یقیناً خدا تعالیٰ کے پیار کی نظر حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اس زمانہ کے ابراہیم کے ساتھ سچا تعلق قائم کرنے والے ہوں گے اور سچی پیروی اور اطاعت کرنے والے ہوں گے اور ضمناً مَیں یہ بھی بتا دوں کیونکہ جب سزا کے معاملات میرے سامنے آتے ہیں تو بہر حال اصولی بات ہے سزا دینی پڑتی ہے۔ لیکن جب مَیں کسی کو سزا دیتا ہوں تو یہ بات میرے لئے بہت تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔

پھر امن کا قیام بھی مسجدوں سے وابستہ ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ جو مسجد میں اس نیت سے آئے گا کہ خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرے گا۔ لیکن جو لوگ مسجدوں میں آ کر بھی بندوں کے حقوق ادا نہیں کرتے وہ عملاً اپنے آپ کو سچی اطاعت سے باہر کر رہے ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اپنی کتابوں میں اپنے ملفوظات میں اس قدر دوسروں کے حقوق کی طرف توجہ دلائی ہے کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ آپؑ کا سچا پیرو کبھی اس سے صَرفِ نظر کرے۔ لیکن افسوس کہ بعض لوگ، بعض احمدی اس خوبصورت تعلیم سے دُور ہٹتے چلے جا رہے ہیں اور پھر دعویٰ

یہ ہے کہ ہم احمدی ہیں۔ ایک دوسرے پر الزام تراشیاں، جھگڑے، خاص طور پر میاں بیوی کے جھگڑے ہوں تو پورے کا پورا خاندان اس میں ملوث ہو جاتا ہے۔ پھر لڑکیوں پر، عورتوں پر گندے الزام لگانے سے بھی باز نہیں آتے۔ تو اُن کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے جائزے لیں، کچھ خدا کا خوف کریں۔

مجھے بعض دفعہ شکایات آتی ہیں بعض عہدیدار بھی انصاف کے تقاضے پورے نہ کرتے ہوئے۔ غلط قسم کے لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ ان سے بھی مَیں یہی کہوں گا کہ انصاف کے تقاضے پورے کریں۔ اس وحدانیت اور امن کے قیام کی کوشش کریں جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ ورنہ عہد کا پاس نہ کرنے والے اور امانت کا حق ادا نہ کرنے والے بلکہ خیانت کرنے والے کہلائیں گے۔ اور ایسے لوگ پھر اگر یہاں کسی پکڑ سے بچ بھی جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل 25 جولائی 2008ء)

33

جو مرد بلاوجہ عورت کو مارتے ہیں وہ اللہ کی نظر میں بہت غلط کرتے ہیں

عورت کی کمائی یا جائیداد میں سے مرد کچھ حصہ نہیں لے سکتا سوائے اس کے کہ وہ اپنی خوشی سے کچھ خرچ کرے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ یو۔کے 2008ء میں عورتوں سے خطاب میں فرمایا۔

"ایک زمانہ تھا کہ عورت کو اس کا جائز مقام نہیں دیا جاتا تھا۔ مسلمانوں میں بھی باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں عورت کے حقوق قائم کرتا ہے اس کا مقام ایسا تھا کہ بیوی کو پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا تھا۔ اب بھی بعض مسلمان ممالک میں اور تیسری دنیا کے ممالک میں غریب ملکوں میں چاہے مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہوں یا عیسائی ہوں عورت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ بعض معاشروں اور خاندانوں میں عورت کو بالکل حقیر سی چیز سمجھا جاتا ہے۔ مغرب جو آج عورت کی آزادی کا علمبردار بنا پھرتا ہے یہاں بھی چند دہائیاں پہلے تک عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ آج مغرب میں عورتوں کے حقوق کا نعرہ لگایا جاتا ہے آج بھی بعض اہم کام مغرب کے تعلیم یافتہ لوگ عورت کو نہیں دینا چاہتے۔ مثلاً امریکہ جیسا ملک جو شہری آزادی کا چیمپئن کہلاتا ہے اس میں بھی آج بھی عورت کے صدر بننے پر اعتراض کیا گیا۔ گو اس تاثر کو زائل کرنے کی بعد میں کوششیں کی گئیں لیکن حقیقت میں ابھی وہاں ایک بہت بڑا طبقہ اس بات کے خلاف ہے کہ عورت صدر بنے۔

حضورانور نے فرمایا کہ اس کی بہ نسبت اسلام نے بے شک مرد اور عورت کے لئے مختلف ذمہ داریاں متعین کی ہیں مگر دونوں کے حقوق پھر بھی برابر ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسلام سے قبل عرب معاشرہ میں عورت کی ناگفتہ بہ حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے آکر عورت کو اس کے حقوق دلائے۔ مثال کے طور پر اسلام کی بعثت سے قبل عورت ترکہ میں بانٹی جاتی تھی اور ایک بیوہ عورت کے کچھ حقوق نہ تھے اور وہ اپنے بارہ میں کسی فیصلہ کا حق نہیں رکھتی تھی۔ آنحضور ﷺ نے عورت کو ورثہ دلوایا۔ اسلامی اصول کے مطابق ایک بیوہ عورت چار ماہ اور دس دن کی عدت پوری کرنے کے بعد اپنے بارہ میں اپنی مرضی سے معروف کے مطابق فیصلہ کا حق رکھتی ہے۔ حضور نے قرآنی آیات کے حوالہ سے بتایا کہ خاوند کی وفات کے بعد عورت کو آزادی دی گئی ہے کہ وہ اپنے بارہ میں عدت کے بعد خود فیصلہ کرے اور رشتہ داروں کو اس بارہ میں روکیں پیدا کرنے سے منع فرمایا۔ پھر اسلام نے عورت کا ورثہ میں حق قائم کیا۔ اسلام سے پہلے کسی مذہب نے عورت کے اس طرح حق قائم نہیں کئے۔

حضورانور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن کریم نے ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ﴾ (النساء:35) کہہ کر مرد کو جو فضیلت عطا کی تھی وہ اس وجہ سے ہے کہ گھر کے خرچ کو چلانے کی ذمہ داری مرد پر ہے۔ اور اس کی کمائی پر عورت کو بھی حق ہے۔ لیکن عورت کی کمائی یا جائیداد میں سے مرد کچھ حصہ نہیں لے سکتا سوائے اس کے کہ وہ اپنی خوشی سے کچھ خرچ کرے۔

حضور نے قرآنی آیات کے حوالہ سے تفصیل سے اس بارہ میں اسلامی تعلیم کو بیان فرمایا اور فرمایا کہ وہی عورت جس کے کوئی حقوق قائم نہیں تھے اس کے متعلق مردوں کو کہا کہ عورت کی کمائی پر نظر نہ رکھو۔ گھر چلانے کی ذمہ داری مردوں پر ہے۔ پھر اسلام نے آزاد عورت کے حقوق ہی قائم نہیں فرمائے بلکہ لونڈی کے حقوق بھی قائم فرمائے۔

حضورانور نے قرآنی آیات کے حوالہ سے ورثہ کے بارہ میں حقوق کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور بتایا کہ مردوں کو منع کیا گیا ہے کہ زبردستی عورتوں کے ورثہ سے لیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ بعض مرد عورت کو تنگ کرتے ہیں مگر طلاق نہیں دیتے تاکہ ان کی جائیداد سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔ اسی طرح بعض مرد عورت کو تنگ کر کے خلع لینے پر مجبور کرتے ہیں تا حق مہر معاف ہو جائے۔ اسی طرح علیحدگی کی صورت میں تحفے واپس مانگتے ہیں یا پھر جائیداد پر قابو رکھنے کے لئے بیوہ کو شادی نہیں کرنے دیتے یا بیوہ عورت کی شادی زبردستی اسی خاندان میں دوبارہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ تمام باتیں عورت کے ان بنیادی حقوق کے خلاف ہیں جو اسلام نے انہیں عطا کئے ہیں اور احمدی مردوں کو ان باتوں سے بچنا چاہئے۔ مردوں کو نصیحت کرتے ہوئے حضورانور نے یہ حدیث پیش فرمائی کہ "خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ" کہ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ اچھا ہے۔

اس کے بعد حضورانور نے بعض مردوں کی طرف سے عورتوں کی مار پیٹ کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ بعض عورتیں حضور کو اس سلسلہ میں دعا کے لئے خط لکھتی ہیں۔ ان کے خاوندوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضور نے بیان کیا کہ آنحضور ﷺ نے تو فرمایا ہے کہ "جو مرد بلا وجہ عورت کو مارتے ہیں وہ اللہ کی نظر میں بہت غلط کرتے ہیں"۔ حضور نے آنحضرت ﷺ کی احادیث کے حوالہ سے فرمایا کہ عورتوں کے حقوق میں یہ شامل ہے کہ جو تم خود کھاؤ اور پہنو، انہیں بھی وہی کھلاؤ اور پہناؤ۔

حضورانور نے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی نصیحت فرمائی کہ وہ بھی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور سچائی پر قائم ہو جائیں۔ حضور نے آنحضرت ﷺ کے عورتوں پر احسانات کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ ایک حدیث حضورانور نے بیان فرمائی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بیٹے کو بیٹی پر فضیلت نہ دے اور بیٹی کی اچھی تربیت کرے تو اسے

جنت کی بشارت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دیکھیں کس طرح آنحضرت ﷺ نے عربوں کو عورت کے مقام کے متعلق نصیحت فرمائی۔ آپ ﷺ نے اپنی وفات سے قبل آخری لمحات میں بھی عورتوں سے حسن سلوک کی تاکید فرمائی۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے بھی عورتوں کے مقام اور ان سے حسن سلوک کی تاکید فرمائی اور عورتوں کو ان تعلیمات کی روشنی میں توجہ دلائی کہ وہ ہر وقت اللہ اور اس کے رسول کے ان احسانات کا شکر ادا کرتی رہیں اور ان احسانات کو ادا کرنے کے یہ طریق بتائے کہ احمدی عورت عبادات کی طرف توجہ کرے اور اپنی اگلی نسلوں کو بھی ان عبادات کے ذریعہ خدا کی پہچان کروائے۔ آنحضور ﷺ کے احسانات کو یاد کر کے ان پر کثرت سے درود وسلام بھیجے۔ پردہ اور باقی اسلامی احکامات کی پابندی کریں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ عورتوں کی دعائیں اور صدقات ہی ہیں جو انہیں مردوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں سے بچائیں گی۔ نیز فرمایا کہ جو عورتیں عبادات اور قرآن کی طرف توجہ کریں گی وہ جماعت کی ترقی میں اپنا کردار ضرور ادا کریں گی۔ حضور انور نے عورتوں کو یہ بھی تلقین فرمائی کہ انہیں دین کے معاملات میں غیرت دکھانی چاہئے جیسا کہ حضرت عمرؓ کی بہن نے دکھائی۔"

(الفضل انٹرنیشنل 5؍ستمبر 2008ء)

34

ایک احمدی عورت کو یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کی حدود کا ایک دائرہ ہے۔ اس سے تجاوز کرنا آپ کے تقدس کو مجروح کرتا ہے

احمدی عورت اور بچی کی عصمت ہزاروں لاکھوں جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ جرمنی 23؍اگست 2008ء کو مستورات سے خطاب میں فرمایا۔

"یہاں رہنے والی بعض عورتیں اور بچیاں خیال کرتی ہیں اسی طرح نوجوان لڑکے اور مرد بھی کہ ہمارے پر جماعتی طور پر جو بعض پابندیاں عائد ہوتی ہیں اس سے ہماری آزادی سلب ہو رہی ہے۔ جبکہ اگر وہ گہرائی میں جا کر دیکھیں تو احساس ہو کہ آزادی سلب نہیں ہو رہی بلکہ حقیقی آزادی کے معیار قائم ہو رہے ہیں۔ جو بعض اِکّا دُکّا نوجوان لڑکے لڑکیاں اس ماحول سے متاثر ہوتے ہیں اور آزادی کے حصول کے لئے بعض دفعہ ماں باپ کے گھروں سے بھی چلے جاتے ہیں آخر کسی نہ کسی وقت انہیں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم نے غلطی کی۔ آزادی کے نام پر ہم نے اپنے آپ کو آگ کے گڑھے میں دھکیل دیا ہے۔ پھر ندامت اور شرم کے احساس سے جماعت سے دوبارہ رجوع کرتے ہیں۔

پس ہمیشہ ایک مومنہ اور ایک مومن کو کسی بھی چیز کے اختیار کرنے سے پہلے گہرائی میں جا کر اس کے نفع ونقصان کو دیکھنا چاہئے اور صرف دنیاوی نفع ونقصان نہیں بلکہ دینی اور روحانی نفع دیکھیں کیا ہے اپنی زندگی کے مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ جیسا کہ مَیں نے

شروع میں ذکر کیا تھا کہ ٹی وی چینلز اور دوسرے میڈیا کا بے جا استعمال جو ہے وہ خرابی پیدا کرتا ہے اس کا استعمال صرف اس حد تک کریں جو آپ کے علمی معیار کو بڑھانے والا ہو یا ہلکی پھلکی تفریح کے لئے ہو اسی طرح ان ملکوں میں رہتے ہوئے خاص طور پر نوجوان لڑکیاں اور لڑکے اس حد تک فیشن کو نہ اپنائیں جو حیا کی حدود کو توڑتا ہو۔ وہی فیشن اپنائیں جو حیا کی حدود کے اندر ہو۔ خاص طور پر لڑکیاں ایسے فیشن کریں جو حیا کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے ہوں جوان کو دوسروں سے ممتاز کرتا ہو ان میں اور دوسروں میں فرق نظر آتا ہو۔ بعض لڑکیاں کہہ دیتی ہیں کہ ہم نے سر ڈھانک لیا ہے اور یہ کافی ہے لیکن سر اس طرح نہیں ڈھانکا ہوتا جس طرح اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے۔ بال صاف نظر آرہے ہوتے ہیں آدھا سر ڈھکا ہوتا ہے آدھا ننگا ہوتا ہے گریبان تک نظر آرہا ہوتا ہے کوٹ اگر پہنا ہوا ہے تو کہنیوں تک بازو ننگے ہوتے ہیں۔ گھٹنوں سے اوپر کوٹ ہوتے ہیں تو یہ نہ ہی ایک احمدی لڑکی اور عورت کی حیا ہے اور نہ ہی یہ ایک احمدی عورت کی آزادی کی حد ہے بلکہ اس ذریعہ سے اس طرح کی حرکتیں کر کے اپنی حیا پر الزام لا رہی ہوتی ہیں اور بحیثیت احمدی اپنی آزادی کی حدود کو بھی توڑ رہی ہوتی ہیں۔ پس ہمیشہ ایک احمدی عورت کو جس کا ایک تقدس ہے یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کی حدود کا ایک دائرہ ہے اس حدود کے دائرے سے تجاوز کرنا آپ کے تقدس کو مجروح کرتا ہے۔ اگر یہاں تعلیم پا کر روشن خیالی کے نام پر آپ انٹرنیٹ پر اور email کے ذریعے یہ ساری چیزیں دیکھتی ہیں اور اپنی آزادی کی خود حدود مقرر کرتی ہیں، لڑکوں سے رابطے کرتی ہیں تو اپنے تقدس کو مجروح کر رہی ہیں۔ یہ تعلیم جو اس طرح کی آزادی کے خیالات ایک احمدی بچی کے دل میں پیدا کرے نعمت نہیں ہے بلکہ لعنت ہے۔ کیونکہ مَیں نے دیکھا ہے کہ آزادی کے نام پر جن لڑکیوں نے اس طرح تعلقات پیدا کئے پھر دوستیاں کیں۔ انہوں نے اپنے گھر بھی برباد کئے اور دوسری عورتوں کے گھر بھی برباد کئے اور اپنے خاندان کے لئے بھی بدنامی کا باعث بنیں اس طرح سے اس تعلیم نے اپنے معاشرے میں

اس لڑکی کے مقام کو بڑھانے کے بجائے گھٹانے کا کام کیا۔ ایسی تعلیم پھر نعمت نہیں رہتی یا ایسی آزادی پھر نعمت نہیں رہتی بلکہ لعنت بن جاتی ہے۔ مگر مغربی معاشرے میں غیر از جماعت معاشرے میں بیشک یہ دوستیاں معمولی بات ہوں گی لیکن احمدی معاشرے میں عزیز رشتے داروں اور ماں باپ کے لئے شرمندگی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ پس ہمیشہ ایک احمدی لڑکی ایک احمدی عورت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس کا ایک تقدس ہے اس کا ایک مقام ہے جس کو قائم رکھنا ہر دوسری خواہش سے زیادہ ضروری ہے۔ اپنی عزت کی حفاظت اور اپنے خاندان کی عزت کی حفاظت ایک احمدی عورت اور لڑکی کے لئے سب سے زیادہ اہم چیز ہے اور ہونی چاہئے۔ ایک احمدی عورت اور بچی کی عصمت کی قیمت ہزاروں لاکھوں جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے۔ پس اس کی حفاظت کرنا اور اس کی حفاظت کے طریق جاننا ہر احمدی عورت اور لڑکی کے لئے انتہائی ضروری چیز ہے بلکہ فرض ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی لڑکی ایک احمدی عورت نے اپنی حیا کی حفاظت کرنی ہے اپنی عصمت کی حفاظت کرنی ہے۔ اپنے تقدس کو قائم رکھنا ہے اور یہ پاکستانی کلچر نہیں ہے بلکہ اسلام کی تعلیم ہے اس لئے چاہے وہ جرمن قوم سے تعلق رکھنے والی عورت ہو، احمدی عورت ہے یا کسی بھی دوسرے یورپین ملک سے تعلق رکھنے والی احمدی عورت ہے یا پاکستان یا ایشیا سے تعلق رکھنے والی عورت ہے یا افریقہ سے تعلق رکھنے والی احمدی عورت ہے ایک بات اس میں ہر عورت میں قدر مشترک ہونی چاہئے کہ اس نے تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی زندگی گزارنی ہے اور اپنی حیا اور عصمت کی حفاظت کرنی ہے تبھی وہ حقیقی احمدی عورت کہلا سکتی ہے اور پاکستان سے آئی ہوئی لڑکیوں اور عورتوں کو خاص طور پر اپنے آپ کو نمونہ بنانا چاہئے۔

مجھے کئی شکایات آتی ہیں جب دوستیوں میں اور براہ راست لڑکوں سے تعلقات میں اس قدر آگے چلی جاتی ہیں بعض لڑکیاں چاہے وہ چند ایک ہی ہوں کہ بعض شادی شدہ عورتوں کے گھروں کو برباد کر دیتی ہیں اور اگر پوچھو تو کہہ دیتی ہیں کہ اس میں کیا حرج ہے۔

اسلام میں اجازت ہے ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی۔ اسلام میں اگر اجازت ہے تو یہ مرد کو اجازت ہے اپنی ضروریات جو ضروریات ہیں جو شرائط ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ان شرائط کے ساتھ اجازت ہے نہ کہ بلاوجہ غلط تعلقات کی وجہ سے اور اس کے لئے پھر جائز طریقے جو ہیں اپنانے چاہئیں نہ کہ غلط طریقے سے۔ پس ایک احمدی عورت کو، ایک احمدی لڑکی کو اپنی حدود کی حفاظت کرنی چاہئے۔ یہاں جرمنی میں جرمن قوم میں سے بعض جو شامل ہونے والی لڑکیاں ہیں اپنی حیا کے زیادہ اچھے نمونے دکھاتی ہیں۔ کئی نوجوان لڑکیاں ہیں جو شادی کے قابل ہیں مجھے لکھتی ہیں یا جماعت کو کہتی ہیں کہ ہماری شادی کے انتظامات کریں اور یہی صحیح طریق ہے۔ پھر اخلاص اور نیکی میں ترقی کرنے والی ہیں باوجود اس کے کہ ان کی اٹھان اور پرورش ایسے ماحول میں ہوئی ہے جہاں آزادی ہے اور کوئی روک ٹوک بھی نہیں ان کے گھروں میں۔ لیکن جب احمدیت میں شامل ہوئیں تو یکسر اپنے آپ کو بدل لیا یا بدلنے کی بہت زیادہ کوشش کر رہی ہیں۔ پس پاکستان سے آنے والی بھی ہمیشہ یہ بات سامنے رکھیں کہ اگر یہ نام نہاد آزادی زندگی کے لئے اتنی ہی ضروری ہے کہ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا تو پھر اس جرمن قوم کی لڑکیوں کو اور عورتوں کو احمدی ہونے کی کیا ضرورت ہے جبکہ وہ سمجھتی ہیں کہ جماعت میں آ کر یا جماعت میں شامل ہونے کے بعد ان کو بعض پابندیوں سے گزرنا پڑے گا۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اگر ان سے پوچھیں تو یقیناً یہ جواب ہوگا کہ آزادی یہ آزادی جو مغرب کی آزادی ہے اس میں سوائے بے سکونی کے اور کچھ نہیں ہے پس ہم ترجیح دیتے ہیں ان پابندیوں کو جو خداتعالیٰ کے قریب کرنے والی ہیں اور جن سے دل کو سکون ملے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو ایک حقیقی مومنہ سے توقعات رکھی ہیں اور حقیقی مومنہ بننے کے لئے جو احکامات دیئے ہیں جو حقیقی مومنہ کی خصوصیات رکھی ہیں ہمیں بتائی ہیں ان کو اختیار کرنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ہر احمدی عورت کو۔..........

بعض عورتیں دیکھی ہیں، شکایات آجاتی ہیں بعض دفعہ کہ اولاد کی فرمانبرداری بھی

ان میں تکبر پیدا کر دیتی ہے۔ مثلاً کئی دفعہ ایسی باتیں بھی آجاتی ہیں سامنے کہ اس بات پر تکبر ہے کہ میرا بیٹا میرا بہت زیادہ فرمانبردار ہے۔ اگر مَیں اسے کہوں کہ جاؤ اور اپنی بیوی کو دو چار چپیڑیں مار آؤ تو فوراً مار دے گا اور کئی عورتیں ایسا کرتی ہیں۔ حیرت ہوتی ہے بعض احمدی گھروں میں ایسی باتیں سن کر کہ مائیں اپنے بیٹوں کے ذریعے ناجائز طور پر اپنی بہوؤں کی پٹائی کروا رہی ہوتی ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے انعام کی بے قدری ہے اس طرح کی حرکتیں۔ ایسی عورتیں سب طاقتوں کا سرچشمہ خداتعالیٰ کی ذات کو نہیں سمجھتیں بلکہ اپنے آپ کو سمجھتی ہیں اور یہ تقویٰ سے دور لے جانے والی باتیں ہیں ایسے بے قدروں سے پھر اللہ تعالیٰ انعام چھین بھی لیا کرتا ہے۔..........

مغرب میں اگر تعلیم یافتہ عورت ملازمت کے حق کی بات کرتی ہے تو یہ بھول جاتی ہے کہ اس کی ایک اور بہت بڑی ذمہ داری اپنے گھر کو سنبھالنا بھی ہے۔ لیکن اسلام جب عورت کے حق کی بات کرتا ہے تو اسے توجہ دلاتا ہے کہ تمہاری تعلیم اس لئے ہے کہ اپنے بچوں کی نگہداشت کرو اپنے خاوند کے گھر کی نگران بن کر رہو۔ ﴿وَالْحَافِظَاتُ لِلْغَيْبِ﴾ غیب میں ان چیزوں کی حفاظت کا حق ادا کرو جو تمہارے سپرد ہیں اور حق کس طرح ادا کرنا ہے اس کے متعلق فرمایا ﴿بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا حکم دیا ہے اور وہ حکم یہ ہے کہ نسلوں کی پرورش تمہارے سپرد ہے گھروں کی حفاظت تمہارے سپرد ہے۔ پس یہ حفاظت کا عظیم کام آپ کے سپرد ہے اور اس کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ بچوں کی دینی اور روحانی ترقی کی طرف توجہ ہے اور یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک آپ کا اپنا دینی علم اور روحانیت ترقی پذیر نہ ہو اس کی طرف قدم نہ بڑھ رہے ہوں۔ آگے کی طرف جب تک آپ کا قدم نہ بڑھ رہا ہو۔ پس اپنے دینی اور روحانی معیار کو بڑھائیں تا کہ اپنی نسلوں میں بھی داخل کر سکیں اور جب آپ اس طریق پر اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کریں گی تو آئندہ نسلوں سے وہ قوم تیار کرنے والی ہوں گی جن میں مسلمین اور مسلمات

ہوں گے، جن میں مومنین اور مومنات ہوں گی، جن میں قانتین اور قانتات ہوں گی، جن میں صادقین اور صادقات ہوں گے۔ جن میں صابرین اور صابرات ہوں گے۔ جن میں خاشعین اور خاشعات ہوں گے۔ جن میں متصدقین اور متصدقات ہوں گے۔ جن میں صائمین اور صائمات ہوں گے جن میں ﴿حَافِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ﴾ اور حافظات ہوں گے۔ جن میں ذاکرین اور ذاکرات ہوں گے۔ جب یہ لوگ پیدا ہوں گے تو وہ انقلاب جو آپ لا رہی ہوں گی وہ عارضی انقلاب نہیں ہوگا۔ وہ صرف عائلی حقوق کے حصول کے لئے نہیں ہوگا، وہ صرف معاشی حقوق کے حصول کے لئے نہیں ہوگا، وہ صرف معاشرتی حقوق کے حصول کے لئے نہیں ہوگا۔ وہ صرف ملکی امن وسلامتی کے قیام کے لئے نہیں ہوگا بلکہ وہ ایسا انقلاب ہوگا جو تمام دنیا کو ہر قسم کے شر سے محفوظ کرنے والا ہوگا۔ وہ ایسا انقلاب ہوگا جو دائمی اثر رکھنے والا انقلاب ہوگا۔ وہ ایسا انقلاب ہوگا جو نسلوں میں جاری رہنے والا انقلاب ہوگا۔ وہ ایسا انقلاب ہوگا جو آپ کو اور آپ کی نسلوں کو خدا کے قریب لانے والا ہوگا۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ترقی کی منازل دنیاوی لذات سے نہیں ملتیں۔ ایک مومنہ اور ایک مومن کے لئے ترقی دنیاوی آسائشوں کا نام نہیں ہے۔ ترقی ننگے لباس میں نہیں ہے ترقی بے پردگی میں نہیں ہے۔ ترقی مرد اور عورت کی بے حجابیوں میں نہیں ہے بلکہ ترقی اللہ تعالیٰ کی رضا سے وابستہ ہے اور یہی دائمی ترقی ہے اور ایک مومنہ عورت اور ایک مومن مرد اس کا فہم وادراک رکھتے ہوئے کبھی دنیاوی ہوشیاری اور لذات کو اپنی ترقی کا ذریعہ نہیں سمجھتے بلکہ خدا تعالیٰ کے سچے اور پکے تعلق کو ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل 24/اکتوبر 2008ء)

35

عورتیں بھی اپنے گھر کی نگران کی حیثیت سے ذمہ دار ہیں کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت کریں تا کہ وہ معاشرہ کا بہترین وجود بن سکیں۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

کی دعا کثرت سے پڑھنے کی تحریک

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 14/نومبر 2008ء بمقام بیت الفتوح لندن میں فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی نسل کو اپنے مقصد پیدائش کے قریب رکھنے بلکہ اس کا حق ادا کرنے کے لئے اپنے نیک بندوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ وہ اپنی اولاد بلکہ بیویوں کے لئے بھی دعائیں کریں۔ بلکہ بیویوں کو بھی کہا کہ اپنے خاوندوں اور اولاد کے لئے دعائیں کریں تا کہ نیکیوں کی جاگ ایک دوسرے سے لگتی چلی جائے اور نسل در نسل قائم رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ (الفرقان آیت :75) اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

یہ جامع دعا ہے کہ آنکھوں کی ٹھنڈک بنا، ایک دوسرے کے لئے بھی اور اپنی اولاد میں سے بھی ایسی اولاد ہمیں عطا کر جو آنکھوں کی ٹھنڈک بنے اور جب اللہ تعالیٰ یہ دعا

سکھاتا ہے کہ آنکھوں کی ٹھنڈک مانگو تو اللہ تعالیٰ کے ان لامحدود فضلوں کی دعا مانگی گئی ہے۔ جس کا علم انسان کو نہیں، خدا تعالیٰ کو ہے جس کا انسان احاطہ ہی نہیں کر سکتا۔ اور میاں بیوی اور اولادیں نہ صرف اس دنیا میں ان نیکیوں پر قدم مار کر جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بتائی ہیں۔ ایک دوسرے کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنتے ہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی ان نیکیوں کی وجہ سے جو انسان اس دنیا میں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے انعامات سے نوازتا ہے۔ ایک مومن کے مرنے کے بعد اس کی نیک اولاد ان نیکیوں کو جاری رکھتی ہے۔ جس پر ایک مومن قائم تھا۔ اپنے ماں باپ کے لئے نیک اولاد دعائیں کرتی ہے جو اس کے درجات کی بلندی کا باعث بنتے ہیں۔ دوسری نیکیاں کرتی ہے جو ان کی درجات کی بلندی کا باعث بنتی ہیں۔ پس یہ اولاد کی نیکیاں اور اپنے ماں باپ کے لئے دعائیں اگلے جہان میں بھی ایک مومن کو آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (السجدہ:18) پس کوئی ذی روح یہ نہیں جانتا کہ اس کے اعمال کے بدلہ میں اس کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے۔

یہ ان لوگوں کے بارہ میں کہا گیا ہے جو تقویٰ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بھی توجہ دیتے ہیں اور اس کی راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں اور دوسری نیکیاں بھی بجالاتے ہیں۔ وہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر سیدھے راستے پر چلنے اور اپنی اولاد کے سیدھے راستے کی طرف چلنے کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک مانگتے ہیں جس کا علم صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات کو ہے۔ اپنی اولادوں اور اپنی بیویوں اور خاوندوں کے لئے اور بیویاں اپنے خاوندوں کے لئے دعا مانگتی ہیں کہ یہ سب تقویٰ پہ قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے اس دنیا میں بھی انعامات عطا فرمائے جو اس کی رضا کے حامل بنائے اور اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ کا

قرب پانے والے ہوں۔

پس یہ دعا ہے جو اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جو عبادالرحمٰن ہیں، نیکیاں بجالاتے ہوئے مانگتے ہیں اور اپنے پیچھے بھی ایسی نسل چھوڑنے کی کوشش کرتے ہیں جو تقویٰ پر قدم مارنے والی ہو۔ یہ دعا اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھا کر ہمیں ہر وقت اس اہم کام کی طرف توجہ دلائی ہے جو اس کی رضا حاصل کرنے کا نہ صرف ہماری ذات کے لئے ذریعہ بنے بلکہ آئندہ نسلیں بھی اس راستے پر چلنے والی ہوں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنیں۔

﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ کہہ کر یہ بتا دیا کہ آنکھوں کی ٹھنڈک تبھی ہو سکتی ہے جب تم بھی اور تمہاری اولادیں بھی تقویٰ پر چلنے والے ہوگے۔ اگر تمہارے اپنے فعل ایسے نہیں جو تقویٰ کا اظہار کرتے ہوں تو اپنے دائرہ میں متقیوں کے امام بھی نہیں بن سکتے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا اس دعا کے ساتھ ہم آپس میں حقوق کی ادائیگی کے لئے تقویٰ پر چل رہے ہیں؟ اپنے بچوں کی تربیت کے لئے ان شرائط کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو انہیں تقویٰ پر چلانے والی ہوں۔ اگر گھریلو سطح پر بھی میاں بیوی تقویٰ کی راہوں پر قدم نہیں مار رہے تو اولاد کے حق میں اپنی دعاؤں کی قبولیت کے نشان کس طرح دیکھ سکتے ہیں؟ پھر اگر تقویٰ مفقود ہے تو خلافت اور جماعت کی برکات سے کس طرح فیض پا سکتے ہیں۔ خلافت کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے اعمال صالحہ کی شرط رکھی ہوئی ہے۔ اگر تقویٰ نہیں تو اعمال صالحہ کیسے ہو سکتے ہیں یا اگر اعمال صالحہ نہیں تو تقویٰ نہیں اور تقویٰ نہیں تو نہ ہی ایک دوسرے کے لئے قرۃ العین بن سکتے ہیں، نہ ہی اولاد قرۃ العین بن سکتی ہے۔ پس اولاد کو بھی قرۃ العین بنانے کے لئے، آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لئے، اپنی حالتوں اور اپنی عبادتوں کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے میاں بیوی کی عبادتوں کے بارے میں یہ نصیحت کی ہے،

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ رحم کرے اس شخص پر جو رات کو اٹھے، نماز پڑھے، اور اپنی بیوی کو جگائے۔ اگر وہ اٹھنے میں پس وپیش کرے تو پانی کے چھینٹے ڈالے تا کہ وہ اُٹھ کھڑی ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو اٹھے، نماز پڑھے اور اپنے میاں کو جگائے، اگر وہ اٹھنے میں پس وپیش کرے تو پانی چھڑکے تا کہ وہ اٹھ کھڑا ہو۔

پس یہ فرائض دونوں کے ہیں۔ میاں کے بھی اور بیوی کے بھی کہ اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دیں تا کہ نسلوں سے بھی قرۃ العین حاصل ہو۔ بعض مردوں کی شکایات آتی ہیں، رات کو اٹھنا تو علیحدہ رہا، عورتوں کے جگانے کے باوجود، فجر کی نماز کے علاوہ اور دوسری نمازوں میں بھی توجہ دلانے کے باوجود سستی دکھاتے ہیں۔ ایسے لوگ کس طرح اور کس منہ سے ﴿ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ ﴾ کی دعا کرتے ہیں۔ کس طرح وہ اپنی اولاد میں قرۃ العین تلاش کر سکتے ہیں، کس طرح اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھتے ہیں یا رکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کی اولاد کے متقی ہونے کی دعا قبول ہو۔ ہاں اللہ تعالیٰ فضل کرنا چاہے تو کوئی روک نہیں۔ وہ تو مالک ہے لیکن اگر اس کے فضل سے حصہ لینا ہے تو تقویٰ کے یہ نمونے دکھانے کا بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اپنی حالتوں کے درست کرنے کا بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ پس اپنے بچوں سے قرۃ العین بننے کی توقع اور خواہش رکھنے والوں کو آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کو بھی پیش نظر رکھنا ہوگا کہ اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دیتا ہے، یا دے سکتا ہے۔ (سنن الترمذی باب ماجاء فی ادب الولد) اور اچھی تربیت اس وقت ہوتی ہے جب انسان کے اپنے عمل بھی ایسے ہوں جو اولاد کے لئے نمونہ بن سکیں۔ عبادتوں کے معیار بھی اچھے ہوں دوسرے اعمال بھی اچھے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

" خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسر آ سکتی ہے کہ وہ (یعنی انسان) فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں" فرمایا" اور کھول کر کہہ دیا ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴾ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام بھی ہوگا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔"

(الحکم مورخہ 24/ستمبر 1901)

پس یہ ذمہ داری پہلے مَردوں کی ہے کہ اپنے آپ کو ان راستوں پر چلانے کی کوشش کریں جو اسے عباد الرحمٰن بنانے والے ہوں۔ عورتیں بھی اپنے گھر کی نگران کی حیثیت سے اس بات کی ذمہ دار ہیں کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے اور اپنے خاوندوں کے بچوں کی تربیت کریں تا کہ وہ معاشرے کا ایک بہترین اور مفید وجود بن سکیں۔ لیکن عورتوں کی تربیت کے لئے بھی پہلے مَردوں کو قدم اٹھانے ہوں گے۔ جب دونوں نیکیوں پر قدم مارنے والے ہوں گے۔ تو پھر اولاد بھی نیکیوں پر چلنے کی کوشش کرے گی۔ دونوں کی دعائیں بھی اولاد کی تربیت میں مددگار بن رہی ہوں گی۔

پہلے جو مَیں نے حدیث بیان کی تھی کہ اگر مَرد پہلے جاگے تو عورت کو جگائے اور اگر عورت پہلے جاگے تو مَرد کو جگائے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ دونوں میاں بیوی آپس میں بڑے پیار اور محبت کے تعلق والے ہوں، انڈرسٹینڈنگ (Understanding) ہو، ایک دوسرے کو سمجھتے ہوں کہ ہم نے اپنی رات کی عبادت اور نمازوں کی حفاظت کرنی ہے اس لئے صبح اٹھنے کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرنی ہے۔ اگر آپس میں یہ انڈرسٹینڈنگ نہیں تو مرد جب پڑا سو رہا ہوگا (ایسی شکایتیں بعض دفعہ آتی ہیں) اور عورت جب اسے نماز کے لئے جگاتی ہے تو بیچاری کی شامت آ جاتی ہے اور بعید نہیں کہ یہ بھی ہو جائے کہ سخت الفاظ سننے کے علاوہ بیچاری عورت کو اس سے مار بھی کھانی پڑ جائے۔ اور یہ مَیں صرف

مثال نہیں دے رہا، یہ بعض گھروں میں عملی صورت میں ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ پھر عورتیں بھی یا تو خاموش ہو جاتی ہیں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے کی کوشش کرتی ہیں یا اپنے خاوندوں کی ڈگر پر آ جاتی ہیں۔ اور بچے دنیاوی لحاظ سے تو شاید کچھ بہتر ہو جائیں، پڑھ لکھ جائیں لیکن دینی لحاظ سے بالکل بگڑ جاتے ہیں۔ بلکہ جب اس طرح گھر کی صورتحال ہو تو بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ دنیاوی لحاظ سے بھی کئی بچے برباد ہو جاتے ہیں۔ پس بچوں کو قرۃ العین بنانے کے لئے ماں باپ کو اپنی اصلاح بھی کرنی ہوگی اور اپنے نمونے بھی قائم کرنے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ " ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیزگاری کے لئے عورتوں کو پرہیزگاری سکھاویں۔ ورنہ وہ گناہگار ہوں گے۔ اور جبکہ اس کی عورت سامنے ہو کر بتلا سکتی ہے کہ تجھ میں فلاں فلاں عیب ہیں تو پھر عورت خدا سے کیا ڈرے گی۔ جب تقویٰ نہ ہو تو ایسی حالت میں اولاد بھی پلید پیدا ہوتی ہے۔ اولاد کا طیّب ہونا توطیّبات کا سلسلہ چاہتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ سب توبہ کریں اور عورتوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاویں۔ عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے، وہ اپنی بدیاں اس سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ نیز عورتیں چھپی ہوئی دانا ہوتی ہیں۔ یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ احمق ہیں۔ وہ اندر ہی اندر تمہارے سب اثروں کو حاصل کرتی ہیں۔ جب خاوند سیدھے راستے پر ہوگا تو وہ اس سے بھی ڈرے گی اور خدا سے بھی۔" فرمایا" عورتیں خاوندوں سے متاثر ہوتی ہیں۔ جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقویٰ بڑھاوے گا کچھ حصہ اس سے عورتیں ضرور لیں گی"۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 163-164)

پس یہ توقع ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر احمدی مرد سے رکھی ہے۔ یہ الفاظ ہمیں جھنجھوڑنے والے ہونے چاہئیں۔ مردوں پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

پہلے تو عورتیں جاہل ہوتی تھیں، کم پڑھی لکھی ہوتی تھیں۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلیم کی روشنی نے عورتوں میں بھی عقل وشعور پہلے سے بہت بڑھا دیا ہے۔ جیسا کہ پہلے مَیں نے کہا ایسی عورتیں بھی جماعت میں ہیں اور اکثریت میں ہیں جو مَردوں کی برائیوں کی وجہ سے کڑھتی ہیں یا ان کی سختیوں کی وجہ سے علیحدہ ہو کے بیٹھ جاتی ہیں۔ اپنی نیکیاں قائم کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور مَردوں سے زیادہ بے چین اور پریشان بھی ہوتی ہیں۔ ایسے بھی خاندان ہیں جہاں عورتوں کو اپنی اولاد کی فکر ہوتی ہے اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مَردوں کی جو بگڑی ہوئی حالت ہے اسے دیکھ کر عورتیں بعض دفعہ مَردوں سے علیحدہ ہو جاتی ہیں اور پھر اس کے نتیجہ میں اولاد پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ اس ماحول میں جہاں بچوں کو خاص طور پر باپ کی سرپرستی کی ضرورت ہوتی ہے بچے جوانی میں قدم رکھتے ہیں تو بگڑنے لگتے ہیں۔ تو ان سب چیزوں کے ذمہ دار مَرد ہوتے ہیں۔ تو ایسے مَردوں کو بھی فکر کرنی چاہئے کہ کتنی بدقسمتی ہے کہ ہمارا خدا ہماری بقا اور ہماری نسلوں کی بقا کے لئے ایک دعا سکھا رہا ہے اور اللہ میاں کا دعا سکھانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کو قبول کرنا چاہتا ہے اور کرتا بھی ہے اور دعا کے الفاظ میں ھَبْ لَنَا کے الفاظ استعمال کر کے یہ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سے کچھ نہیں لینا وہ تمہاری دنیا وعاقبت سنوارنے کے لئے، تمہاری نسلوں کی بقا کے لئے، صحیح راستے پر چلنے کے طریق سکھاتے ہوئے تمہیں انعام دے رہا ہے۔ ان پہ چلو گے تو انعامات کے وارث بنو گے۔ لیکن ہم اس انعام سے فیض پانے والے نہ بنے۔ پس ہمیں اپنے جائزے لیتے ہوئے اُن راستوں پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنائیں۔ اپنے گھروں کے سکون کو بھی ہمیشہ قائم رکھیں اور اپنے بچوں اور اپنی اولادوں کی طرف سے بھی ہمیشہ آنکھیں ٹھنڈی رکھیں اور حقیقت میں ہر احمدی گھر میں تقویٰ پر قائم رہنے والے لوگ ہوں۔ احمدی معاشرے میں ہر شخص تقویٰ پر چلنے والا ہو اور یہی چیز پھر خلافت کے انعام سے بھرپور فائدہ اٹھانے والا بنائے گی اور یہی بات آنحضرت ﷺ کی

غلامی میں آنے والے مسیح و مہدی اور امام الزمان کی جماعت میں شامل ہونے کا حق ادا کرنے والا بنائے گی۔ پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اس اصل کو سمجھتے ہوئے وَھَّاب خدا سے جب مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی انہیں ایسے ایسے طریق سے قرۃ العین عطا فرماتا ہے جس کا ایک انسان تصور بھی نہیں کرسکتا۔

اولاد کے ضمن میں یہاں ایک اور بات بھی مَیں کہنی چاہتا ہوں جو بعض گھروں کے ٹوٹنے کا باعث بن رہی ہوتی ہے یا میاں بیوی کے آپس کے ناخوشگوار تعلقات کی وجہ سے اولاد پر بُرا اثر ڈال رہی ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض میاں بیوی کے تعلقات اس لئے خراب ہوجاتے ہیں یا خاوند اپنی بیوی سے اس لئے ہر وقت ناراض رہتا ہے کہ لڑکے کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ لڑکیاں کیوں صرف پیدا ہوتی ہیں؟۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ﴾ (الشوریٰ:50) آسمان وزمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے عطا کرتا ہے۔

اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں دونوں ملا کر بھی دیتا ہے۔ تو اب جو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اس میں کسی پر الزام دینا تقویٰ سے ہٹنے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو عقل اور علاج کے طریقے اس زمانے میں عطا فرمادیئے ہیں ان کے استعمال سے بہتوں کو فائدہ ہوتا ہے اور جن کو لڑکوں کی خواہش ہوتی ہے ان کے لڑکے پیدا ہوجاتے ہیں لیکن یہاں بھی بعض اوقات اپنے خالق ہونے کا اور اپنی مرضی کا اظہار فرماتا ہے۔ لاکھ علاج کروالیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ تو اس بات پر بیویوں کی زندگی اجیرن کردینا کہ تمہارے لڑکیاں کیوں پیدا ہوتی ہیں یا لڑکیوں کو باپ کا اس طرح پیار نہ دینا جس کا وہ حق رکھتی ہیں۔

بلکہ ہر وقت انہیں طعنے دینا، بچیوں کے دلوں میں بھی باپوں کے لئے نفرت پیدا کردیتا ہے۔ بعض ایسے معاملات جب سامنے آتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ ایسے لوگ بھی اس زمانہ میں ہیں جو بچوں پر اس طرح ظلم کررہے ہیں۔ جن کا ذکر پرانے عرب کے جہالت کے زمانے میں ملتا ہے کہ لڑکی کی پیدائش سے ان کے چہرے سیاہ ہوجاتے ہیں۔ پس یہ جہالت کی باتیں ہیں اس سے ہر مومن کو، ہر احمدی کو بچنا چاہئے۔

مَیں ایک احمدی فیملی کو جانتا ہوں، پرانی بات ہے، ان کے لڑکیاں پیدا ہوتی تھیں۔ چار پانچ بیٹیاں پیدا ہوگئیں۔ انہوں نے بیٹے کی خاطر دوسری شادی کرلی۔ اس بیوی سے بھی دو تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ انہوں نے بیٹے کی خاطر تیسری شادی کرلی۔ اس سے پھر تین چار بیٹیاں پیدا ہوگئیں۔ پھر چوتھی شادی کرلی، اس سے بھی اللہ تعالیٰ نے بیٹیاں ہی دیں۔ آخر جو پہلی بیوی تھی جس سے بیٹیاں پیدا ہورہی تھیں، پہلا بیٹا جو پیدا ہوا اسی بیوی سے پیدا ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے جسے چاہتا ہے جس طرح چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ پس اگر اولاد مانگنی ہے، لڑکے مانگنے ہیں تو آپس میں لڑکر گھروں میں بے چینیاں پیدا کرنے کی بجائے تقویٰ پر قائم ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہئے اور نیک اولاد کی دعا مانگنی چاہئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں انبیاء کے ذکر میں دعا سکھائی ہے۔

ایک جگہ فرمایا کہ ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (الصّٰفّٰت:101) کہ اے میرے ربّ! مجھے صالحین میں سے عطا کر۔ یعنی صالح اولاد عطا کر۔

ایک جگہ یہ دعا سکھائی کہ ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً﴾ (آل عمران:39) اے میرے رب! تو مجھے اپنی جناب سے پاک اولاد بخش۔

پس ہمیشہ ایسی اولاد کی دعا کرنی چاہئے یا خواہش کرنی چاہئے جو پاک ہو اور صالحین میں سے ہو اور ہمیشہ اس کے قرۃ العین ہونے کی دعا مانگنی چاہئے۔ میرے پاس جو بعض لوگ لڑکے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں تو مَیں ان کو ہمیشہ یہی کہتا ہوں کہ نیک اور

صحت منداولا د مانگو۔ بعض دفعہ لڑکیاں لڑکوں سے زیادہ ماں باپ کی خدمت کرنے والیاں ہوتی ہیں اور نیک ہوتی ہیں۔ ماں باپ کے لئے نیک نامی کا باعث بنتی ہیں۔ جبکہ لڑکے بعض اوقات بدنامی اور پریشانی کا باعث بن رہے ہوتے ہیں۔ پس ایک مومن کی یہی نشانی ہے کہ اولا د مانگے نیک اور صالح اور پھر مستقل اس کے لئے دعا کہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ ورنہ ایسی اولا د کا کیا فائدہ جو بدنامی کا موجب بن رہی ہو۔ کئی خطوط میرے پاس آتے ہیں جس میں اولاد کے بگڑنے کی وجہ سے فکر مندی کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔ لوگ ملتے بھی ہیں تو اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ پس اصل چیز دل کا سکون ہے اور اولادوں کا نیک اور صالح ہونا ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر اولا د بے فائدہ ہے۔

صالحین کی تعریف جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے وہ مَیں پیش کرتا ہوں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"صالحین کے اندر کسی قسم کی روحانی مرض نہیں ہوتی اور کوئی مادہ فساد کا نہیں ہوتا۔"

پس یہ معیار ہے جس کے حصول کے لئے ہمیں اپنی اولاد کے لئے دعا مانگنی چاہئے۔ اور خود بھی اس پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ آئندہ نسلوں میں بھی نیکی کی جاگ لگتی چلی جائے اور ذریّت طیبہ پیدا ہوتی رہے جو نسل در نسل اپنے آباؤ اجداد کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کے سامان پیدا کرتی چلی جائے اور جماعت کے لئے، خاندان کے لئے نیک نامی کا باعث ہو اور جیسا کہ مَیں نے کہا یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ہم اپنی حالتوں کی طرف بھی نظر رکھنے والے اور توجہ دینے والے نہیں بنتے۔ ہم خود بھی صالحین میں شامل ہونے اور تقویٰ پر قدم مارنے والے نہیں بنتے۔ پس اس چیز کو پکڑنے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 5 /دسمبر 2008ء)
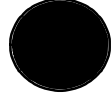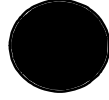
آیاتِ قرآنیہ

آیت	صفحہ
هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّارَبَّهٗ...... (آل عمران :79)	93‘3
وَزَكَرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ .... (الانبياء :90)	4
يَا زَكَرِيَّااِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ يَحْيٰى .... (المريم :8)	4
اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (التغابن :16)	12
مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ...... (الطلاق :4)	16
يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْارَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ......(النساء :2)	161‘18
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ......(النحل :98)	21
وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ (البقره :229)	28
عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء :20)	189‘176‘169‘83 ‘81‘59‘57‘34‘29
وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا ......(الفرقان :75)	210‘67
اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ ......(النساء :35)	201‘72
اَصْلِحْ لِىْ فِىْ ذُرِّيَّتِىْ ...... (الاحقاف :16)	158‘87
اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ ......(الاحزاب :36)	89
اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ......(الرعد :29)	94
اُذْكُرُوْا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (الجمعة :11)	94
فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ ......(النساء :35)	135‘95
وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ ......(النزعت 41:42)	105
وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ ...... (النور :33)	
وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ......(البقره 235)	109
وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ...... (التوبه :34)	133
وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجاً...... (الطلاق 3،4)	133,134
وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ......(الاعراف :197)	134
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (الفاتحه :5)	134
رَبِّ اَوْزِعْنِىْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ ......(الاحقاف:16)	179‘140

آیت	صفحہ
وَالّٰتِىْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ ......(نساء :35)	167
لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ ...... (النور :62)	172‘171
وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل :25)	179
فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِىَ لَهُمْ (السجده :18)	211
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ...... (الشورىٰ:50)	217
رَبِّ هَبْ لِىْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ...... (الصّٰفّٰت :101)	218

احادیث نبویہؐ

عنوان	صفحہ
خَيْرُ كُمْ خَيْرُ كُمْ لِاَهْلِهٖ	202،189،176،83،81،73،34،28
ایک دعا جو آنحضور ﷺ تہجد کے وقت پڑھا کرتے تھے	16
نصف دین حضرت عائشہؓ سے سیکھو	22
ہر ایک اپنے اپنے دائرہ عمل میں نگران ہے	68‘23
قریشی عورتوں کی صفات	26
جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جانے والی عورت کی صفات	26
آنحضرت ﷺ کا جہنم میں کثرت سے عورتوں کو دیکھنے کی وجہ مردوں کی احسان فراموشی ہے	27
عورتوں کی بھلائی و خیر خواہی بارے حدیث نیز یہ کہ پسلی سے پیدائش	27
اگر خدا کے سوا کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ خاوند کو سجدہ کرے	29
عورتوں کو آنحضور ﷺ نے اتنی آزادی دی کہ مرد گھروں میں عورتوں سے بے تکلفی سے باتیں کرتے ڈرتے کہ شکایت نہ ہو جائے	29
حضرت عمرؓ کا اپنی بیوی کو پنج وقتہ نماز مسجد میں ادا کرنے سے حکماً نہ روکنے بارے ہدایت	30
جو عورت اس حال میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا تو جنت میں جائے گی	31
عورتوں کو صدقہ اور استغفار کرنے بارے تلقین	32
رشتہ کے بارہ میں لڑکی کی پسند و ناپسند بارے ہدایت	33‘32
عورتوں کا سونے کے زیور پہن کر فخر کرنے اور غیر مردوں کو دکھانے پر عذاب ہوگا	37
بنی اسرائیل پر اس وجہ سے لعنت کی گئی کہ ان کی عورتیں مسجدوں میں زیب و زینت اور ناز نخرے کے ساتھ آتی تھیں......	38‘37
ظن، تجسس، حسد، بغض اور باہمی اختلاف نہ کرنے بارے تلقین	39
جنت میں فقیر زیادہ اور دوزخ میں عورتیں زیادہ	40
بڑا بھائی بمنزلہ باپ کے	48
حضرت عائشہؓ کے تیز بولنے کا واقعہ اور آنحضور ﷺ کا بچاؤ۔	48
حضرت ابوبکرؓ کا حضرت عائشہؓ سے کہنا کہ مجھے اپنی لڑائی میں تو شریک کیا اپنی خوشی میں بھی شریک کرو	49
حضرت عائشہؓ خوشی اور ناراضگی میں آنحضور ﷺ کا کس طرح ذکر کرتی تھیں	49

عنوان	صفحہ
جس نے زیادہ بیٹیوں پر صبر کیا اس کے لئے آگ سے بچنے کا ذریعہ ہوں گی	86‘52
بہترین لوگ وہ ہیں جو عورتوں سے بہتر سلوک کرنے والے ہیں	56
میاں بیوی کے حقوق	56
اولاد کو تحفہ دیتے وقت مساوات وعدل برقرار رکھنا	57
ہر عضو کے بدلے صدقہ دینے کے بارہ میں	58
ایک صحابی جو دن بھر روزہ رکھتے رات کو عبادت کرتے ان کو ان کے حقوق کی طرف توجہ دلائی	70
آنحضورؐ کی گھریلو مصروفیات بارے حدیث	70
آنحضرتؐ کے اخلاق	71
آنحضرتؐ کا میاں بیوی کو ایک دوسرے میں خوبیاں تلاش کرنے کا حکم	74‘73
حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں سے حسن سلوک	75
حضرت خدیجہؓ کی خوبیاں	76
آپؐ رات کو اگر دیر سے تشریف لاتے تو خود کھانا یا دودھ نوش کر لیتے کسی کو زحمت نہ دیتے	77
حضرت صفیہؓ کیلئے جنگ خیبر میں اونٹ پر جگہ بنانا۔ اپنا عُبا بچھانا اور سوار کرنے کیلئے گھٹنا جھکا دینا	78
اپنے اہل خانہ کے نان نفقہ کا خاص اہتمام فرمانا اور وفات کے وقت تاکید	78
عورتوں کے بارہ میں نصیحت۔ نان نفقہ، مار پیٹ سے اجتناب اور ان کی بھلائی......	79
عورتوں کی بھلائی اور پسلی سے پیدائش	80
ابرار کا بیویوں سے حسن سلوک	99‘83
بچے پر رحم کرنا	84
بچوں کی اچھی تربیت باپ کا بہترین تحفہ ہے	213‘101‘84
بچوں کی عزت، تربیت بارے	98‘86
آنحضورؐ کا تہجد کے لئے اپنی بیوی کو جگانا	87
آدمی اپنے دوست کے زیر اثر ہوتا ہے	100
بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو	102
نماز کا وقت ہو جائے، جنازہ حاضر ہو، بیوہ کا کفول جائے تو دیر نہ کرو	111
بیوہ اپنے بارہ میں شادی کا فیصلہ کرنے میں ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے	112
کنواری سے اجازت لی جائے گی اس کی خاموشی اجازت ہوگی	112
رشتہ کے بارہ میں لڑکی کی خواہش کے مطابق آنحضورؐ کا فیصلہ	113
ایسا رشتہ آئے جس کے اخلاق اور دینداری پسند ہو تو رشتہ کر دو ورنہ دنیا میں فتنہ وفساد ہوگا	114

نکاح کی چار اغراض، مال، حسن و جمال، خاندان، دینداری 115
دنیا سامان زیست ہے نیک عورت سے بڑھ کر کوئی سامان زیست نہیں 116
آپؐ نے فرمایا صالح مرد اور صالح عورتوں کی شادیاں کروایا کرو 116
حضرت مغیرہ نے منگنی کا پیغام دیا تو آپؐ نے فرمایا لڑکی کو دیکھ لو 117
آپؐ نے فرمایا ایسی عورتوں سے شادی کرو جو محبت کرنے والی اور زیادہ اولاد پیدا کرنے والی ہوں 118
آپؐ نے ربیعہ اسلمی کی شادی کرائی۔ ولیمہ کا انتظام کیا خود شامل ہوئے اور دعا کرائی 49
کونسا مال بہتر ہے جو جمع کریں فرمایا ذکر الٰہی، مومنہ بیوی، شکر کرنے والا دل 133
آنحضورؐ نے فرمایا چھ باتوں کی ضمانت دو، تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ تفصیل و تشریح 137 تا 139
بچوں سے مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولو 138
کسی شخص کے جھوٹا ہونے کیلئے اتنا کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے 138
اپنے ہاتھوں کو ظلم سے روکے رکھو 139
مہر کے بارہ میں ایک حدیث صحابہ کا واقعہ 46‘145
اے دلوں کے بدلنے والے میرے دل کو دین پر ثبات بخش 159
مرد رات کو اٹھے اور بیوی کو جگائے ۔ بیوی تہجد کے لئے اٹھے تو خاوند کو جگائے۔ پس و پیش کی
صورت میں پانی کے چھینٹے ایک دوسرے پر ماریں 213

مضامین

اثاثہ

ہر احمدی گھر جماعت کا اثاثہ ہے۔ 153
جماعت کا اثاثہ ہر مرد، ہر عورت اور ہر بچہ و بوڑھا ہے۔ یہ اثاثہ ضائع نہ ہو 153
ہر شخص اپنے آپ کو جماعت کا اثاثہ سمجھے۔ 153

احساس

ماؤں کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ نئی نسل کو دنیا کی غلاظتوں سے بچانا ہے 61
ہر احمدی کو اپنے اندر یہ احساس پیدا کرنا چاہئے کہ ہم سلامتی کے شہزادے کے نام پر بٹہ لگانے
والے نہ ہوں 182
جہاں یہ احساس پیدا ہو کہ میرے کسی فعل کی وجہ سے میرا دین متأثر ہو رہا ہے 198
وہاں دنیوی خواہشات اور عمل پر سچے احمدی کو بند باندھ دینا چاہئے 198

استغفار

استغفار کو توبہ پر تقدم حاصل ہے 96
استغفار سے طاقت ملے گی۔ استغفار کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ 97

اسلام

اسلام نام ہے فرمانبرداری کا 90
اسلام نے عورت کے حقوق و فرائض کی ادائیگی کی بھی اسی طرح تلقین فرمائی ہے جس طرح
مردوں کے حقوق و فرائض کی 60
اسلام میں عورتوں کی کس قدر عزت کی گئی ہے (ایک مثال) 59
اسلامی پردہ سے یہ مراد نہیں کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے 41

اسلام نے بعض حالات میں عورتوں کو حکم دیا ہے کہ بعض نفلی عبادتیں یا ایسی عبادتیں جو تمہارے پر اس طرح فرض نہیں۔ جس طرح مردوں پر فرض ہیں۔ 30
اپنے خاوندوں کے حکم کی پابندی کریں۔ 30
حسین تعلیم جو اسلام نے عورتوں کے حقوق قائم کرنے کے لئے دی ہے 28،27
اسلام میں عورت کا مقام 22
اسلام نے عورت کو ایک عظیم معلّمہ کے طور پر پیش کیا ہے 22
عورت کے مقام کا وہ حسین تصور جو اسلام نے پیش کیا ہے 23
اسلام جو پابندیاں عورتوں پر لگاتا ہے ان سے وہ ان کی عزت، احترام اور تکریم پیدا کرنا چاہتا ہے 43
اسلام کی تعلیم ایک سموئی ہوئی تعلیم ہے نہ افراط نہ تفریط نہ ایک انتہا نہ دوسری 118
اسی سے معاشرہ میں امن رہے گا اور فساد دور ہوگا 118
اسلام نے گھریلو تعلقات قائم رکھنے محبت پیار کی فضا قائم کرنے کیلئے خوبصورت تعلیم دی ہے 164
کسی مذہب نے عورتوں کے حقوق اس طرح قائم نہیں کئے جس طرح اسلام نے کئے ہیں 189

الہام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ''یہ طریق اچھا نہیں......خذو الرفق......نرمی کرو۔ 81
الھامی دعا . "رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِّنَ السَّمَآءِ. رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ. رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ. رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ." 8‘7
نومبر 1907ء
"سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا. رَبِّ ھَبْ لِیْ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ اسْمُہٗ یَحْیٰی" 8

امانت

امانت رکھنے کے بعد جو واپس لینے آئے تو دے دیا کرو۔ ٹال مٹول سے کام نہ لو۔ 138
آئندہ نسلیں، واقفین نو، یہ آپ کے پاس جماعت کی امانت ہے 138

اولاد

اولاد کی خواہش وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا کی نیت سے کرے 8

اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں 87‘10
اولاد کے واسطے دعا کرتے رہنا چاہئے 10
اکثر جانشینی کے واسطے اولاد کی خواہش کرتے ہیں 10
ان کی پرورش رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے 10
اولاد کے واسطے یہ دعا کریں دین کی خادم ہو، دین کی پہلوان ہو 10
اولاد کی خواہش محض اس غرض سے ہو کہ دیندار، متقی اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو 11
اولاد کو ایسا عزیز رکھے کہ ہر وقت انہیں کا فکر ہو تو یہ بت پرستی ہے 12‘11
جو شخص اپنی اولاد کی وفات پر بُرا مناتا ہے وہ بخیل بھی ہوتا ہے 12
اپنے بچوں کے ساتھ بھی عدل کا سلوک قائم رکھیں 53
بعض لوگ اولاد سے بھی بے انصافی کر جاتے ہیں 57
بعض بے جا لاڈ پیار سے بگاڑ دیتے ہیں 57
بعض ضرورت سے زیادہ سختی کر کے بگاڑ دیتے ہیں 57
اولاد سے انصاف اور مساوات کا سلوک کرو (حدیث) 57
اچھی تربیت اولاد کے لئے باپ کی طرف سے بہترین تحفہ ہے (حدیث) 84
اولاد کی تربیت بارے تفصیل 96
اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو 10 سال کی عمر میں نماز کے لئے سختی کرو (حدیث) 102
نیک اور دیندار اولاد سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے 115
اپنی آئندہ نسلوں کو دنیا کی غلاظتوں سے بچانا ہے تو اپنی اصلاح کی طرف توجہ کریں ان کے سامنے نیک نمونے قائم کریں 129
شروع سے اولاد کی ایسی تربیت کریں کہ جھگڑوں اور علیحدگی کی نوبت ہی نہ آئے 144
اولاد کا طیب ہونا تو طیبات کا سلسلہ چاہتا ہے اگر یہ نہ ہو تو اولاد خراب ہوتی ہے 215
نیک اولاد کی دعا مانگنی چاہئے۔ 218
رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (الصفت :101) 218
رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً (آل عمران :79) 218
ہمیشہ ایسی اولاد کی خواہش اور دعا کرنی چاہئے جو پاک ہو صالحین میں سے ہو 218
اصل چیز اولاد کا نیک اور صالح ہونا ہے ورنہ اولاد بے فائدہ ہے 219

بچے

بعض بچے والدین کے سامنے بے حیائی سے کھڑے ہوجاتے ہیں 6
بچوں کو خوف خدا کرنا چاہے...... 7
ماؤں کے حقوق کا خیال رکھیں 7
باپوں کے حقوق کا خیال رکھیں 7
بعض لڑکے ماں کی نافرمانی کرتے ہیں اور گستاخی سے پیش آتے ہیں 12
بعض مرد گھر میں بچوں سے ظالمانہ سلوک کرتے ہیں اس کی تفصیل 44
ایسے لوگوں کے بچے پھر باپوں کے سامنے کھڑے ہوجاتے ہیں اور بڑھاپے میں بدلے لیتے ہیں 44
میاں بیوی نے مل کر بچوں کی نیک تربیت کرنی ہے 46
جب بچے کی پیدائش کی امید ہو تو مائیں اس وقت سے دعائیں شروع کر دیں تو وہ دعائیں بچے
کی تمام زندگی تک اس کا ساتھ دیتی ہیں 61
اللہ تعالیٰ نے ابرار کو ابرار اس لئے کہا کہ انہوں نے اپنے بچوں سے حسن سلوک کیا (حدیث) 83
تم پر تمہارے بچے کا حق ہے 83
بچے پر رحم کرنے بارے آنحضرت ﷺ کا ارشاد (حدیث) 84
بچوں کو مارنا شرک میں داخل ہے۔ تفصیل 84
جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں 85
والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے 85
بچے کو مارنے کا ایک واقعہ 85
بچوں کی عزت اور تربیت بارے حدیث 98 ‘86
بچوں میں عزت نفس پیدا کرنے کے لئے ان کی عزت کی جائے 98‘86
بچوں کی تربیت کے لئے ضروری ہے کہ ان کو دوست بنائیں 98
بچوں سے عزت سے پیش آئیں گے تو ان سے قریبی تعلق پیدا ہوگا 98
بچے بھی آپ کے حقوق اس وقت ادا کریں گے جب آپ والدین کے حقوق ادا کرنے والے ہوں گے 99
سوچ سمجھ کر دوست بنانے چاہئیں کیونکہ اس کا بھی گہرا اثر ہوتا ہے 101
ماں باپ کی عملی زندگی کا اثر بچے قبول کرتے ہیں 185
تضاد کی بناء پر بچے بعض دفعہ ماں باپ کا گھر چھوڑ دیتے ہیں 185

بچوں کو قرۃ العین بنانے کے لئے ماں باپ کو اپنی اصلاح کرنی ہوگی 215

بخل۔ بخیل

جو اپنی اولاد کی وفات پر بُرا مناتا ہے وہ بخیل بھی ہوتا ہے 12
بخیل جنگل کے دریاؤں کے برابر بھی عبادت کرے تو جنت میں نہیں جائے گا 12
ہمارا خدا دینے سے بخل سے کام نہیں لیتا۔ بڑا دیالو ہے 22
اللہ کے نیک بندے اسراف اور کنجوسی سے کام نہیں لیتے 184
آپ کے دل میں بخل، کینے پلتے رہے تو خدا ایسے دلوں میں نہیں اترتا 154

بڑا بھائی

بعض لوگ اپنے بڑے بھائیوں کا احترام نہیں کرتے 47
بڑے بھائی کا حق باپ کے حق کے برابر ہے (حدیث) 48
بڑا بھائی چھوٹے بھائی کے لئے بمنزلہ باپ 48

بہو

جب بحیثیت بہو اختیارات اس کے پاس آتے ہیں تو ساس پر ظلم شروع کر دیتی ہے 1
بعض بہوئیں اپنے خاوندوں کے ذریعہ اپنی ساسوں کے حقوق تلف کر رہی ہوتی ہیں 138
اپنے دلوں کے تکبر ختم کریں، اپنے آپ کو تقویٰ کے لباس سے مزین کریں 138
بہو ساس، نند بھابی میں آپس میں محبت اور پیار نظر آتا ہو، سب ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہوں 139
ایک گھر میں اکٹھے رہنے کی وجہ سے بعض دفعہ بہو ساس پر ظلم کر رہی ہوتی ہے بہتر ہے کہ علیحدہ رہیں۔ 172
مائیں اپنے بیٹوں کے ذریعے ناجائز طور پر اپنی بہوؤں کی پٹائی کروا رہی ہوتی ہیں۔ 208
اس طرح کی حرکتیں اللہ کے انعام کی ناقدری اور تقویٰ سے دور لے جانے والی باتیں ہیں 208

بیوہ

تمہارے اندر جو بیوائیں ہیں ان کی بھی شادیاں کراؤ۔ (النور:33) 106
اس بات کو گناہ سمجھا جاتا ہے کہ بیوہ دوسری شادی کرے 106

موضوع	صفحہ
بعض اپنے حالات کی وجہ سے شادی کرنا چاہتی ہیں لیکن رشتہ دار اس کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں	107‘106
اس کو اتنا عاجز کردیتے ہیں کہ وہ زندگی سے ہی بیزار ہو جاتی ہے	107‘106
معاشرے کا یہ کام ہے کہ بیواؤں کی شادی کرانے کی کوشش کرے	108
اللہ تعالیٰ بیوگان کو اجازت دیتا ہے کہ عدت کے عرصہ کے بعد اپنی مرضی سے کوئی رشتہ کر لو	109
معروف کی شرط کے مطابق بیوہ کو خود فیصلہ کرنے کا اختیار ہے	109
بیوہ کے نکاح کا حکم اسی طرح ہے جس طرح باکرہ کے نکاح کا حکم ہے	110
نکاح تو اس کا ہوگا جو نکاح کے لائق ہے	110
اس رسم کو مٹا دینا چاہئے کہ بیوہ کو ساری عمر بغیر خاوند کے جبراً رکھا جاتا ہے	110
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات	110
تمہاری عزت اسی میں ہے کہ تم بیوہ کے رشتے کی کوشش کرو	110
بعض حالات یا بیماری کی وجہ سے شادی نہ کرنا چاہے تو یہ فیصلہ کرنا بھی بیوہ کا کام ہے	110
آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا عورت بیوہ ہو اور ہم کفو مل جائے تو اس کی سادی میں دیر نہ کرو	111
آنحضرت ﷺ نے فرمایا بیوہ اپنی شادی کے معاملہ میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے	112
بیوہ دنیا کے تجربہ سے گزر چکی ہوتی ہے اونچ نیچ دیکھ چکی ہوتی ہے اس لئے اس کو یہ اختیار دیا	112
خدا تعالیٰ نے بیوگان کو حکم دیا ہے کہ وہ شادی کریں اور اس کے عزیز روک نہ بنیں	196

بیوی (میاں) کی ذمہ داریاں

موضوع	صفحہ
بیوی اس غرض سے کرے تا کثرت سے اولاد پیدا ہو اور دین کی سچی خدمت گزار ہو	11
میاں بیوی کے جھگڑے توکل کی کمی کی وجہ سے ہوتے ہیں	13
میاں بیوی کے حقوق ادا کرنے کے طریق	
میاں بیوی کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے طریق	22‘21
بیویوں سے خاوندوں کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا	82،28
بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں	28
میاں بیوی کے فرائض	46
شادہ بیاہ کا تعلق ایک معاہدہ ہے	46
ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں گے اتنا ہی حسین معاشرہ قائم ہوگا	46
میاں بیوی کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر مرد اگر خاموش ہو جائے تو اسی فیصد جھگڑے وہیں ختم ہو جائیں	48

موضوع	صفحہ
میاں بیوی کے درمیان پوشیدہ باتوں کا اظہار بے حیائی اور خیانت ہے	51
بیویوں کے ساتھ سلوک میں عدل قائم رکھو	53
بیویوں کو چاہئے کہ ناپسندیدہ افراد کو خاوند کے بستر پر نہ بٹھائیں	56
نہ ان لوگوں کو گھروں میں آنے دیں (حدیث)	56
بیویوں کی سزا اور مار پیٹ بارے اصولی ہدایات	71 تا 74
آنحضرت ﷺ کی میاں بیوی کو ایک دوسرے میں خوبیاں تلاش کرنے کی نصیحت	74،73
میاں بیوی اگر جذبات پر کنٹرول رکھیں تو بچے برباد نہ ہوں لڑائیاں اور چیخ چیخ نہ ہو	74
بیوی کے رشتہ داروں کے بھی وہی حقوق ہیں جو خاوند کے رشتہ داروں کے ہیں	75
بیوی خاوند کے لیٹ آنے یا طبیعت کی خرابی کی وجہ سے پہلے کھانا کھا لے تو قیامت برپا ہو جاتی ہے	77
روحانی اور جسمانی طور پر بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لئے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو	81
تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے	81
بعض لوگ بیویوں کو اس لئے طلاق دیتے ہیں کہ صرف بیٹیاں پیدا ہوتی ہیں خوف خدا کرنا چاہئے	86
اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے دعا کرتے رہنا چاہئے	87
اکثر فتنے بیوی کی وجہ سے انسان پر پڑتے ہیں	87
جن خاوندوں کا سلوک بیوی بچوں سے ٹھیک نہیں ان کا گناہ ان کے سر ہے وہ یقیناً پوچھے جائیں گے	96
عورت مرد اپنے والدین اور ایک دوسرے کے والدین کے بھی حقوق ادا کرنے والے ہوں	99
میاں بیوی کا بندھن ایک معاہدہ ہے جس میں خدا کو گواہ ٹھہرا کر یہ اقرار کرتے ہیں کہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں گے	126
بیوی نے خاوند کے رشتہ داروں کا خیال رکھنا ہے اور خاوند نے بیوی کے رشتہ داروں کا	173‘157
ذرا ذرا سی بات پر ظلم کرکے بیوی کو مارنا، زخمی کرنا انتہائی ظالمانہ حرکت ہے	167
بیویوں کو مارنے اور قرآنی تعلیم وَاضْرِبُوْهُنَّ کی تشریح......	167
بیوی سے حسن سلوک بارے حضرت مسیح موعود کا ایک خط	176
خونخوار نہیں بننا چاہئے بیویوں پر رحم کرنا چاہئے	177
رحمی رشتہ داروں میں بیوی اور خاوند کے رحمی رشتہ دار سب شامل ہیں	181
دونوں پر ذمہ داری ہے کہ ایک دوسرے کے رحمی رشتہ داروں کے حقوق ادا کریں	181
میاں بیوی کو ایک دوسرے کے والدین سے احسان کے سلوک کا حکم ہے	181
عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا حق ہے جتنا مردوں کا عورتوں پر	188
مردوں کو حکم ہے کہ عورت کے حقوق ادا کرو، عورت کو بھی حکم ہے کہ مرد کے حقوق ادا کرے	188

جب دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں گے تو رشتہ پائیدار ہوگا 188

بعض دفعہ بچے ہو جاتے ہیں پھر میاں بیوی کی علیحدگی ہوتی ہے 194

ایک دوسرے کو بچوں کے ذریعہ تکلیف دی جاتی ہے 194

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے باپ کو نہ ماں کو بچوں کے ذریعہ تنگ کرو 194

پردہ

پردہ عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے اور مردوں کے لئے بھی 40

یہ زمانہ ایسا زمانہ ہے کہ پردہ کی رسم ضروری ہے 40

اسلامی پردہ سے کیا مراد ہے 42'41

عورتوں اور مردوں کی طرف سے غض بصر سے کام لیا جائے تو پردے کی طرف توجہ پیدا ہو سکتی ہے 139

معاشرے کے زیر اثر پردہ کا خیال نہیں رکھتیں، بازاروں میں جاتے ہوئے پردہ نہیں کرتیں 184

پردے میں ہی ایک احمدی بچی کا تقدس ہے 184

ان لوگوں کی طرح نہ بنیں جو کہتے ہیں کہ پردے کا حکم پرانا ہو گیا 184

بعض لڑکیوں کا سر اس طرح نہیں ڈھکا ہوتا جس طرح خدا اور رسول کا حکم ہے 205

بال نظر آرہے ہوتے ہیں آدھا سر ڈھکا ہوتا ہے آدھا ننگا 205

اگر کوٹ پہنا ہوا ہے تو کہنیوں تک بازو ننگے گھٹنوں سے اوپر کوٹ 205

نہ یہ احمدی عورت کی حیا ہے نہ آزادی کی حد 205

پردہ پوشی

ایک دوسرے کی غلطیوں، زیادتیوں اور کوتاہیوں سے پردہ پوشی اختیار کریں 128

برائیاں مشہور کرنے کی بجائے پردہ پوشی کا راستہ اختیار کریں ہر ایک کو اپنی برائیوں پر نظر رکھنی چاہئے 128

ترقی

ترقی کی منازل دنیاوی لذت سے نہیں ملتیں 209

ایک مومن کے لئے ترقی دنیاوی آسائشوں کا نام نہیں 209

ترقی ننگے لباس اور بے پردگی میں نہیں 209

ترقی مرد اور عورت کی بے حجابیوں میں نہیں ہے 209

ترقی اللہ تعالیٰ کی رضا سے وابستہ ہے یہی دائمی ترقی ہے 209

تقویٰ

تقویٰ اختیار کرو 63

تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں عجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز......وغیرہ 64

ہمیشہ تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے اللہ کی خشیت دلوں میں پیدا کریں 66

نمازوں میں عورتوں کی اصلاح اور تقویٰ کے لئے دعا کرنی چاہئے 83

حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے 123

اپنے آپ کو تقویٰ کے لباس سے مزین کریں 136

شادی کرنے والے جوڑے ہمیشہ تقویٰ سے کام لیں 149

تقویٰ پر چلنے والوں کو خدا تعالیٰ شیطانی حملوں سے بچاتا ہے 165

تقویٰ سے دور ہوں گے تو یقیناً شرک کی جھولی میں جا گریں گے 175

آنکھوں کی ٹھنڈک تبھی ہو سکتی ہے جب تم تمہاری اولادیں تقویٰ پر چلنے والی ہوں گی 212

اگر تقویٰ مفقود ہے تو خلافت اور جماعت کی برکات سے کس طرح فیض پا سکتے ہیں 212

اگر تقویٰ نہیں تو اعمال صالحہ کیسے ہو سکتے ہیں 212

اگر اعمال صالحہ نہیں تو تقویٰ نہیں 212

تقویٰ نہیں تو ایک دوسرے کے لئے قرۃ العین بن سکتے ہیں نہ اولاد قرۃ العین بن سکتی ہے 212

جب تقویٰ نہ ہو تو اولاد بھی پلید پیدا ہوتی ہے 215

احمدی معاشرے میں ہر شخص تقویٰ پر چلنے والا ہو 216

یہی چیز پھر خلافت کے انعام سے بھرپور فائدہ اٹھانے والا بنائے گی 217

توکل

میاں بیوی کے جھگڑے توکل کی کمی کی وجہ سے ہوتے ہیں 13

جو عبادت کے حقوق ادا نہ کرنے والے ہوں ان میں توکل پیدا نہیں ہوتا 14

توکل ہی ایک ایسی چیز ہے کہ انسان کو کامیاب و بامراد بنا دیتا ہے 16

جھوٹ

اپنا فائدہ حاصل کرنے کے لئے کبھی یہ نہ ہو کہ تم جھوٹ بول جاؤ 90
کسی شخص کے جھوٹا ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے 138
بچے کو چیز دینے کے لئے بلاؤ اور پھر نہ دو تو تم نے جھوٹ بولا 138

حق مہر

سوچ سمجھ کر مہر رکھنا چاہئے دکھاوے کے لئے نہیں، ایسا ہو جو ادا ہو سکے 145
شادی سے پہلے لڑکے کو باندھنے کی غرض سے زیادہ مہر لکھواتے ہیں 146
مہر تراضی طرفین سے ہو 146
شرعی مہر سے یہ مطلب نہیں کہ نصوص یا احادیث میں کوئی حد مقرر کی گئی ہے 146
مہر سے مراد اس وقت کے لوگوں کے مروجہ مہر سے ہوا کرتی ہے 146
اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات 146‘ 147
مہر عورت کا حق ہے اول تو نکاح کے وقت ہی ادا کرے ورنہ بعد میں ادا کرنا چاہئے 147
مہر کا بخشنا یا بخشوانا صرف رواج ہے پہلے ہاتھ پر رکھو پھر بخش دے تو ٹھیک ہے 147‘ 148
بیوی اگر مہر لینے سے پہلے فوت ہو جائے تو یہ اس کا ترکہ ہے شرعی حصص کے مطابق تقسیم ہو 148
حق مہر ایک قرض ہے اور قرض کی ادائیگی ضروری ہے 149
حیثیت کے مطابق حق مہر مقرر کرنے کا حق یا تبدیل کرنے کا حق نظام جماعت کو ہے 149

حقوق

اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرو اور بندوں کے حقوق بھی ادا کرو 20
حقوق اللہ ادا کرنے سے خدا کی خشیت دل میں قائم رہے گی 20
حقوق اللہ ادا کرنے سے شیطان تم پر غالب نہیں آ سکے گا 20
مغرب میں چند دہائیاں پہلے عورت کو بہت سے حقوق سے محروم کیا جاتا تھا 19
عورت کو گواہی کا حق حاصل نہیں تھا 19
عورت کو مرد کی طرف سے وراثت میں جائیداد کے حق سے محروم رکھا گیا 19

ووٹ کا بھی حق نہیں تھا 19
طلاق کی صورت میں عورت بچوں کے حق سے محروم کر دی جاتی تھی 19
نمازیں ادا کرنا اللہ کا حق ہے 104
ہر ایک سے عزت سے پیش آنا بندوں کا حق ہے 104
حیثیت کے مطابق حق مہر مقرر کرنے کا حق یا تبدیل کرنے کا حق نظام جماعت کو ہے 149
بندوں کے حقوق میں پہلا حق والدین کا ہے 156
حق کی بابت پوچھنے پر آنحضورؐ نے فرمایا تیری ماں، تیری ماں چوتھے نمبر پر تیرا باپ 156
ماں باپ کے سامنے اُف نہیں کرنا، فرمانبرداری اور ان کے لئے دعا کرنی، یہ حق ہے ماں باپ کا 156
حقوق اسی وقت ادا ہوتے ہیں جب ایک دوسرے سے احسان سے پیش آنے کی روح پیدا ہوتی ہے 157
مردوں کو حکم ہے عورت کے حقوق ادا کرو۔ عورت کو بھی حکم ہے کہ مردوں کے حقوق ادا کرے 188
جب دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں گے تو رشتہ پائیدار رہوگا 188

حضرت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات 7‘ 8
حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباس اولاد کے بارہ میں 7 تا 12
دعا کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد 15
توکل کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد 16
عورتوں سے خیر خواہی بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد 28‘ 34
عورتوں کے حقوق بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد 28
حضرت مسیح موعودؑ پر اعتراضات کہ عورتوں کو پھراتے ہیں اور اس کا جواب 34
حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات عورتوں کو نصائح بارے 35 تا 37، 39 تا 42
غیبت بارے حضرت مسیح موعودؑ کی عورتوں کو نصائح 40
غض بصر بارے حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد 40
پردے بارے حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد 40‘ 41
حسین معاشرے کے بارے میں آیت قرآنی کی تشریح 47
عورتوں سے حسن سلوک بارے حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد 49

ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا بہت استغفار کیا، نفلیں پڑھیں، صدقہ دیا 50
حق وانصاف پر قائم ہونے، سچی گواہی دینے، سچ بارے اقتباس 53
بیویوں سے حسن سلوک بارے ارشاد 57
عورتوں سے حسن سلوک کے بارے ارشاد 59
عورتوں کو نصائح 64‘63
تقویٰ کے اجزاء 64
آنحضرتؐ کی سیرت بارے آپ کا اقتباس 80‘79
آپؑ کا ایک الہام۔ یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو 81
بچوں کو مارنے کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد 85‘84
بیوی بچوں کی اصلاح اور ان کے لئے دعا بارے ارشاد 87
آپ کی چند دعائیں جو التزاماً آپ مانگا کرتے تھے 88
آپ کے ارشادات بیوہ کے نکاح کے بارہ میں 110
آپ کے ارشادات غیر از جماعت میں رشتے کرنے کے بارہ میں 120 تا 122
آپؑ کی آمد کا مقصد۔ خدا اور مخلوق کے رشتہ کو دوبارہ قائم کرنا 162
آپ کی آمد کے دیگر مقاصد 162
جب کبھی اتفاقاً ذرا درشتی اپنی بیوی سے کروں تو میں ان کو کہتا ہوں کہ اپنی نماز میں میری لئے دعا کرو 177
آپ کی بیان فرمودہ صالحین کی تشریح 219

خائن

خائن، مومن نہیں، مسلمان نہیں اور پھر جہنمی بھی ہے 51

خلع

اگر کسی وجہ سے مرد اور عورت میں نہیں بنی تو عورت کو حق ہے کہ وہ خلع لے لے 51

خیانت

میاں بیوی کے تعلقات کی پوشیدہ باتیں بیان کرنا خیانت ہے 51
عہد کا پاس نہ کرنے والے اور امانت کا حق ادا نہ کرنے والے خیانت کرنے والے کہلائیں گے 199

دل

دل دکھانا بڑا گناہ ہے (مسیح موعودؑ) 57
اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کی وجہ سے دل اطمینان پاتے ہیں 94
دلوں کو تسکین اور اطمینان کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر ضروری ہے 96
کسی کو حقارت سے دیکھنا دل دکھانے والی بات ہے 105
شکر کرنے والا دل سب سے افضل (مال) حدیث 133
خدا کا خوف کرتے ہوئے دلوں کے تکبر کو ختم کریں 136
دنیا اور اس کی زینت سے دل مت لگاؤ 141
اگر آپ کے دل میں بخل، کینے پلتے رہے تو خدا ایسے دلوں میں نہیں اترتا 154
اصل چیز دل کا سکون ہے 219

دعا

حضرت زکریاؑ کی دعا 4‘3
حضرت زکریاؑ کی قبولیت دعا کا ذکر 4
حضرت زکریاؑ کی دعا کی لطیف تشریح از مصلح موعودؓ 5
ماں باپ کی دعا سے بھی ڈرنا چاہئے 6
حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کے حق میں دعا 7
اصلاح نفس، خاتمہ بالخیر اور نیکیوں کی توفیق پانے کے لئے دعا کا پہلو ہے 15
دعا کرنے والا تقویٰ کے اعلیٰ محل پر پہنچ جائے گا 15
ہماری جماعت کو ہرگز ہرگز دعا کی بے قدری نہیں کرنی چاہئے 15
اپنی زندگیوں کو خوشگوار بنانا ہے تو دعاؤں پر زور دیں 16
اسی سے آپ کی دنیا اور عاقبت دونوں سنوریں گی 16
ایک دعا جو آنحضرتؐ تہجد کے وقت پڑھا کرتے تھے 16
عورتوں کو اپنے گھروں، اور سسرال کے حالات کی وجہ سے شکوے کی بجائے دعاؤں سے کام لینا چاہئے 31
نمازوں میں عورتوں کی اصلاح اور تقویٰ کے لئے دعا کرنی چاہئے 83‘34
بچے کی پیدائش سے پہلے دعائیں شروع کر دیں جو ساری زندگی اس کا ساتھ دیں گی 61

مرد محنت کے ساتھ ساتھ دعا بھی کریں تو اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا اور کشائش بھی دیتا ہے 79
بیویوں سے نیکی کرو اور ان کیلئے دعا کرتے رہو 81
جس قدر بچوں کو سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں 85
والدین کی دعا کو خاص قبولیت بخشا گیا ہے 85
نمازوں میں اپنے اور بیوی بچوں کے لئے بہت دعائیں کریں 87، 210
حضرت مسیح موعودؑ کی چند دعائیں جو روزانہ التزاماً آپؑ کیا کرتے تھے 88
دعاؤں کے ساتھ نیک اعمال بھی بجالانے ہوں گے 141
دعاؤں کی قبولیت کے لئے رنجشوں کو دور کرنا اور صلح صفائی ضروری ہے 154
آنحضورؐ کی یہ دعا ہمیشہ یاد رکھیں۔اے دلوں کے بدلنے والے میرے دل کو دین پر ثبات بخش 159
رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا...... یہ جامع دعا ہے 210
نیک اولاد کی دعا مانگنی چاہئے 218
اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا سکھائی ہے۔رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (الصفت :101) 218
رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً (آل عمران :39) 218

رشتہ۔رشتے دار

آنحضورؐ نے رشتوں کے معاملہ میں لڑکی کی خواہش کو مدنظر رکھا (دو احادیث) 113
رشتے بہر حال احمدیوں میں ہوں 113
اگر غیروں میں رشتے کریں گے تو معاشرے میں خاندان میں فساد کا خطرہ ہوگا 114
نئی نسل کے دین سے ہٹنے کا خطرہ پیدا ہوگا 114
دین کا کفو دیکھنا بھی ضروری ہے جس طرح دنیا کا 114
بعض لڑکوں ،لڑکیوں کو غیروں میں رشتے کرنے کا بڑا رجحان ہے اس طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے 114
ایسا رشتہ آئے جس کی دینداری تمہیں پسند ہو تو رشتہ دے دو ورنہ زمین میں فتنہ و فساد ہوگا (حدیث) 114
جب بچیوں کے رشتے آئیں تو زیادہ لٹکانا نہیں چاہئے۔رشتوں میں دینداری کو دیکھنا چاہئے 114
بچی نیک ہے،شریف ہے، با اخلاق ہے، پڑھی لکھی ہے، جماعتی کاموں میں حصہ بھی لیتی ہے لیکن شکل یا قد معیار کے مطابق نہیں تو دیکھ کر چلے جاتے ہیں 115
شکل اور قد تو تصویر اور معلومات کے ذریعہ بھی پتہ چل جاتا ہے پھر گھر جا کر تنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے 115

رشتے کے وقت لڑکیوں کو اس طرح ٹٹول کر دیکھا جاتا ہے جس طرح قربانی کے بکرے کو ٹٹولا جاتا ہے 115
آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ نیک عورت سے بڑھ کر کوئی سامان زیست نہیں 116
نیک عورت تمہارے گھر کو بھی سنبھالے گی، اولاد کی بھی اعلیٰ تربیت کرے گی 116
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ صالح مرد اور صالح عورتوں کی شادی کروایا کرو 116
ماں باپ کے ساتھ لڑکے آتے ہیں 35-34 سال کے، ان کی شادی کی طرف توجہ نہیں دیتے 116
بعض لوگ بیٹیوں کی کمائی کھانے کیلئے اس طرح کر رہے ہوتے ہیں۔ 116
بعض بیٹوں کی کمائی کھانے کے لئے اس طرح کر رہے ہوتے ہیں۔ 116
حضرت مغیرہ نے ایک جگہ منگنی کا پیغام بھجوایا تو آنحضورؐ نے فرمایا لڑکی کو دیکھ لو۔ 116
اس اجازت کو بعض لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے ہر وقت علیحدہ بیٹھے رہیں۔سیریں کرتے رہیں وغیرہ یہ چیز بھی غلط ہے۔ 117
مطلب یہ کہ آمنے سامنے آ کر ایک دوسرے کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے 117
بعض حرکات کا باتیں کرتے ہوئے پتہ لگ جاتا ہے
گھر والوں کے ساتھ کھانا کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں 117
رشتوں کے بارہ میں آنحضورؐ نے فرمایا ایسی عورتوں سے شادی کرو جو محبت کرنے والی اور کثرت سے بچے پیدا کرنے والی ہوں 118
حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات 120، 121
جو لوگ مولویوں کے زیر سایہ بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہوگئے ہیں 120
بعض لوگ خاندانوں اور ذاتوں اور شکلوں کے مسئلے میں الجھ جاتے ہیں پھر رشتے طے کرنے میں دقت ہوتی ہے۔یہ ذاتیں وغیرہ اب چھوڑنی چاہئیں 123
ذاتوں بارے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات 123
رشتے اس لئے بھی ٹوٹتے ہیں کہ لڑکے باہر ممالک میں آنے کے لئے رشتے طے کر لیتے ہیں 124
یہاں پہنچ کر پھر توڑ دیتے ہیں۔ان لڑکوں کو کچھ تو خوف خدا کرنا چاہئے 124
بعض مائیں جو لڑکیوں کو خراب کرتی اور لڑکی کے ذریعہ مطالبے کرواتی ہیں کچھ خدا کا خوف کرنا چاہئے 125
بعض لڑکے لڑکیوں کی جائیدادوں کے چکر میں ہوتے ہیں بچے بھی ہو جاتے ہیں پھر بھی قربانی دینے کی بجائے جائیداد ہڑپ کرتے ہیں۔ 125
کچھ مرد غلط اور غلیظ الزام لگا کر بیویوں کو چھوڑ دیتے ہیں جو کسی طرح بھی جائز نہیں۔ 125
بعض بچیوں کے جب دوسری جگہ رشتے ہو جاتے ہیں ان کو تڑوانے کے لئے غلط قسم کے خط لکھتے ہیں 125

جو رشتے باہر کے ممالک میں ہوں ان میں جلدی نہ کیا کریں پہلے پوری تحقیق کروایا کریں 144
رشتوں میں مضبوطی کے لئے دعا کرنی ہے 166
قریبی رشتہ داروں میں تمام رحمی رشتہ دار شامل ہیں 181
والد کی طرف سے بھی اور والدہ کی طرف سے بھی 181
پھر بیوی کے رشتہ دار، خاوند کے رحمی رشتہ دار ہیں۔ دونوں کی ذمہ داری کہ ایک دوسرے کے رحمی
رشتوں کے حقوق ادا کرو۔ ان کی عزت واحترام کرو 181
ان رحمی رشتہ داروں کے بھی حقوق ادا کرو، حسن سلوک کرو جنہیں تم ناپسند کرتے ہو 181
طلاق کی صورت میں اگر خاوند رجوع کرے تو رشتہ داروں کو حکم ہے کہ وہ روک نہ بنیں 188
بعض دفعہ لڑکی رضامند بھی ہے تو رشتہ دار خراب کر رہے ہوتے ہیں 188
شور مچاتے ہیں کہ ایک دفعہ طلاق ہوگئی ہم واپس نہیں بھیجیں گے 188
احمدی خاندانوں میں رشتہ کریں نیک اور دیندار لڑکی کی تلاش کریں 197
روزہ دیکھیں زیر لفظ عبادات

ساس سُسر

بچوں کے سامنے ساس، سُسر یا دادا، دادی کی کمزوریاں بیان نہ کریں۔ 90
جس سے پھر رنجشیں اور لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں 91
وہ عورتیں (ساسسیں) جو بہوؤں پر ظلم کرواتی ہیں تقویٰ پر چل کر ان کی زندگی کو جنت بنائیں 136
ساس یا نندیں سختیاں کرتی ہیں۔ اپنے بیٹے سے زیادتیاں کرواتی ہیں 1
ساس، بہو، نند بھابی میں آپس میں محبت اور پیار نظر آتا ہو سب ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہوں 139
ایک گھر میں رہنے کی وجہ سے بعض دفعہ ساس بہو پر ظلم کر رہی ہوتی ہے پھر بہتر یہی ہے کہ علیحدہ رہیں 172

سچ۔ سچائی

تمہارا ذاتی مفاد کبھی تمہیں سچ سے دور نہ لے جائے 90
سچ کے اعلیٰ معیار قائم کریں۔ قول سدید سے کام لیں 90
اس حد تک سچ بولیں کہ کوئی لفظ ایسا منہ سے نہ نکلے جس سے کئی مطلب نکالے جا سکتے ہوں 90
گفتگو کرو تو سچ بولو (حدیث) 137
شادی کرنے والے جوڑے ہمیشہ قول سدید سے کام لیں 149

سفارش

فیصلے کرتے وقت، سفارش کرتے وقت خلیفہ وقت کو ہر قسم کے تعلق سے بالا ہو کر سفارش کیا کریں 174
کسی کی حرکت پر غصہ آئے تو دو دن ٹھہر کر سفارش کرنی چاہئے تا کہ کسی قسم کی جانبدارانہ رائے نہ ہو 174

شادی بیاہ

شادی کرنے والے جوڑے ہمیشہ قول سدید اور تقویٰ سے کام لیں۔ 149
شادی بیاہ میں اسراف اور دیگر معاملات بارے ہدایات 149 تا 151
شادی بیاہ پر لاکھوں روپے کا ایک ایک جوڑا بنا لیتے ہیں جو ایک دو دفعہ پہن کر کسی کام کا نہیں رہتا 36
شادی بیاہ کا تعلق مرد، عورت میں ایک معاہدہ کی حیثیت رکھتا ہے 46
بیوہ کو شادی سے روکنا بیہودہ اور گندی رسم ہے۔ خود اپنی مرضی سے شادی کرنا چاہتی ہے تو کرنے دو 111
بلوغت کی عمر کو پہنچنے پر عورت مرد کی شادی کر دو 120
ذاتی دنیوی فائدے کی خاطر لڑکوں یا لڑکیوں کی شادی میں تاخیر نہ کرو 120
شادیوں کے نتیجے میں جو رحمی رشتے قائم ہوتے ہیں ان کا بھی خیال رکھو 157
غیروں میں شادیاں کرنے سے نسلیں برباد ہو جاتی ہیں۔ دین سے دور چلی جاتی ہیں...... 158
اگر مرضی کی شادی نہیں ہوئی تب بھی پہلے اکٹھے رہو، ایک دوسرے کو سمجھو 168
جب شادی ہوگئی تو شرافت کا تقاضا یہی ہے ایک دوسرے کو برداشت کریں۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کریں 169
حسن سلوک کرو گے تو ناپسندیدگی پسند میں بدل سکتی ہے 169
شادیوں میں بیویاں خاوندوں کو اسراف پر مجبور کرتی ہیں 184
بعض شادیوں میں ڈانس کی شکایات ہیں یہ انتہائی بے حیائی ہے۔ 184
لڑکیوں کو لڑکیوں میں بھی ننگے لباس میں نہیں آنا چاہئے نہ ہی ڈانس کی اجازت ہے 184‘185
شادیوں پر پاکیزہ نغمے اور دعائیہ نظمیں پڑھنی چاہئیں 185
احمدی لڑکیاں احمدی لڑکوں سے شادی کریں تا کہ آئندہ نسلیں احمدیت پر قائم رہیں 191
اسی طرح لڑکوں کو بھی چاہئے کہ احمدی لڑکیوں سے شادی کریں 191
شادیاں ہو جاتی ہیں پھر پسند ناپسند کا سوال اٹھتا ہے 193
پسند دیکھنی ہے تو شادی سے پہلے دیکھیں۔ شادی ہو جائے تو پھر شریفانہ طریق یہی ہے کہ اس کو نبھائیں 193
پسند کا سوال ہو تو معیار دین کو بنائیں کہ دین کیسا ہے۔ 193

بہترین رشتہ وہ ہے جس میں دینی پہلو دیکھا جاتا ہے۔ (حدیث) 193

بعض بچیاں غیروں میں شادی کر کے نہ صرف خود کو جماعت سے علیحدہ کرتی ہیں 197'98

بلکہ اپنی اولاد کو بھی غیروں کے ہاتھ میں دے دیتی ہیں 198

صالحین

صالحین کے اندر کسی قسم کی روحانی مرض نہیں ہوتی اور کوئی مادہ فساد کا نہیں ہوتا 219

صبر

صبر بھی ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ 91

اگر یہ پیدا ہو جائے تو بہت سارے جھگڑے، گھریلو، ہمسایوں اور رشتہ داروں کے ساتھ پیدا ہی نہیں ہوں گے۔ 91

صبر کرنے کی عادت اپنے اور اپنی اولادوں کے اندر پیدا کرو 91

دوسرے کے پاس اچھی چیز دیکھ کر بے صبری پیدا نہ ہو۔ بے صبری کبھی نہ دکھائیں 154

صحابہؓ ۔ صحابیاتؓ

آنحضرتؐ کے صحابہؓ عبادتوں میں بڑھنے اور اللہ کا قرب پانے کی کوشش کرتے تھے 130

صحابیاتؓ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر بھی عبادتیں کرتی تھیں 130

طلاق

طلاق ناپسندیدہ فعل ہے 51

اگر کسی وجہ سے مرد عورت میں نہیں بنتی تو مرد کو حق ہے کہ طلاق دے 51

طلاق سے پرہیز کرو۔ نہایت بدخدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے 81

بعض لوگ بیویوں کو اس وجہ سے طلاق دیتے ہیں کہ صرف لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں 86

مغرب میں پہلے عورت طلاق کی صورت میں بچوں کے حق سے محروم کر دی جاتی تھی 19

مطلقہ عورت عدت کے بعد آزاد ہے کہ شادی کرے 187

حکم ہے کہ تم اس کی شادی میں روک نہ بنو بلکہ مدد کرو۔ 187

طلاق کے بعد اگر پتہ چلے حاملہ ہے تو خاوند کو بتادے۔ 187

ہوسکتا ہے کہ خاوند کا دل نرم ہو جائے، گھر آباد ہو جائے 187

آئے دن طلاقیں، مردوں کو بھی غور کر کے پھر فیصلے کرنے چاہئیں 189

ہوسکتا ہے کہ تم جس بات کو ناپسند کرو اللہ نے تمہارے لئے بہتری رکھی ہو 189

ظلم، ظالم

اپنے ہاتھوں کو ظلم سے روکے رکھو۔ (حدیث) 139

ظلم کا مطلب اس زمانہ میں ایک دوسرے کے خلاف خطوط لکھنا 139

یا کمپیوٹر کے ذریعہ ایک دوسرے کو بدنام کرنا ای میل کرنا' انٹرنیٹ پر دینا اسی زمرے میں آتا ہے۔ 139

بیوی کو مارنا انتہائی ظالمانہ حرکت ہے 167

ظلم جس طرف سے بھی ہو رہا ہو ختم کرنا ہے اس کے خلاف جہاد کرنا ہے 173

خونخوار انسان نہیں بننا چاہئے بیویوں پر رحم کرنا چاہئے 177

جو اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے وہ ظالم ہے 196

عاجزی

عاجزی کا وصف بہت بڑا وصف ہے 91

سب کچھ ہوتے ہوئے بھی عاجز رہیں 92

یہ عاجزی اپنی نسلوں میں بھی پیدا کریں 92

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی عاجزی کو بہت پسند فرمایا تھا 92

اور الہاماً فرمایا ''تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں'' 92

عبادات

عبادت دل کی تسلی اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے 97

بہترین عبادت نماز اور نوافل ہیں 97

روزہ بھی عبادت کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کے لئے ہے 97

اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو۔ (حدیث) 102

امراء تکبر کی وجہ سے عبادت نہیں کر سکتے 104

نمازیں ادا کرنا اللہ کا حق ہے 104

جب نماز کا وقت ہو جائے اسی طرح جب جنازہ حاضر ہو تو دیر نہ کرو۔ (حدیث) 111

اپنے گھروں کو اللہ کی عبادت سے سجائے رکھیں 152

عدل

قول سدید جس سے عدل کے تمام تقاضے پورے ہوتے ہیں۔ 53

عدل کے معیار اپنے گھر میں، بیوی بچوں کے ساتھ قائم رکھو 53

عدل کے معیار روزمرہ کے معاملات میں قائم رکھو 53

عدل کے معیار ملازمین سے کام لینے اور حقوق دینے میں قائم رکھو 53

عدل کے معیار اپنے ہمسایوں سے سلوک میں بھی قائم رکھو 53

عدل کے اعلیٰ معیار دشمن کے ساتھ بھی قائم رکھو 53

دنیا میں انصاف اور امن قائم کرنے کی اعلیٰ تعلیم عدل ہے 53

جو لوگوں میں عدل سے فیصلے کرتا ہے یہ اس کی طرف سے صدقہ ہے (حدیث) 58

عائلی جھگڑے

میاں بیوی کے جھگڑے توکل کی کمی کی وجہ سے ہوتے ہیں 13

میاں بیوی کے جھگڑوں کی بعض وجوہات بے صبری توکل کی کمی قناعت کا نہ ہونا 13

بیویوں سے مطالبے کہ اپنے زیورات کاروبار کے لئے دو 14

بیویوں کو یہ کہا جاتا ہے کہ تیرا باپ پیسے والا ہے رقم لا کر دو تا کاروبار کروں وغیرہ...... 14

بہت سارے جھگڑوں کی وجہ طبیعتوں میں بے چینی اور مایوسی ہے 15

مرد کے جب حالات خراب ہوتے ہیں، ملازمت یا کاروبار کی وجہ سے تو عورتیں خاوندوں سے لڑائی جھگڑا کرتی ہیں 26

چھوٹی چھوٹی باتوں پر تلخ کلامی ہو جاتی ہے مرد اگر خاموش ہو جائے تو اسی فیصد جھگڑے ختم ہو جائیں 48

میاں بیوی دونوں اگر اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھیں تو گھروں میں لڑائیاں نہ ہوں 74

چھوٹی چھوٹی باتوں پر زود رنجیاں، بڑے جھگڑوں کی بنیاد بنتی ہیں 75

شروع سے ہی اولاد کی ایسی تربیت کریں کہ جھگڑوں کی نوبت ہی نہ آئے 144

کئی جھگڑے اس لئے ہوتے ہیں کہ ایک دوسرے کے رشتہ داروں کا احترام اور عزت نہیں ہوتی 181

عورت

اسلام پر اعتراض کہ عورت کو اس کا صحیح مقام نہیں دیا جاتا کا جواب 19‘20

عورت پر یورپ اور مغرب میں کیا کیا پابندیاں لگائی جاتی تھیں 19‘20‘200‘201

عورت کے حقوق اسلام میں 20‘21‘201

عورت اور مرد ایک دوسرے کی ذمہ داریاں ادا کریں 21

عورت اور مرد ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں 21

عورت اور مرد اپنے گھروں کو محبت اور پیار کا گہوارہ بنائیں 21

عورت اور مرد اولاد کے حقوق ادا کریں ان کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ کریں 21

اسلام نے عورت کو کیا مقام دیا ہے 22‘23

اسلام نے عورت کو ایک عظیم معلّمہ کے طور پر پیش کیا ہے 22

عورت کی ذمہ داریاں 23 تا 25

ہر عورت کو اپنے گھر کی طرف توجہ دینی چاہئے 24

عورتوں کی نمائندہ اسماء بنت یزید کی آنحضورؐ کی خدمت میں عورتوں کے حقوق کے بارہ میں تقریر 25

قریشی عورت کی خصوصیات (ایک حدیث) 26

نماز، روزہ کی پابند اور اپنے خاوند کی فرمانبردار عورت جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے 26

عورتوں کو جب مرد کی ملازمت نہ رہے یا کاروبار میں نقصان ہو، خوشحالی کے حالات نہ رہیں تو کامل وفا کے ساتھ خاوند کا مددگار ہونا چاہئے۔ 26

عورتوں کی یہ کمزوری کہ مرد کی احسان فراموشی کی وجہ سے جہنم میں جائیں گی (حدیث) 27

عورتوں کی بھلائی و خیر خواہی اور پیدائش پسلی سے (حدیث) 27

عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی مذہب نے نہیں کی۔ 28

جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ویسے عورتوں کے مردوں پر ہیں 28

پہلے ان کو پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا تھا 28

انسان کے اخلاق فاضلہ کی پہلی گواہ عورتیں ہوتی ہیں 28

عورتیں ایسی چیز نہیں کہ انہیں حقیر و ذلیل قرار دیا جاوے 28‘34

خاوند عورت کے لئے اللہ تعالیٰ کا مظہر ہوتا ہے 29

اللہ تعالیٰ اپنے سوا کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے 29

آنحضرتؐ کے زمانہ میں عورتوں کا شوق عبادت 31‘30

جو عورت اس حال میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا تو جنت میں جائے گی 31

عورتیں اپنے گھروں اور سسرال کے بجائے شکووں کے دعائیں کریں صدقات دیں 31

اے عورتوں کے گروہ صدقہ کیا کرو اور کثرت سے استغفار 32

نمازوں میں عورتوں کی اصلاح اور تقویٰ کیلئے دعا کرنی چاہئے 34

عورتوں میں پائی جانے والی بعض باتوں کی تفصیل 34 تا 40

بعض عورتیں، بعض عورتوں سے ٹھٹھا نہ کریں ہوسکتا ہے کہ وہ ہی اچھی ہوں 36

عیب مت لگاؤ، لوگوں کے برے نام نہ رکھو، بدگمانی اور ایک دوسرے کا گلہ مت کرو۔ 37

عورتوں کی ایک بیماری زیور کی نمائش ہے 37

جو عورت سونے کے زیور فخر کی خاطر عورتوں یا اجنبی مردوں کو دکھاتی پھرتی ہے جہنمی ہے (حدیث) 37

بنی اسرائیل پر عورتوں کے مسجدوں میں زیب و زینت اور نازنخرے کے ساتھ آنے پر لعنت کی گئی 38

عورتیں صرف دنیاداری کی خاطر اپنے گھروں کو جہنم نہ بنائیں 38

کم آمدنی والی عورتیں دیکھا دیکھی خاوندوں سے مطالبے نہ کریں جس کی وجہ سے پھر گھر اُجڑیں 38

اسلام جو پابندی عورت پر لگاتا ہے اس کا مقصد عورت کا احترام پیدا کرنا ہے 43

بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں سے بہترین سلوک کرتے ہیں (حدیث) 56

اگر مرد عورت کو سونے کا پہاڑ بھی دے تو طلاق کی صورت میں واپس نہ لے 59

ایک طور سے تو مرد کو عورتوں کا نوکر ٹھہرایا گیا ہے 59

عورت ہی ہے جس کی گود میں آئندہ نسلیں پروان چڑھتی ہیں 60

عورت ہی ہے جو قوموں کے بنانے اور بگاڑنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے 60

تعلیم و تربیت کے بارہ میں اگر عورتیں اپنی ذمہ داری سمجھ لیں تو حسین معاشرہ قائم ہوتا چلا جائے گا 60

احمدی عورت اپنے مقام، اپنے فرائض، ذمہ داری کو سمجھ کر اپنا کردار ادا کرے 61

تو جلد از جلد ہم اسلام کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں 61

عورت کی ذمہ داریاں...... 61 تا 66

ایسے مطالبے نہ کریں جو مرد کو قرض لینے پر مجبور کریں 63

اپنے خاوند اور اپنی اولاد کا بھی خیال رکھیں 63

ایسا نمونہ بنائیں کہ نظر آئے کہ ہر طرح سے خوشحال گھرانہ ہے 63

عورت کا یہ مقام ہمیشہ یاد رکھیں کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے 63

عورتوں کو مسیح موعودؑ کی نصائح 63‘64‘141

تقویٰ اختیار کرو، دنیا کی زینت سے دل نہ لگاؤ، قومی فخر نہ کرو 63‘64‘141

کسی عورت سے ہنسی ٹھٹھا نہ کرو۔ خاوندوں کی حیثیت سے بڑھ کر تقاضے نہ کرو۔ خدا کے فرائض میں سستی نہ کرو۔ خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو......وغیرہ 63‘64‘141

عورتوں پر بے جا سختی، مار پیٹ بارے قرآنی تعلیم کی وضاحت 72 تا 74

وہ عورتیں جن سے تمہیں باغیانہ رویے کا خوف ہو۔ پہلے نصیحت کرو 72

پھر اگر ضرورت ہو تو بستروں میں الگ چھوڑ دو۔ پھر اگر ضرورت ہو تو بدنی سزا بھی دو 72

اگر وہ اطاعت کریں تو ان کے خلاف کوئی بہانہ تلاش نہ کرو 72

عورتوں کی بدنی سزا، مار پیٹ بارے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم 73

ایک ضعیفہ عورت آپؑ کو کھڑا کرتی تو آپؑ کھڑے رہتے (مسیح موعودؑ) 70

عورت کی پیدائش پسلی سے...... (حدیث) 80

عورت کے پسلی سے پیدا ہونے سے مراد اس کا مضبوط کردار ہے 80

اگر عورت کے مضبوط کردار سے فائدہ اٹھانا ہے تو اسے اپنے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کرو 80

اللہ تعالیٰ نے عورت میں قربانی کا مادہ بہت زیادہ رکھا ہے 80

اس سے زیادہ فائدہ پیار محبت سے ہی اٹھایا جاسکتا ہے 80

وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے 82

نمازوں میں عورتوں کی اصلاح اور تقویٰ کیلئے دعا کرنی چاہئے 83

اگر عورت نیک، عبادت گزار اور بچوں کی نیک تربیت کرنے والی ہو تو اُس کے قدموں تلے جنت ہے 93

احمدی عورت کو صالحات، قانتات کا مقام حاصل کرنا چاہئے 95

عورت گھر کا خرچ سگھڑاپے سے نہ چلا رہی ہو تو بلاوجہ زائد اخراجات ہوتے ہیں اور اس کی تفصیل 96

بعض عورتیں لڑکوں کو زیادہ لاڈ پیار سے بگاڑ دیتی ہیں 96

اور لڑکیوں کو بالکل پیچھے کر دیتی ہیں جس سے وہ کمپلیکس کا شکار ہوجاتی ہیں 96

ایسی سہیلیاں بنائیں جن کے گھروں میں لڑائیاں نہ ہوں ورنہ ان کا اثر پڑنا شروع ہوجاتا ہے 100

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی عورتوں کو نصائح 103‘104

عورت کے لئے ایک ٹکڑا عبادت کا خاوند کا حق ادا کرنا ہے۔ ایک ٹکڑا عبادت کا خدا کا شکر بجالانا ہے 104

کوئی عورت دوسری عورت کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے خواہ بری عورتیں ہوں 105

نیک عورت سے بڑھ کر کوئی سامان زیست نہیں (حدیث) 116

تربیت اولاد عورت پر سب سے زیادہ فرض ہے 131

جب تک احمدی عورت اس ذمہ داری کو سمجھتی رہے گی تو اللہ کے فضل سے نیک نسل پروان چڑھتی رہے گی 131

حضرت مسیح موعودؑ کی عورتوں کو نصائح 133، 134

احمدی عورت کو وہاں ملازمت کرنی چاہئے جہاں اس کا وقار اور تقدس قائم رہے 135

ایسی ملازمت نہیں کرنی جس سے اسلام کے بنیادی حکموں پر زد آتی ہو 135

وہ عورتیں جو بہوؤں پر ظلم کرواتی ہیں تقویٰ پر چلتے ہوئے ان کی زندگی کو جنت بنائیں 136

عورتیں عورتوں کو نیچا دکھانے کے لئے اپنے پاس سے باتیں گھڑ کے مشہور کر دیتی ہیں 138

احمدی عورت کے کان لغویات سننے سے محفوظ رہنے چاہئیں 139

احمدی عورت کو اس نظارے سے اپنی آنکھ محفوظ رکھنی چاہئے جس سے دوسری عورت کے عیب اسے نظر آتے ہوں۔ 139

احمدی عورت کے منہ سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکلے جو دوسروں کیلئے تکلیف کا باعث ہو 139

احمدی عورت کو چاہئے ہمیشہ اپنے گھروں کو عبادت سے سجائے رکھے 152

آپ کے گھروں میں زندگی کے آثار ہمیشہ نظر آتے رہیں 152

اپنی ذاتی عبادتوں کی حفاظت اور گھر کی ذمہ داری عورتوں کی بھی ہے 152

نیک عورت کی پہلی خواہش یہ ہو کہ خدا راضی ہو، پھر خاوند راضی ہو 153

عورت کا کردار قوم کو بنانے میں انتہائی اہم ہوتا ہے 185

عورت ہی ہے جو ولی اللہ بھی پیدا کرتی ہے اور ڈاکو بھی بناتی ہے 186

مرد کی کمائی پر عورت کو بھی حق ہے۔ عورت کی کمائی یا جائیداد میں سے مرد کوئی حصہ نہیں لے سکتا 201

عورتوں کی دعائیں اور صدقات ہی ہیں جو مردوں کی تکلیفوں سے انہیں بچائیں گی 203

عورتوں کو دینی معاملات میں حضرت عمرؓ کی بہن جیسی غیرت دکھانی چاہئے 203

احمدی عورت کا ایک مقام اور تقدس ہے جس کا قائم رکھنا ضروری ہے 206

اپنی اور اپنے خاندان کی عزت کی حفاظت احمدی عورت کے لئے سب سے زیادہ اہم ہے۔ 206

ایک احمدی عورت اور بچی کی عصمت کی قیمت لاکھوں جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے۔ 206

غضِ بصر

مردوں، عورتوں، دونوں کو غضِ بصر کا حکم دیا ہے 40

غضِ بصر کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی تشریح 40

اس میں دونوں مرد اور عورت کی بھلائی ہے 40

قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو غضِ بصر کی ہدایت کرتا ہے 41

غضِ بصر پر اگر عورتوں اور مردوں کی طرف سے عمل کیا جائے تو پردے کی طرف توجہ پیدا ہو سکتی ہے 139

غلام احمد مرزا دیکھیں زیر لفظ حضرت مسیح موعودؑ

غیبت

غیبت کرنا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے 39

یہ بیماری عورتوں میں زیادہ ہے آدھی رات تک بیٹھی غیبت کرتی ہیں 40

جہنم میں غیبت کی وجہ سے عورتیں زیادہ ہوں گی 40

فخر

بلاوجہ فخر نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کو یہ پسند نہیں 35

کسی قسم کی شیخی اور فخر نہیں کرنا چاہئے۔ 36

پھر کپڑوں پر بڑا فخر ہو رہا ہوتا ہے 36

خدا ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا جو تکبر کرنے اور شیخی مارنے والا ہو 47

نہ خاندانی وجاہت پر فخر کی ضرورت ہے 92

نہ اولاد پر فخر کرنے کی ضرورت ہے 92

نہ مالی لحاظ سے بہتر ہونے پر فخر کرنے کی ضرورت ہے 92

نہ علم میں زیادہ ہونے پر فخر کرنے کی ضرورت ہے 92

اور پھر دین کے معاملے میں تو یہ بالکل ہی ناجائز ہے کہ میں زیادہ نیک ہوں 92

امراء میں بہت سا حصہ تکبر کا ہوتا ہے جس کی وجہ سے عبادت نہیں کر سکتے 104

قومی فخر مت کرو 141

آپ کے فخر دنیاوی ساز و سامان اور لہو و لعب نہ ہوں بلکہ اللہ کی رضا ہو 142

فیشن

نوجوان لڑکیاں اور لڑکے اس حد تک فیشن کو نہ اپنائیں جو حیا کی حدود کو توڑتا ہو 205

وہی فیشن اپنائیں جو حیا کی حدود کے اندر ہو 205

گھر

ہراحمدی گھرانہ پیار،محبت اورالفت کانمونہ دکھانے والا ہو 15
نمودونمائش کرنے والیاں لوگوں کے گھر نہ اجاڑیں 15
صرف دنیاداری کی خاطراپنے گھروں کوجہنم نہ بنائیں 38
گھر کے ماحول کوعدل وانصاف سے چلانے کے لئے میاں بیوی کوایک دوسرے کا خیال رکھنا ہوگا 56
خاوند کے ناپسندیدہ افرادکوگھروں میں نہ آنے دیں 56
عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے 131‘62
اپنے گھروں کو جنت نظیر بنائیں 63
ہمیشہ اپنے گھروں کوعبادت سے سجائے رکھیں۔ ہراحمدی گھر جماعت کا اثاثہ ہے 152
جن گھروں میں نظام جماعت کے خلاف باتیں ہوتی ہیں وہاں جماعت سے دوری پیدا ہوجاتی ہے 153
عورت جوگھر کی نگران بنائی گئی ہے وہ اپنی دنیاوی خواہشات کے پیچھے لگ کرگھر کوتباہ کررہی ہوتی ہے 153
اپنے گھر کا جائزہ لینا چاہئے کہ قرآنی تعلیم سے ہٹے ہوئے تونہیں 163
ایک بیماری جس کی وجہ سے گھر برباد ہوتے ہیں وہ شادی کے بعد توفیق کے باوجود اکٹھے رہنا ہے 171
اس ضمن میں ایک دردناک واقعہ 171
قرآنی تعلیم کے مطابق ماں باپ اورشادی شدہ لڑکے کا گھر الگ الگ ہو 172
اپنے باپ دادا، اپنی ماؤں یا بہن بھائیوں کے گھروں سے کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں 172
ایک گھر میں رہنے کی وجہ سے کبھی ساس بہوپر 172
اوربعض دفعہ بہوساس پرظلم کررہی ہوتی ہے،بہتر یہی ہے کہ علیحدہ رہیں 172
جوگھر تباہی کے کنارے پر ہوتے ہیں۔قرآنی تعلیم کے مطابق سلوک بیویوں سے کیا جائے 189‘90
گھر کے خرچ کوچلانے کی ذمہ داری مرد پر ہے۔اس کی کمائی پرعورت کوبھی حق ہے 201
بعض گھروں کے ٹوٹنے کا باعث لڑکیوں کا پیدا ہونا ہے اوراس کا قرآن کی روشنی میں جواب 217
گھروں میں بے چینیاں پیدا کرنے کی بجائے اولاد اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہئے 218

ماں

نئی نسل کی ذمہ داری ماؤں پر ہوتی ہے۔ بچے کی پیدائش سے پہلے یہ ذمہ داری شروع ہوجاتی ہے 61

مائیں اگر بچے کی پیدائش سے پہلے دعائیں شروع کردیں تو پھر وہ دعائیں بچے کی تمام زندگی تک اس کا ساتھ دیتی ہیں۔ 61
ان کو یہ بھی احساس ہونا چاہئے کہ نئی نسل کودنیا کی غلاظتوں سے بچانا ہے قول وفعل کے ہرقسم کے تضاد سے بچانا ہے۔ 61
ماؤں کی عظیم ذمہ داریاں 61تا66
جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے 63
اپنی نسلوں کی اٹھان نیک اور پاک ماحول میں کریں 63
تمہاری خصوصیت ہونی چاہئے کہ تم ہمیشہ سچ بولنے والی ہو 90
تمہارا ذاتی مفاد کبھی تمہیں سچ سے دور نہ لے جائے 90
اگر ماں میں غلط بیانی کی عادت ہوگی تو بچوں میں بھی پیدا ہوتی چلی جائے گی 90
سچ کے اعلیٰ معیار قائم کریں 90
اپنی اولادوں کے سامنے ساس سسر کی کمزوریاں نہ بیان کیا کریں 90
صبر کرنے کی عادت اپنے اوراپنی اولاد کے اندر بھی پیدا کریں 90
ماں باپ جب بچوں سے عزت سے پیش آئیں گے تو ان کا آپ سے قریبی تعلق پیدا ہوگا 98
اگر ماں نیک اور دیندار ہوگی تو اولاد بھی دیندار ہوتی ہے 115
بعض مائیں ہیں جو لڑکیوں کو خراب کرتی ہیں ان کے ذریعہ لڑکوں سے مختلف مطالبے کرواتی ہیں 125
ماؤں کی ذمہ داری ہے کہ وہ دیکھیں کہ ان کی اولاد ضائع نہ ہو اوراللہ تعالیٰ کا قرب پانے والی ہو 129
وہ مثالیں قائم کریں جو پہلوں نے قائم کی تھیں 130
مائیں بچوں کی تربیت کی زیادہ ذمہ دار ہیں،ان کی تربیت کا حق ادا کریں 132
آپ کے بچوں کی اعلیٰ تربیت ہروقت بچوں کوخدا سے جوڑ رکھے گی 154
آپ کے قول وفعل میں تضاد نہ ہو۔سچ پرقائم رہیں 154
تو آئندہ نسلیں خدا سے تعلق جوڑنے والی ہوں گی 154
ماؤں کونصائح 154
مائیں اپنے بیٹوں کے ذریعہ بہوؤں کی پٹائی کروارہی ہوتی ہیں۔اس طرح کی حرکتیں تقویٰ سے دور لے جانے والی باتیں ہیں۔دیگر نصائح 208

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

آپؐ کا فرمان کہ تجھ پر تیرے بدن، آنکھوں، بیوی اور زیارت پر آنے والوں کا بھی حق ہے — 70
آپؐ گھر میں اہل خانہ کی خدمت میں مصروف رہتے اور نماز کے وقت مسجد تشریف لے جاتے — 70
آپؐ کا فرمان ہے کہ میں تم سب سے بڑھ کر اہل خانہ سے حسن سلوک کرنے والا ہوں — 71
آپؐ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو، کریم اور بلا تکلف تھے کبھی بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھایا نہ خادم کو مارا — 71
آپؐ نے میاں بیوی کو ایک دوسرے میں خوبیاں تلاش کرنے کی نصیحت فرمائی ہے — 74‘73
آپؐ کے اعلیٰ اخلاق بارے حضرت خدیجہؓ کی گواہی — 74
آپؐ کا بیویوں کے رشتہ داروں اور سہیلیوں سے حسن سلوک — 75
حضرت خدیجہؓ کی سہیلی کی آواز سن کر آپؐ کا کھڑے ہو جانا — 75
کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپؐ خدیجہؓ کی سہیلیوں کو بھجواتے — 75
آپؐ رات کو دیر سے تشریف لاتے تو خود ہی کھانا یا دودھ نوش فرما لیتے — 77
حضرت صفیہؓ کے لئے آپؐ کا اونٹ پر جگہ بنانا، اپنا عبا بچھانا اور سوار کرنے کے لئے اپنا گھٹنہ آگے کرنا — 78
آپؐ اہل خانہ کے نان نفقہ کے لئے خاص اہتمام فرماتے۔ وفات کے وقت بھی خاص تاکید
فرمائی کہ ان کا خرچہ باقاعدگی سے ادا کیا جائے — 78
آپؐ ساری باتوں میں کامل نمونہ۔ خلیق، بارعب تھے — 79
آنحضرتؐ کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تا تمہیں معلوم ہو کہ آپؐ کیسے خلیق تھے — 79
آنحضورؐ بعض دفعہ خود رشتے طے کرواتے، انتظامات فرماتے۔ — 119
حضرت ربیعہ اسلمیؓ کا رشتہ کروایا۔ ولیمہ کا انتظام خود کیا۔ شامل ہوئے دعا کرائی — 119
آپؐ نے فرمایا تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل سے حسن سلوک کرنے میں بہترین ہے — 189
اور میں تم سب میں اپنی بیویوں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے والا ہوں — 189

مرد

ہر شادی شدہ مرد اپنے اہل و عیال کا نگران ہے۔ — 201‘54
مرد قوام بنایا گیا ہے — 201‘54
گھر کے اخراجات پورے کرنا، بچوں کی تعلیم کا خیال رکھنا، تعلیمی اخراجات پورے کرنا مرد کی ذمہ داری ہے — 201‘54
بعض مرد گھر کے اخراجات مہیا نہیں کرتے اُلٹا بیویوں سے مانگتے ہیں — 201‘54

بیوی کی کمائی پر مرد کا کوئی حق نہیں۔ — 55
مردوں کو انصاف کے تقاضے پورا کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں نبھانی ہوں گی — 201‘57‘55
بچوں کی تربیت کا حق ادا کرنا ہو گا بچوں کی ضروریات پوری کرنا ہر صورت مرد کا کام ہے — 201‘57‘55
مرد کو بہ نسبت عورت فطرتی قویٰ زبردست دیئے گئے ہیں — 59
اگر مرد عورت کو ایک پہاڑ سونے کا بھی دے تو طلاق کی صورت میں واپس نہ لے — 59
ایک طور سے تو مردوں کو عورتوں کا نوکر ٹھہرایا گیا ہے۔ — 59
اللہ تعالیٰ نے مرد کے قویٰ کو جسمانی لحاظ سے مضبوط بنایا ہے — 67
اس لئے اس کی ذمہ داریاں اور فرائض عورت سے زیادہ ہیں — 67
عبادات میں بھی عورت کی نسبت زیادہ مواقع دیئے گئے ہیں — 67
مرد کی ذمہ داریاں — 67تا70
مرد اپنے والد کے مال کا نگران ہے — 68
مرد اپنے اہل پر نگران ہے — 68
ایک مرد میں ان خصوصیات کا ہونا ضروری ہے جو حضرت خدیجہؓ نے آنحضرتؐ کے بارہ میں
بیان کیں۔ صلہ رحمی، حسن سلوک،......وغیرہ — 75‘74
بیوی کے رشتہ داروں کے بھی وہی حقوق ہیں جو مرد کے رشتہ داروں کے ہیں — 75
وہ مرد جو عورتوں کے مال پر نظر رکھے رہتے ہیں وہ یاد رکھیں عورت کی رقم پر ان کا کوئی حق نہیں — 79‘78
بیوی بچوں کے خرچ کے مرد ذمہ دار ہیں خواہ مزدوری کرنی پڑے — 79
میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے — 82
مردوں کی سربراہ کی حیثیت سے ذمہ داری ہے کہ نمازوں کی پابندی کریں۔ — 87
بیوی بچوں کو بھی نماز کا پابند کریں۔ — 87
نمازوں میں اپنے بیوی بچوں اور اپنے لئے بہت دعائیں کریں۔ — 87
مردوں کو ایسے دوست بنانے چاہئیں جن کے کردار اچھے ہوں — 100
جن کے گھروں میں لڑائیاں نہ ہوتی ہوں — 100
مرد کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں یہ دل دکھانے والی بات ہے — 105
اگر مرد کام یا ملازمت نہیں کرتا تو اس کی غربت کی وجہ سے یہ نہ ہو کہ اس کی شادی نہ کراؤ — 107
کچھ مرد غلط اور غلیظ الزام لگا کر بیویوں کو چھوڑ دیتے ہیں جو کسی طرح بھی جائز نہیں۔ — 125
بعض بچیوں کے جب دوسری جگہ رشتے ہو جاتے ہیں ان کو تڑوانے کے لئے غلط قسم کے خط لکھتے ہیں۔ — 125
ان کو اللہ تعالیٰ کے عظمت و جلال کی کوئی فکر نہیں۔ اللہ اور رسول کے حکم کے خلاف چلتے ہیں — 125

مرد کو اللہ تعالیٰ نے قوّام بنایا ہے برداشت کا مادہ زیادہ 127

اعصاب مضبوط اس لئے چھوٹی موٹی غلطیوں، کوتاہیوں کو معاف کرنا چاہئے 127

ایک مرد کا واقعہ جو اپنی بیوی پر سختی کرتا تھا حضرت مسیح موعودؑ کی نصائح سن کر کایا پلٹ گئی 127

مردوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ نیک نمونے قائم کریں 131

مرد کو ایسا نمونہ دکھانا چاہئے کہ عورت کا یہ مذہب ہو جاوے کہ میرے خاوند جیسا کوئی نیک نہیں 131

کئی مرد نمازیں پڑھنے چندہ دینے والے گھر جائیں تو بیویوں سے ناروا سلوک کرتے ہیں 155

بعض بیویاں چھوڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں نہ رکھتے ہیں نہ بساتے ہیں 155

اپنی حاکمیت کو، اپنی فوقیت کو عورتوں پر اس حد تک جتاؤ جہاں تک تمہیں اجازت ہے 190

اور اپنے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ رکھو 190

بعض مرد طلاق نہیں دیتے تا کہ ان کی جائیداد سے فائدہ اٹھائیں 202

بعض مرد عورت کو تنگ کر کے خلع لینے پر مجبور کرتے ہیں تا حق مہر معاف ہو جائے 202

علیحدگی کی صورت میں تحفہ واپس مانگتے ہیں۔یا جائیداد پر قبضہ جمانے کیلئے بیوہ کو شادی نہیں کرنے دیتے۔ 202

یہ تمام باتیں عورت کے بنیادی حقوق کے خلاف ہیں جو اسلام نے انہیں عطا کئے ہیں 202

جو مرد بلا وجہ عورت کو مارتے ہیں وہ اللہ کی نظر میں غلط کرتے ہیں۔ 202

مردوں کی ذمہ داری ہے کہ ان رستوں پر چلیں جو عبادالرحمٰن بنانے والے ہوں 214

مسجد

آنحضورؐ نے عورتوں کو مسجد میں زیب و زینت اختیار کرنے اور ناز و ادا سے مٹک مٹک کر چلنے سے منع فرمایا ہے 37

بنی اسرائیل کی عورتوں نے مسجد میں زیب و زینت اور ناز و نخرہ شروع کر دیا تھا اس لئے بنی اسرائیل پر لعنت کی گئی 38

مسجد عبادت کی جگہ ہے۔نمود و نمائش والی عورتوں کو نہیں آنا چاہئے۔ 38

یہ کوئی فیشن حال نہیں ہے 38

یہاں جب آؤ خالصتاً اللہ کی خاطر، اس کی عبادت اور دین سیکھنے کی خاطر آؤ 37، 38

مرد اپنے بچوں کو مسجد سے جوڑے...... 69

امن کا قیام مسجدوں سے وابستہ ہے 198

جو لوگ مسجدوں میں آ کر بھی بندوں کے حقوق ادا نہیں کرتے وہ اپنے آپ کو سچی اطاعت سے باہر کر رہے ہوتے ہیں 198

معاشرہ

ایسا جنت نظیر معاشرہ قائم کرو کہ غیر بھی کھنچے چلے آئیں 2

پیار محبت اور رواداری کا معاشرہ قائم کرنے کیلئے عورت اور مرد کی ذمہ داریاں 21

جتنا زیادہ میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں گے اتنا ہی زیادہ حسین معاشرہ قائم ہوتا چلا جائے گا 46

حسین معاشرہ کے قیام بارے حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد 47

ہمارے معاشرے میں یہ بھی بیماری ہے کہ جس کی بیٹیاں ہوں ان کے حقوق ادا نہیں کرتے 51

اگر عورتیں اپنی ذمہ داری کو سمجھ لیں تو احمدیت میں ہمیشہ ایک حسین معاشرہ قائم ہوتا چلا جائے گا 60

اسلامی معاشرہ مردوں اور عورتوں دونوں کا اپنا اپنا کردار ہے 60

معاشرے میں یہ بات زیادہ پیدا ہو رہی ہے کہ مرد لیٹ آئے یا طبیعت کی خرابی کی وجہ سے بیوی پہلے کھانا کھا لے تو قیامت برپا ہو جاتی ہے 77

معاشرے میں نیکیوں کو فروغ دینا ہے تو بیواؤں کی شادیاں کرنے کی کوشش کریں 107

معاشرے کا کام ہے کہ چاہے بیوائیں ہوں یا غریب لوگ ان کی شادیاں کروانے کی کوشش کریں 108

معاشرے کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ زبردستی کسی بیوہ کو ساری عمر بیوہ ہی رکھیں 111

پاک معاشرے کے قیام کی خاطر بیوہ یا لڑکی کو احمدی لڑکے سے رشتہ کرنا ہوگا 113

احمدی لڑکوں یا لڑکیوں کو چھوڑ کر غیروں میں رشتہ کریں گے تو معاشرے میں، خاندان میں فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہوگا 113، 114

معاشرے میں عزت کا باعث نیک اور دیندار اولاد ہی بن سکتی ہے 115

اسلامی تعلیم سے جو کہ افراط و تفریط سے پاک ہے معاشرہ میں امن قائم ہوگا اور فساد دور ہوگا 118

جھوٹی اناؤں کی وجہ سے جو نفرتیں معاشرے میں پیدا ہو رہی ہیں ان کو دور کریں 128

معاشرہ کی برائیوں کا اثر اولاد پر ہوتا ہے 160

اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیتے ہوئے حسین معاشرہ کو جنم دینے کی کوشش کریں 195

احمدی معاشرے میں ہر شخص تقویٰ پر چلنے والا ہو 216

میاں دیکھیں زیر لفظ بیوی

نفس

اصلاح نفس کے لئے دوسرا پہلو دعا کا ہے 15

نفس واحدہ کے بہت سے مفاہیم ہیں 19

نفس واحدہ سے پیدا ہونے کا دوسرا مطلب 19

اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی چادر کے نیچے آنے کے لئے نفسانی خواہشات کو ختم کرنا ہوگا، تباہ کرنا ہوگا۔ 137

اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرنے کے لئے نفس کی قربانیاں کرنی ہوں گی 185

نماز دیکھیں زیر لفظ عبادات

نکاح

درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغاباز نہ ٹھہرو 81

نکاح کی چار اغراض یا بنیادیں، مال، خاندان، حسن و جمال، دینداری (حدیث) 115

بیوہ کے نکاح کا حکم اسی طرح ہے جس طرح کہ باکرہ کے نکاح کا حکم ہے 110

اس کا یہ معنی نہیں کہ ہر بیوہ کا نکاح کیا جائے۔ 110

نکاح تو اسی کا ہوگا جو نکاح کے لائق ہے (مسیح موعودؑ) 110

نکاح کے وقت پہلی نصیحت یہ ہے کہ تقویٰ پر قدم مارو، تقویٰ اختیار کرو 164

نکاح کے وقت قرآنی نصائح کو پیش نظر رکھیں تقویٰ اور قول سدید سے کام لیں 175

جب کوئی اپنی مرضی سے غیر از جماعت میں شادی کرتا ہے تو خوف کی وجہ سے اور بعض اوقات
لڑکی والوں کی طرف سے شرط ہوتی ہے کہ نکاح غیر از جماعت مولوی پڑھائے 196

تو ایسی صورت میں یہ غلطی انہیں مسیح موعودؑ کی بیعت سے باہر نکال دیتی ہے 197

کوئی ایسی اضطراری حالت ہو تو اجازت لے کر احمدی سے نکاح پڑھوالیں 197‘196

نند

نندیں سختی کرتی ہیں اپنے بھائیوں سے زیادتیاں کرواتی ہیں 1

نند بھابی میں آپس میں محبت اور پیار نظر آتا ہو ایک دوسرے کا خیال رکھنے والی ہوں 139

نوافل دیکھیں زیر لفظ عبادات

والدین

والدین کو اف نہ کہو 6

والدین کی دعا نافرمان بچوں کے لئے برے رنگ میں بھی پوری ہوسکتی ہے 6

والدین کا فرض 6

ایسے ماں باپ جو بیٹیوں سے برا سلوک کرتے ہیں خوف خدا کرنا چاہئے 52

انہیں تو خوش ہونا چاہئے کہ خدا نے بچیاں دے کر آگ سے بچنے کا انتظام کیا ہے 52

جھوٹ مت بولو اگرچہ تمہاری جانوں یا ماں باپ کو نقصان پہنچے 53

تم پر تمہارے والدین کا حق ہے (حدیث) 83

اچھی تربیت سے بہتر کوئی تحفہ نہیں جو باپ اولاد کو دے 84

والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبولیت بخشی گئی ہے 85

ماں باپ جب بچوں سے عزت کے ساتھ پیش آئیں گے تو قریبی تعلق پیدا ہوگا 98

احمدی ماں باپ کو ابرار ہی بننا چاہئے 99

عورت خاوند کے والدین سے اور خاوند عورت کے والدین سے حسن سلوک کرے 99

والدین کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کا معاملہ کرو 178

خدا کی عبادت کے بعد والدین کو ہر شر سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے 178

والدین کو اللہ کے حضور جھکتے ہوئے ایسی تربیت کرنی چاہئے 180

کہ ان کی اولاد سلامتیاں بکھیرنے والی اور فرمانبردار ہو 180

ماں باپ کو اولاد کی اصلاح اور نیکیوں پر قائم رہنے کے لئے دعا کرنی ہوگی 180

میاں اور بیوی کو ایک دوسرے کے والدین سے بھی حسن سلوک کا حکم ہے 181

وعدہ

جب تم وعدہ کرو تو وفا کرو 138

مومن کا وعدہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کام کر کے دکھا دیا ہو 138

وقف نو

والدین کے اخراج کی صورت میں اس کا بھی وقف ختم ہوجاتا ہے 174

معافی کی صورت میں ہر بچہ کا انفرادی معاملہ خلیفہ وقت کے سامنے پیش ہوتا ہے 174

وقف نو بچے جہاں خدمت دین کریں گے وہاں وہ اپنے والدین کے لئے بھی دعا کریں گے 186

وہ دعائیں کریں رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔ 186

اسماء

حضرت آدم علیہ السلام 10
حضرت ابوبکر صدیقؓ 49‘48
حضرت اسماءؓ بنت یزید 25
حضرت ابوہریرہؓ 145‘114‘84‘80‘58‘56‘39‘27
حضرت ام سلمہؓ 159‘31
حضرت ابن عباسؓ 119‘112‘27
حضرت اسودؓ 70
حضرت انس بن مالکؓ 86
حضرت ایوب انصاریؓ 101‘84
حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح الموعود 151‘5‘3
بلعم 10
حضرت ثوبانؓ 133
حضرت حذیفہؓ 37
حضرت خالدؓ 75
حضرت خدیجہؓ 76‘75

حضرت ربیعہؓ 119
حضرت زکریا علیہ السلام 7‘4‘3
حضرت سعید بن عاصؓ 48
حضرت سلیمان بن عمروؓ 56
حضرت سلمان بن احوصؓ 79
حضرت شہر بن حوشبؓ 159
حضرت صفیہؓ 78
حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ 22‘18
حضرت عیسیٰ علیہ السلام 15‘4
حضرت عائشہ صدیقہؓ 71‘70‘52‘49‘48‘42‘37‘22
116‘87‘86‘77‘76
حضرت عمرؓ 31‘30
حضرت علیؓ 111
حضرت عبداللہ بن عمرؓ 116‘83‘68‘29‘23
حضرت عمرو بن احوصؓ 56
حضرت عبدالقادر جیلانیؒ 186
حضرت عاتکہؓ 30

حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ 81

حضرت موسیٰ علیہ السلام 10

حضرت محمد ﷺ

86‘84‘80تا73‘71‘70‘68‘63‘61‘58تا56‘52‘50‘49‘48‘41تا25‘23‘22‘16‘6
151‘146‘145‘142‘138‘137‘133‘130‘126‘120تا111‘104‘102تا98‘87
203‘202‘201‘197‘196‘193‘189‘177تا175‘167‘161‘159‘156‘155‘153
217‘213

حضرت مریم علیہ السلام 4‘3

حضرت موسیٰ بن علی رضا 26

حضرت مغیرہؓ 117

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

73‘66تا63‘60تا57‘55‘53‘50‘49‘47‘41‘40‘39‘34‘33‘28‘16‘15‘11‘8‘7
134‘133‘127‘123‘122‘120‘110‘105‘103تا101‘96‘92‘88‘87‘84تا81‘79
185‘183‘182‘176‘172‘168‘163‘162‘161‘158‘149تا147‘142‘141‘139
219‘217‘215‘213‘203‘199تا196‘192‘191

حضرت یحییٰ علیہ السلام 8‘5‘4

مقامات

آسٹریلیا 155‘152

افریقن ممالک 191

امریکہ 200‘193

انگلستان 55

پاکستان 174‘170‘169‘46

جرمنی 207‘204‘55

جاپان 160

خیبر 78

ربوہ 151‘150

عرب 201

کینیڈا 196‘124

مسجد 198‘85‘38‘37

مغرب 208‘200

ناروے اوسلو 144

ہندوستان 172‘169‘46

یورپ **55‘46**

کتابیات

تفاسیر

تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 2

تفسیر کبیر جلد 5 (از مصلح موعودؓ)

تفسیر الدر المنثور

حدیث

صحیح بخاری

صحیح مسلم

صحیح ترمذی

سنن نسائی

سنن ابوداؤد+مراسیل ابی داؤد

سنن ابن ماجہ

سنن الدارمی

مسند احمد بن حنبل

مسند الامام اعظم

الادب المفرد للبخاری

الجامع الصغیر

مجمع الزاوائد

کتب حضرت مسیح موعودؑ و خلفاء

روحانی خزائن جلد 10، 17، 19، 23

ملفوظات جلد 1، 2، 3، 5، 7، 10

تذکرہ

مجموعہ اشتہارات جلد 3

فتاویٰ مسیح موعودؑ

درثمین اردو

الازھار لذوات الخمار

خطبات مسرور جلد 1 تا 4

اخبار

الفضل ربوہ

الفضل انٹرنیشنل

الحکم

چند اہم دعائیں، جن کو پڑھتے رہنے کی تحریک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے

☆ خلافت احمدیہ کی پہلی صدی مکمل ہونے پر آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کا کام ختم نہیں ہو گیا بلکہ نئی صدی ہماری ذمہ داریاں بڑھا رہی ہے۔ اس لئے پہلے سے زیادہ درود بھیجیں۔
(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2008ء)

☆ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَیِّبًا وَعَمَلاً مُتَقَبَّلاً۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے ایسا علم جو نفع رساں ہو اور ایسا رزق جو طیب ہو اور ایسے عمل جو قبولیت کے لائق ہوں، مانگتا ہوں۔ (خطبہ جمعہ 13/جون 2008ء)

☆ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلسل کوشش کے ساتھ اور ہمیشہ کوشش کے ساتھ استغفار کی طرف متوجہ رہنے کا حکم فرمایا...... (اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ)
(خطبہ جمعہ 19/ستمبر 2008ء)

☆ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس کی محبت جو تجھ سے محبت کرے۔ اور ایسا عمل جو تیری محبت کے حصول کا ذریعہ بنے۔ اے اللہ! میرے دل میں اپنی محبت پیدا کر دے جو میرے اپنے نفس سے زیادہ ہو، میرے مال سے زیادہ ہو، میرے اہل وعیال سے زیادہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو۔ (خطبہ جمعہ 5/ستمبر 2008ء)

☆ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

(ترجمہ: اے میرے رب! ہر چیز تیری خادم ہے۔ پس اے میرے رب! میری حفاظت فرما، مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما) (خطبہ جمعہ 3/اکتوبر 2008ء)

☆ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ اس دعا کو جو بھی (مومن) کسی ابتلاء کے وقت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرمائیگا......
(خطبہ جمعہ 22/اکتوبر 2008ء)

☆ یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ۔ اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ (خطبہ جمعہ 21/نومبر 2008ء)

☆ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔

ترجمہ: اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔ (خطبہ جمعہ 14/نومبر 2008ء)

☆ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ط غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔...... یہ دعا پڑھنے کا مستقل حکم ہے۔ (خطبہ جمعہ 21/نومبر 2008ء)

☆ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً ط اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہے اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ (خطبہ جمعہ 21/نومبر 2008ء)

☆ اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْھِبِ الْبَاْسَ۔ اِشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِیْ۔ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ۔ اِشْفِنِیْ شِفَاءً کَامِلاً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا۔

ترجمہ: اے اللہ! لوگوں کے ربّ، بیماری کو دور کر دے، تو اس سے شفا عطا کر اور تو ہی شافی ہے۔ تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا عطا کر جو بیماری کا نام ونشان بھی نہ چھوڑے۔
(خطبہ جمعہ 19/دسمبر 2008ء)